دُعاؤں کی قبولیت کے سُنہرے واقعات

www.KitaboSunnat.com

عبد المالِک مجاہد

DARUSSALAM

اسلامی کتب کا نیا انداز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

دُعاؤں کی قبولیت
کے سُنہرے واقعات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

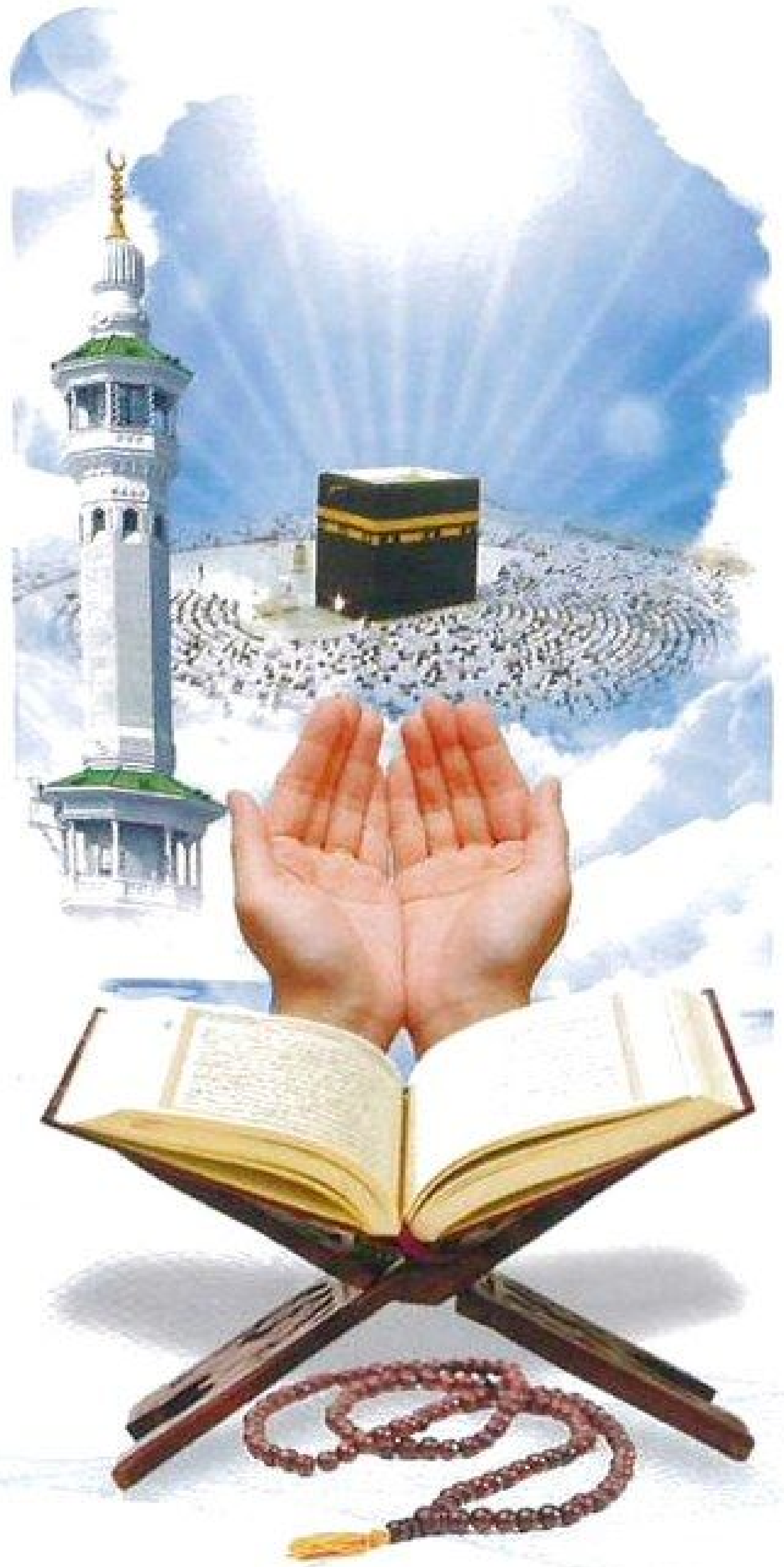

دُعاؤں کی قبولیت کے سُنہرے واقعات

عبدالمالک مجاہد

DARUSSALAM
دارالسلام

کتاب وسُنّت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

ریاض ۔ جدہ ۔ شارجہ ۔ لاهور ۔ کراچی
اسلام آباد ۔ لندن ۔ هیوسٹن ۔ نیو یارک

جملہ حقوقِ اشاعت برائے دارالسلام محفوظ ہیں

دارالسلام
کتاب وسُنّت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
DARUSSALAM

سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب فون: 4033962-4043432 1 00966 فیکس: 4021659
info@darussalamksa.com riyadh@darussalamksa.com
www.darussalamksa.com

- الریاض۔ العلیا۔ فون: 4614483 01 فیکس: 4644945
- الملز فون: 4735220 01
- سویلم فون: 2860422 01
- مندوب الریاض: موبائل: 0503459695
- قصیم (بریدہ): فون / فیکس: 3696124 06 موبائل: 0503417156
- مکہ مکرمہ: موبائل: 0502839948
- مدینہ منورہ فون: 8234446 04 فیکس: 8151121
  موبائل: 0504296740
- جدہ فون: 6879254 02 فیکس: 6336270
- الخبر فون: 8692900 03 فیکس: 8691551
- ینبع البحر فون / فیکس: 3908027 04
- خمیس مشیط فون / فیکس: 2207055 07

شارجہ فون: 5632623 6 00971 امریکہ ہوسٹن: 7220419 713 001 • نیو یارک: 6255925 718 001

لندن فون: 4885 539 208 0044 آسٹریلیا فون: 4040 9758 2 0061

پاکستان ہیڈ آفس و مرکزی شوروم

36- لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور

فون: 37232400-37240024-37324034 42 0092 فیکس: 37354072 موبائل: 0322-8484569

Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com

- غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 37120054 فیکس: 37320703 موبائل: 0321-4439150
- Y-260 بلاک کمرشل ایریا، فیز III ڈیفنس، لاہور فون: 35692610 موبائل: 0321-4212174

کراچی مین طارق روڈ، (D.C.HS / 110,111-Z) ڈالمن مال سے (بہادر آباد کی طرف) دوسری گلی، کراچی
فون: 34393936 فیکس: 34393937 موبائل: 0321-2441843

اسلام آباد F-8 مرکز، اسلام آباد فون / فیکس: 2281513 موبائل: 0321-5370378

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے (شروع) جو نہایت مہربان بہت رحم کرنے والا ہے۔

© مکتبہ دار السلام، ۱۴۳۲ھ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
مجاهد، عبدالمالك
قصص ذهبية للدعاء المستجاب./ عبدالمالك مجاهد.
الرياض، ۱۴۳۳ھ
ص: ۳۲۰، مقاس ۱۷ x ۲۴ سم
ردمك: ۳-۰۷۰-۵۰۰-۶۰۳-۹۷۸
(النص باللغة الأردية)
۱-الأدعية والأوراد ۲-الحديث-مباحث عامة أ.العنوان
ديوي ۲۱۲،۹۳ ۱۴۳۳/۱۴

رقم الإيداع: ۱۴۳۳/۱۴
ردمك: ۳-۰۷۰-۵۰۰-۶۰۳-۹۷۸

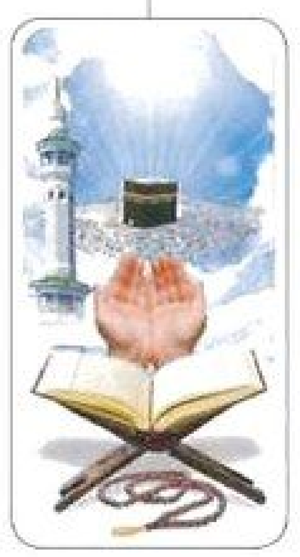

﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ﴾

[المؤمن: ۶۰]

”اور تمہارے رب کا فرمان ہے کہ مجھ سے دعا مانگو، میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔ جو لوگ میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہو جائیں گے“۔

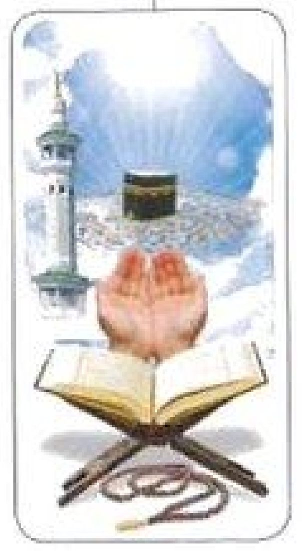

﴿ أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْأَرْضِ ۗ أَءِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴾

[النمل: ۶۲]

”بے کس کی پکار کو، جب کہ وہ پکارے کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے اور تمہیں زمین میں جانشین بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود برحق ہے؟ تم لوگ بہت کم ہی نصیحت و عبرت حاصل کرتے ہو“۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عناوین

نمبر شمار	موضوع	صفحہ نمبر
•	عرض ناشر	15
1	میں تو جد الانبیاء ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں	19
2	آخری دعا بھی قبول ہوگئی	23
3	کسی پر کبھی ظلم نہ کرنا	28
4	غیبی مدد	31
5	اللہ کے لیے تو کچھ بھی مشکل نہیں	33
6	میدان جنگ میں دعا کی اہمیت	37
•	قرآنی دعا	38
7	دعا کو شرف قبولیت	39
8	یا اللہ، یا اللہ	41
9	مضطربین اور لاچاروں کا "الٰہ"	42
•	قرآنی دعا	44
10	رسول اللہ ﷺ کی تین دعائیں، دو کی قبولیت	45
11	قضاء وقدر پر راضی رہنے والی ماں	46
•	قرآنی دعا	51
12	چار دعائیں	52
13	ادائے قرض کی دعا	54
14	ایک دلچسپ واقعہ	55
•	قرآنی دعا	58
15	صبر ایوب علیہ السلام	59
16	آزمائش کی گھڑیوں میں ایک عالم کا کردار	64
17	باپ کے خلاف بیٹی کی دعا	70
18	غیبت سے نجات	71
19	یہ نہر ہی تو ہے	72
20	رسول اللہ ﷺ کی خاص دعا	75
•	قرآنی دعا	77
21	میں تمھیں کیسے قتل کرتا؟	78
22	بصارت اور بصیرت	80
23	اعتراف گناہ سے بارش	81
24	اے موت! مرحبا	83
•	قرآنی دعا	85
25	خانہ کعبہ کی ہمسائیگی میں بینائی کی واپسی	86
26	غزوہ خندق میں دعائے نبوی	87
•	قرآنی دعا	88
27	اور اللہ تعالیٰ نے بینائی لوٹا دی	89
28	مؤمنین کے لیے انمول دعائیں	90
29	انقلابی تبدیلی	92
30	اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے آپریشن کیجیے	94
31	تمہارے جیسے بے بس انسان سے کیا مانگوں	96
32	ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے لیے دعائے نبوی	98
•	قرآنی دعا	99
33	بڑھیا کی دعا	100

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عناوین

نمبر شمار	موضوع	صفحہ نمبر
34	مستجاب الدعوات	103
35	جیسی کرنی ویسی بھرنی	104
36	عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے نبوی	105
37	اور ملک الموت آ پہنچا	107
38	ذرہ برابر بھلائی	108
39	میں تائب ہونا چاہتا ہوں	111
●	قرآنی دعا	112
40	موت وقت سے پہلے نہیں آ سکتی	113
41	سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے نبوی	114
42	صبح وشام کے اذکار	116
43	رسول اللہ ﷺ کی دعائے شفا	117
44	یہودی جن	118
45	فریاد رس اور سہارا	121
46	اللہ کی طرف سے حج کے لیے بلاوا	123
47	انوکھی دعا	129
48	اللہ تعالیٰ کس طرح فریادیں سنتا ہے!!	130
49	اور میری کایا پلٹ گئی	132
50	دن کے اولین اوقات کے لیے دعائے برکت	133
51	جنت کا طلب گار	134
52	اور زنگ اتر گیا	137

نمبر شمار	موضوع	صفحہ نمبر
●	قرآنی دعا	139
53	نظر بد کا علاج	140
54	مچھلی کے پیٹ میں دعائے یونس علیہ السلام	142
●	قرآنی دعا	143
55	ظالموں اور شریروں سے بچنے کی دعا	144
●	قرآنی دعا	145
●	تراشے	145
56	ماں کی دعا	146
●	قرآنی دعا	147
57	تمہیں سات تسبیحات سے کس نے روکا ہے؟	148
58	سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دشمن کا انجام	151
●	تراشے	152
●	قرآنی دعا	152
59	یہ دعائیں پڑھا کریں	153
60	سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے اللہ کے رسول ﷺ کی دعا	155
61	اہل ثقیف کے لیے دعائے نبوی	157
●	تراشے	158
62	سیدنا ابوسلمہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہما کی دعائیں	159
63	ابو مسلم خولانی کی دعا	162
64	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعائیں	163
●	قرآنی دعا	164
65	الحساب۔۔۔ یوم الحساب	165

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عناوین

نمبر شمار	موضوع	صفحہ نمبر
•	قرآنی دعا	166
66	درویش اور سلطان محمد فاتح	167
67	عمرو بن جموح کی دعا	168
68	بوسیدہ ہڈیاں	170
69	ذوالنون مصری کی دعا	172
70	مدینہ طیبہ کے لیے دعائے نبوی	173
71	ابن خزیمہ کی دعا	175
72	بدر کے شرکاء کے لیے اللہ کے رسول ﷺ کی دعا	176
•	قرآنی دعا	177
73	اے اللہ میرے اخلاق کو بہتر کر دے	178
•	قرآنی دعا	178
74	ادعونی أستجب لکم	179
•	قرآنی دعا	180
75	عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے اللہ کے رسول ﷺ کی دعا	181
76	تحفظ الٰہی	184
•	قرآنی دعا	191
77	بدر کے میدان میں اللہ کے رسول ﷺ کی دعا	192
78	آخری فیصلہ اللہ کے ہاتھ میں ہے	195
79	غلام کو آزاد کرنے کا ثواب	196
80	زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی دعا	197

نمبر شمار	موضوع	صفحہ نمبر
•	تراشے	200
•	قرآنی دعا	201
81	دعا کا کرشمہ	202
82	اور کاغذات مل گئے	204
83	کان میں کنکر	205
•	قرآنی دعا	205
84	اسم اعظم	206
•	قرآنی دعا	206
85	سفارش	207
86	میدان احد میں سیدنا عبداللہ بن جحش کی دعا	208
•	تراشے	210
87	جسے اللہ رکھے!	211
88	اس کو ہدایت دینا تیرا کام ہے	212
•	قرآنی دعا	214
89	عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کی دعا	215
90	سچی توبہ!	218
91	مظلوم کی آہ سے بچو ورنہ	220
92	سید الاستغفار	222
93	اللہ کے رسول ﷺ کی عمرو بن اخطب کے لیے دعا	223
•	تراشے	223
94	اے اللہ! اس کے لیے نشانی عطا کر دے	224
•	تراشے	227

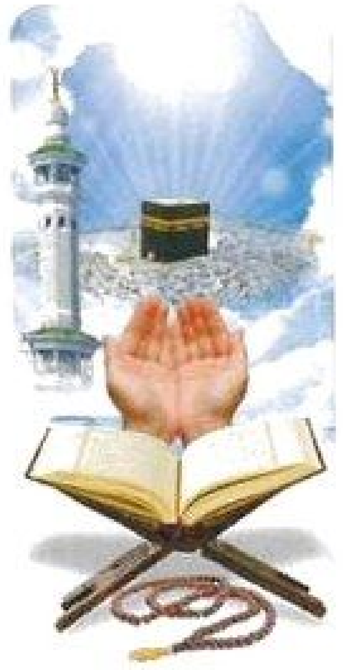

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عناوین

نمبر شمار	موضوع	صفحہ نمبر
95	اللہ نے قریش کے سرغنوں کو پکڑ لیا	229
•	تراشے	232
96	کفارہ مجلس کی دعا	233
•	تراشے	233
97	جھوٹا مقدمہ	234
•	تراشے	235
98	اور اس کی بیٹی بچ گئی	236
•	تراشے	237
•	قرآنی دعا	238
99	براء بن مالک رضی اللہ عنہ کی دعا	239
100	دعا کی تاثیر	241
101	بیمار پرسی کی دعا	243
102	اے اللہ اس کا خاتمہ بالخیر ہو	244
103	ایک عیسائی طبیب کا قبول اسلام	248
104	دق وسل کے مریضوں میں تو پھر بھی جان ہوتی ہے	251
105	دعائے استسقا کی برکت	252
106	نومولود بچے کی گواہی	253
107	مسافر کی دعا قبول ہوگئی	256
108	سیدنا ابوہریرہ کی والدہ کے لیے دعا	259
•	قرآنی دعا	260

نمبر شمار	موضوع	صفحہ نمبر
109	مہمان نوازی کا صلہ	261
110	اللہ کے رسول ﷺ کی صحابہ کرام کے لیے دعا	263
111	گستاخ رسول کا انجام	265
112	اللہ کہاں ہے؟	267
113	بڑھیا کو مارنے کا انجام	269
114	کرب اور مصیبت میں پکار	270
115	کافر کے لیے دعا	271
116	دعا ختم ہونے سے پہلے بارش	272
117	خلیفہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہے	273
118	مفتی اعظم شیخ ابن باز رحمہ اللہ کی دعائیں	274
119	مقبول دعا	275
120	رب لا تذرنی فردا	276
121	رحمت عالم ﷺ کی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے دعا	278
122	اللہ کے رسول ﷺ کی دعا سے کاروبار میں برکت	205
123	دعا مانگتے ہی طوفان پلٹ گیا	280
124	دعا سے گھر بیٹھے شہادت نصیب ہوگئی	281
125	سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور خوف الٰہی	282
126	صدقہ مصائب ٹالتا ہے	283
127	گناہ گار بندے کی توبہ سے اللہ کی خوشی	285
128	عکاشہ سبقت لے گئے	286
129	جنتی خاتون	287
130	فرض نماز کے بعد آیت الکرسی کا پڑھنا	288

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عناوین

نمبر شمار	موضوع	صفحہ نمبر
131	مچھلی کی پیغام رسانی	289
132	سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بچے سے دعا کی درخواست	291
133	سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا	292
134	اللہ کا رزق	293
135	کابل پر فوج کشی کرنے والا مجاہد	294
136	میں اپنا ثواب نہیں بیچوں گا	295
137	عطا خراسانی کی دعا	297
138	والدہ کی بیٹے کے خلاف بددعا	298
139	سیدنا دانیال علیہ السلام کی دعا	299
140	سورۃ الاخلاص	300
141	دونوں طرف موت تھی	301
142	سید الاستغفار	302
143	امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی دعائیں	303
144	فاتحہ کی برکت	303
145	میں نے اللہ کو قسم دی تھی	304
146	گدھا واپس مل گیا	305
147	اللہ کا انصاف	306
148	یا اللہ اسے اندھا کر دے	314
149	آپ بھی اس کے سامنے کمزور ہیں	315
150	نیکی اور دعا کبھی ضائع نہیں ہوتی	316

عرض ناشر

دعائیں کیا ہیں؟ دراصل التجائیں ہیں جو بندہ اپنے رب سے کرتا ہے۔ وہ کسی وقت بھی مانگے اس کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوتا۔ اس سے مانگنے کے لیے کوئی وقت متعین نہیں ہے۔ اس سے جتنا مانگو اتنا ہی خوش ہوتا ہے اور اگر کوئی نہ مانگے تو وہ ناراض ہوتا ہے۔ اس لیے جب کبھی کوئی مشکل پیش آئے ، پریشانی لاحق ہو یا مصیبت میں مبتلا ہوں تو اپنے ہاتھوں کو بارگاہ الٰہی میں اٹھائیں اور جس زبان میں چاہیں دعائیں مانگیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ افضل دعائیں وہی ہیں جو سرکار دو عالم نے اپنی امت کو سکھائی ہیں۔ ہمیں سنت کے مطابق ہی دعائیں مانگنی چاہییں۔ ہاں البتہ اگر آپ کو عربی زبان میں دعائیں نہیں آتیں تو پھر اپنی زبان میں بھی اس سے مانگ سکتے ہیں۔ اس سے مانگیں، خوب مانگیں، جی بھر کر دعائیں کریں۔ رو رو کر ، بغیر کسی واسطہ کے وہ تو ہمیں حکم دیتا ہے کہ مجھ سے براہ راست مانگو۔ یاد رہے کہ کائنات کی ساری مخلوق اس کی محتاج ہے اور وہ کسی کا محتاج نہیں۔ اس سے مانگیں تو اس یقین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ کہ وہ ہماری سن رہا ہے اور ضرور قبول کرے گا۔ دعائیں مانگیں تو حضور قلب کے ساتھ مانگیں۔ یوں تو دعا کے لیے کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے بلکہ بندہ جب بھی اپنے رب کے حضور آئے وہ حی وقیوم ہے۔مگر پھر بھی کچھ اوقات ایسے ہیں جن میں اللہ تعالی کی رحمتیں اور زیادہ وسیع ہو جاتی ہیں اور اس کی مہربانیوں کے دروازے مزید کھول دیے جاتے ہیں۔ ان اوقات میں دعاؤں کی قبولیت کے امکانات مزید بڑھ جاتے ہیں۔ آیئے احادیث کی روشنی میں ان اوقات کو جانتے ہیں۔

1۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مشہور حدیث ہے، جس میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا:

یا رسول اللہ! اگر میں لیلۃ القدر پالوں تو کیا دعا مانگوں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم یوں کہنا:

'اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي'

''اے اللہ! تو معاف کرنے والا، کرم کرنے والا ہے، معاف کرنے کو پسند کرتا ہے مجھے بھی معاف کردے''۔

2 ۔ والدین کو راضی کر کے ان سے دعاؤں کی درخواست کرنا، کیونکہ والدین کی دعائیں اولاد کے حق میں قبول ہوتی ہیں۔ راقم الحروف جو کچھ بھی ہے اور جس مقام پر ہے بحمد اللہ والدین کی دعاؤں کے نتیجہ میں ہے۔

3 ۔آدھی رات کے بعد اور فرض نمازوں کے بعد دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔

4 ۔فرائض کے بعد نوافل کثرت سے ادا کرنے اور نوافل میں دعائیں مانگنے سے زیادہ قبول ہوتی ہیں۔

5 ۔جب انسان تشہد میں بیٹھے تو درود شریف کے بعد اور سلام پھیرنے سے پہلے جو دعا مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔

6 ۔اذان اور اقامت کے درمیان جو دعا کی جائے قبول ہوتی ہے۔اس لیے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

'لَا يُرَدُّ الدُّعَاءُ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ'

''اذان اور اقامت کے درمیانی وقفہ میں دعا کو رد نہیں کیا جاتا''۔

7 ۔جب رات کا دو تہائی حصہ گزر جائے۔آدھی رات کے بعد اگر کوئی شخص اٹھتا ہے اور اپنے رب سے دعا مانگتا ہے تو اسے قبول کیا جاتا ہے۔

8 ۔اذان کے دوران بھی دعا قبول ہوتی ہے۔

9 ۔جمعہ کے روز عصر کی نماز کے بعد مغرب سے پہلے ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اس میں جو دعا بھی مانگی جائے اللہ رب العزت اسے قبول فرماتے ہیں۔

10 ۔زمزم کا پانی پیتے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔

11 ۔عرفات کے دن اللہ تعالی اپنے بندوں کی دعاؤں کو قبول فرماتے ہیں۔

12 ۔رمضان المبارک کے مہینہ میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

13 ۔ذوالحجہ کے پہلے دس دن بڑے مبارک ہوتے ہیں ان دنوں میں بھی بطور خاص دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

بس شرط ایک ہے کہ آدمی لقمہ حلال کا کھائے اور حرام سے بچے۔ یہ اہتمام کرلیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے تو اللہ کے فضل وکرم سے دعائیں قبول کی جائیں گی۔

اللہ تعالی ہم سب کو صرف اپنے ہی در پر جھکنے اور اسی سے مانگنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کتاب کی تیاری میں میرے جن رفقاء نے حصہ لیا ہے میں ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کی بلندی درجات کے لیے دعا گو ہوں خصوصا قاری محمد اقبال عبدالعزیز، پروفیسر محمد ذوالفقار، نجم المجید، اور ہمارے سینئر آرٹسٹ شہزاد احمد میرے خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالی ان سب سے راضی ہو۔ آمین

خادم کتاب وسنت

عبدالمالک مجاہد

20 ذوالحجہ 1432 ہجری

16 نومبر 2011 عیسوی

1- میں توجد الانبیاء ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں

قارئین کرام

آج سے ہزاروں سال پہلے کی بات ہے مکہ مکرمہ کی بے آب وگیاہ وادی میں سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور ان کے بیٹے سیدنا اسماعیل علیہ السلام خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے۔ وہی خانہ کعبہ جو اس کائنات میں اللہ تعالی کی عبادت کے لیے سب سے پہلا گھر بنایا گیا، یہ حرم کعبہ بلاشبہ بڑی عظمت وشان والا ہے۔

علامہ قسطلانی لکھتے ہیں: بیت اللہ کو دس مرتبہ تعمیر کیا گیا، سب سے پہلے بیت اللہ کی تعمیر فرشتوں نے کی، دوسری مرتبہ آدم علیہ السلام نے، تیسری مرتبہ آدم علیہ السلام کے بیٹے شیث علیہ السلام نے، چوتھی مرتبہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے، پانچویں مرتبہ قوم عمالقہ نے، چھٹی مرتبہ قبیلہ بنو جرہم نے، ساتویں مرتبہ رسول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ کے جد امجد قصی بن کلاب نے، آٹھویں بار قریش نے، نویں بار سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اور دسویں بار حجاج بن یوسف نے اللہ کے گھر کی تعمیر کی۔

جب سیدنا ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام چوتھی مرتبہ خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے اور دیواریں بلند ہوگئیں تو ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا: بیٹے جاؤ ایک پتھر تلاش کر کے لاؤ تاکہ میں اس پر کھڑا ہو کر تعمیر مکمل کر سکوں۔

سیدنا اسماعیل علیہ السلام جاتے ہیں اور کالے رنگ کا ایک پتھر تلاش کر کے لے آتے ہیں۔ سیدنا اسماعیل علیہ السلام اپنے والد محترم کو پتھر پکڑاتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام اس پر کھڑے ہو کر اللہ کے گھر کی تعمیر کرتے ہیں۔ یہی پتھر بعد میں مقام ابراہیم کہلایا۔

بیت اللہ کی تعمیر مکمل ہوگئی تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ایک دعا فرمائی۔

﴿وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ﴾

''اے میرے رب! اس جگہ کو امن والا شہر بنا دے، اس کے رہنے والوں میں سے جو لوگ اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان لائیں انہیں پھلوں کا رزق عطا فرما''

مقام ابراہیم

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت بخشا، یہ مقام آج تک پر امن اور قابل احترام ہے اور یہاں کے لوگوں کو سارے جہان کے پھل اور میوہ جات وافر مقدار میں ہر موسم میں دستیاب ہیں۔

اب سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام ایک اور دعا مانگتے ہیں: اے اللہ! مکہ کے باشندوں کو رسول کے بغیر نہ رکھنا بلکہ ان میں اپنا رسول، اپنا پیغمبر، اپنا نبی مبعوث فرمانا۔ باپ بیٹے کی دعا کے اصل الفاظ کچھ اس طرح تھے:

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ﴾

''اے ہمارے رب ان میں ایک رسول مبعوث فرما، جو انہی میں سے ہو۔ وہ ان کے سامنے تیری آیات کی تلاوت کرے''۔

﴿وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾

''اور انہیں کتاب اور حکمت (سنت) کی تعلیم دے''۔

﴿وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾

''اور انہیں پاکیزہ بنا دے، بلاشبہ تو غالب اور حکمت والا ہے''۔

البقرۃ: 2/129۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قارئین کرام: پاکیزگی سے مراد یہ ہے کہ ان کا تزکیہ نفس کرے، ان کے اخلاق، عادات، معاشرت، تمدن، سیاست، غرض ہر چیز کو سنوارے؛ گویا عملی طور پر صحابہ کرام کی تربیت کرنا بھی اللہ کے رسول ﷺ کی ذمہ داری تھی جسے آپ ﷺ نے بطریق احسن پورا فرمایا۔

قارئین کرام! دونوں باپ بیٹے کی دعا کو ہزاروں سال گزر گئے......اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل اور ان کے بیٹے کی دعا کو شرف قبولیت بخشا۔ سردار عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر سید الاولین والآخرین، سید ولد آدم شفیع المذنبین، سیدنا محمد ﷺ کی ولادت باسعادت ہوتی ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ سے صحابہ کرام نے عرض کی، یارسول اللہ! آپ اپنے آغاز کے بارے میں کچھ ہمیں بتلائیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

'أَنَا دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ ، وَبُشْرىٰ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ،
وَرَأَتْ أُمِّي أَنَّهُ خَرَجَ مِنْهَا نُورٌ أَضَاءَتْ لَهُ قُصُورُ الشَّامِ'

''میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور عیسی ابن مریم علیہ السلام کی بشارت ہوں۔ میری والدہ نے یہ خواب دیکھا کہ ان کے جسم سے ایک نور نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔''

قارئین کرام! یہ نور ہدایت ہمارے پیارے نبی ﷺ کی ذات گرامی تھی جن کی اس دنیا میں تشریف آوری سے کفر وشرک کے اندھیرے چھٹ گئے اور پورا عالم توحید الٰہی اور سنت نبوی کے نور سے جگمگا اٹھا۔

مقام ابراہیم پر موجود سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں کے نشانات جو آج بھی بیت اللہ میں ایک سنہری محراب میں محفوظ ہیں۔

2- آخری دعا بھی قبول ہوگئی

اس کا نام ڈاکٹر احمد تھا اور وہ اپنے ملک کا معروف طبیب تھا۔ لوگ اس سے چیک اپ کروانے اور مشورہ لینے کے لیے کافی دیر تک انتظار کرتے۔ اس کی شہرت بڑھتی چلی گئی۔ اس کے ملک کے ایک بڑے شہر میں ایک انٹرنیشنل میڈیکل کانفرنس کا انعقاد ہونے جا رہا تھا جس میں اسے بھی دعوت دی گئی۔ ڈاکٹر احمد کی خدمات کے پیش نظر فیصلہ ہوا کہ وہ اس کانفرنس میں مقالہ پڑھے گا اور اسے اعزازی شیلڈ اور سرٹیفکیٹ بھی دیا جائے گا۔ ڈاکٹر احمد اپنے گھر سے ائیر پورٹ کی طرف روانہ ہوا۔ آج وہ بہت خوش اور پر سکون تھا۔ آج شام اسے خصوصی تکریم اور عزت سے نوازا جائے گا۔ یہ سوچ کر وہ اور زیادہ آسودہ ہو جاتا۔

ائیر پورٹ پر معمول کی چیکنگ کے بعد فوراً ہی وہ ہوائی جہاز میں سوار ہو گیا اور اس کی فلائٹ شیڈول کے مطابق پرواز کر گئی۔ کوئی آدھ پون گھنٹے کے بعد ائیر ہوسٹس کی آواز سنائی دی۔ وہ اعلان کر رہی تھی: معزز حضرات! ہم معذرت خواہ ہیں کہ طیارے میں فنی خرابی کی وجہ سے مجبور ہو کر اسے قریبی ائیر پورٹ پر اتارا جا رہا ہے۔ ہمارے پاس اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلائٹ بغیر کسی دشواری کے قریبی ائیر پورٹ پر اتر گئی۔ مسافر جہاز سے اتر کر لاؤنج میں چلے گئے۔ ڈاکٹر احمد بھی دیگر مسافروں کے ساتھ طیارے کے درست ہونے کا انتظار کرنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد ائیر پورٹ اتھارٹی نے اعلان کیا کہ خرابی درست ہونے کا فوری امکان نہیں۔ مسافروں کو متبادل طیارہ آنے تک انتظار کرنا ہوگا۔ نیا طیارہ کب آئے گا کسی کو علم نہ تھا۔ پھر کچھ دیر بعد اعلان ہوا کہ متبادل طیارہ کل ہی آسکتا ہے۔ ہم اس زحمت کے لیے معذرت خواہ ہیں۔

ڈاکٹر احمد کے لیے یہ اعلان نہایت تکلیف دہ اور چونکا دینے والا تھا۔ آج کی رات تو اس کی زندگی کی بہت اہم رات تھی۔ وہ کتنے ہفتوں سے اس کا منتظر تھا۔ اس کی تکریم ہونے والی تھی۔ وہ کرسی سے اٹھا اور ائیر پورٹ کے اعلی افسر کے پاس جا پہنچا۔ اپنا تعارف کروایا اور کہا: میں انٹرنیشنل معیار کا ڈاکٹر ہوں۔ میرا ایک ایک منٹ قیمتی ہے۔ مجھے آج رات فلاں شہر میں مقالہ پڑھنا ہے۔ پوری دنیا سے مندوبین اس سیمینار میں شرکت کے لیے آئے ہوئے ہیں اور آپ لوگ ہمیں مژدہ سنا رہے ہیں کہ متبادل طیارہ سولہ گھنٹے بعد آئے گا؟! متعلقہ افسر نے جواب دیا: محترم ڈاکٹر صاحب! ہم آپ کی عزت اور قدر کرتے ہیں۔ ہمیں آپ کی اور دیگر مسافروں کی مشکلات کا بخوبی اندازہ ہے۔ لیکن یہ ہمارے بس کی بات نہیں اور نہ ہی نیا طیارہ فراہم کرنا میری ذمہ داری ہے۔ البتہ وہ شہر جہاں آپ کو کانفرنس میں شرکت کے لیے جانا ہے زمینی راستے سے فقط تین چار گھنٹے کی مسافت پر ہے۔ اگر آپ کو بہت جلدی ہے تو ائیر پورٹ سے کرایہ پر گاڑی حاصل کریں اور خود ڈرائیو کرتے ہوئے مطلوبہ شہر پہنچ جائیں۔

ڈاکٹر احمد لمبی ڈرائیونگ پسند نہ کرتا تھا۔ مگر مجبوری تھی اس کے پاس کوئی متبادل صورت بھی تو نہیں تھی۔ اس نے آفیسر کے مشورے کو پسند کیا اور کار کرایہ پر لے کر متعلقہ شہر کی جانب روانہ ہوگیا۔ اس نے کچھ ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ اچانک موسم خراب ہونا شروع ہوگیا۔ آناً فاناً سیاہ گھنے بادلوں نے

آسمان ڈھانپ لیا۔ تیز آندھی اس پر مستزاد تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے زوردار بارش شروع ہوگئی۔ اندھیرا چھا گیا اور آہستہ آہستہ وہ راہ سے بھٹکنے لگا۔ اس کی گاڑی کا رخ کسی غلط سمت مڑ گیا۔ موسم کی خرابی کے باعث سے اسے اندازہ ہی نہ ہوسکا کہ وہ کدھر جا رہا ہے۔ دو گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد اسے یقین ہوگیا کہ وہ راستے سے بھٹک چکا ہے۔

بھوک اور تھکاوٹ کا احساس بھی اسے ستانے لگا۔ اس کے پاس کھانے پینے کی کوئی خاص چیز بھی نہیں تھی۔ کسی محفوظ ٹھکانے کی تلاش اس کے دل ودماغ پر سوار تھی جہاں کھانے پینے کی کوئی چیز مل سکے۔ وقت تیزی سے گزرتا چلا گیا اور رات کا اندھیرا پھیلنا شروع ہوگیا۔ وہ ایک چھوٹے سے گاؤں کے پاس سے گزرا اور غیر شعوری طور پر اپنی گاڑی ایک معمولی سے گھر کے سامنے روک دی۔ اس کا ہاتھ گھر کے دروازے پر تھا وہ اسے کھٹکھٹا رہا تھا۔ اندر سے ایک بوڑھی عورت کی نحیف و ناتواں آواز اس کے کانوں میں پڑی جو کہہ رہی تھی: بیٹا! جو بھی ہو اندر آجاؤ دروازہ کھلا ہے۔ ڈاکٹر احمد گھر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت متحرک کرسی پر بیٹھی ہے۔ ڈاکٹر نے کہا: اماں جی! میرے موبائل کی بیٹری ختم ہو چکی ہے۔ کیا میں آپ کا موبائل استعمال کرسکتا ہوں؟ بوڑھی عورت مسکرا کر کہنے لگی: بیٹے! کون سے فون کی بات کر رہے ہو؛ شاید تمہیں معلوم نہیں کہ تم کہاں ہو۔ ہمارے ہاں بجلی ہے نہ ٹیلی فون، یہ تو ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جہاں شہری سہولتوں کا کوئی تصور نہیں ہے۔

میرے بیٹے! وہ سامنے میز پر چائے اور کھانا رکھا ہے۔ لگتا ہے کہ تم بھوکے اور پیاسے ہو۔ راستہ بھٹک گئے ہو۔ تم پہلے کھانا لو پھر بات کرتے ہیں۔ تمہارا سفر بھی خاصا طویل ہے۔ ڈاکٹر احمد نے اس بوڑھی خاتون کا شکریہ ادا کیا اور کھانے پر ٹوٹ پڑا۔ سفر کی تھکاوٹ کے ساتھ اسے شدید بھوک بھی ستا رہی تھی۔ اچانک بوڑھی عورت کی کرسی کے ساتھ والی چارپائی پر حرکت ہوئی اور ایک معصوم نے رونا شروع کر دیا۔ بوڑھی نے اس بچے کو تھپک کر سلایا اور اسے دعائیں دینا شروع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیں۔ وہ اس بچے کی صحت اور سلامتی کے لیے لمبی لمبی عاجزانہ دعائیں کر رہی تھی۔

ڈاکٹر احمد نے کھانا کھایا اور خاتون سے کہنے لگا: اماں جان آپ نے اخلاق، کرم اور میزبانی سے میرا دل جیت لیا ہے۔ آپ لمبی لمبی دعائیں مانگ رہی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دعائیں ضرور قبول کرے گا۔

میرے بیٹے! وہ بڑھیا گویا ہوئی: میرے اللہ نے ہمیشہ میری دعائیں سنی اور قبول کی ہیں۔ بس ایک دعا باقی ہے جو میرے ضعفِ ایمان کی وجہ سے پوری نہیں ہوئی۔ تم تو مسافر ہو، دعا کرو کہ وہ بھی قبول ہو جائے۔

ڈاکٹر احمد کو اشتیاق پیدا ہوا، کہنے لگا: اماں جان وہ کونسی دعا ہے جو قبول نہیں ہوئی۔ آپ مجھے اپنا کام بتائیں میں آپ کے بیٹے کی طرح ہوں۔ ان شاء اللہ اسے ضرور کروں گا۔ آپ کی خواہش کا پورا احترام کروں گا۔

وہ خاتون کہنے لگی: میرے عزیز بیٹے! وہ دعا اور خواہش میرے اپنے لیے نہیں بلکہ اس یتیم بچے کے لیے ہے جو میرا پوتا ہے۔ اس کے ماں باپ فوت ہو چکے ہیں اور اسے ہڈیوں کی ایک بیماری ہے جس کی وجہ سے یہ چلنے پھرنے سے معذور ہے۔ میں نے اس کے بہت علاج کروائے ہیں۔ بڑے بڑے ڈاکٹروں کے پاس لے کر گئی ہوں۔ مگر تمام اطباء اس کے علاج سے عاجز آ گئے ہیں۔ لوگوں نے مشورہ دیا ہے کہ اس ملک میں احمد نام کا ایک ڈاکٹر ہے جو اس مرض کے علاج کا ماہر ہے اس کی شہرت دور دور تک ہے۔ وہ بڑا مانا ہوا سرجن ہے جو اس کا آپریشن کر سکتا ہے؛ مگر وہ تو یہاں سے بہت دور رہتا ہے۔ اس تک پہنچنا کوئی آسان کام تو نہیں۔

تم میری حالت دیکھ رہے ہو میں عمر رسیدہ ہوں۔ کسی وقت بھی بلاوا آ سکتا ہے۔ مجھے یہ فکر کھائے

جا رہی ہے کہ میرے بعد اس بچے کی نگہداشت کون کرے گا، اس لیے میں ہر وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں کہ وہ کوئی سبب پیدا کر دے کہ میں اس بچے کو ڈاکٹر احمد کے پاس لے جا کر علاج کروا سکوں۔ ہو سکتا ہے کہ اس یتیم بچے کو ڈاکٹر احمد کے ہاتھوں شفا مل جائے۔

ڈاکٹر احمد اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکا اس کی آنکھیں بھیگ چکی تھیں۔ رندھی ہوئی آواز میں اس نے کہا: اماں جان! میرا طیارہ خراب ہوا۔ پھر خوب طوفان آیا، آندھی اور بارش آئی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے گھیر گھار کر آپ کے گھر بھجوا دیا۔ آپ کی آخری دعا بھی قبول ہو چکی ہے۔ اللہ رب العزت نے ایسے اسباب مہیا فرما دیے ہیں کہ ڈاکٹر احمد خود چل کر آپ کے گھر آ گیا ہے۔ اب میں آپ کے پوتے کا اللہ نے چاہا تو پوری محنت اور توجہ سے علاج کروں گا۔

﴿أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ ﴿٦٢﴾﴾

''بے کس کی پکار کو، جب کہ وہ پکارے کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے اور تمہیں زمین میں جانشین بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود برحق ہے۔ تم لوگ بہت کم نصیحت و عبرت حاصل کرتے ہو''۔

النمل: 27/62۔

قارئین کرام! میں نے یہ واقعہ موسوعہ قصص میں پڑھا۔ میں نے اس پر بہت غور کیا کہ یہ شہر کون سا ہو سکتا ہے؟ میرے اپنے اندازے کے مطابق ڈاکٹر احمد ''ریاض'' سے ''ابہا'' کے لیے روانہ ہوئے اور جہاز خراب ہونے کے بعد اسے غالباً طائف کے ائیرپورٹ پر اتار لیا گیا ہو گا۔ واللہ اعلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3- کسی پر کبھی ظلم نہ کرنا

ایک شخص کٹے ہوئے بازو کے ساتھ بازار میں کھڑا آواز لگا رہا تھا کہ جو شخص میرا قصہ جان لے وہ کبھی کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔
کسی نے اس سے پوچھا: بھائی تمہاری کیا کہانی ہے؟ استفسار پر اس نے جو واقعہ سنایا وہ کچھ اس طرح تھا۔

میرا تعلق حکومتی کارندوں سے تھا۔ میں پولیس کا ایک عہدے دار تھا۔ میں نے ایک روز ایک مچھیرے کو دیکھا جو بڑی مچھلی شکار کر کے لا رہا تھا۔ مجھے یہ مچھلی بڑی اچھی لگی۔ میں اس کے پاس پہنچا اور بولا: ارے میاں! یہ مچھلی مجھے دے دو۔ وہ کہنے لگا: جناب! مجھے مچھلی دینے میں کوئی اعتراض نہیں مگر آپ کو اس کی قیمت ادا کرنی ہوگی۔ میرے گھر میں کھانے کے لیے کچھ نہیں اور میرے بچے منتظر ہیں کہ میں ان کے کھانے کے لیے کچھ لے کر آؤں۔ یہ مچھلی میں نے بڑی محنت سے پکڑی ہے۔ میں نے جواب میں اسے مارنا شروع کر دیا اور مچھلی اس کے برتن سے زبردستی نکال لی۔ میں مچھلی کو ہاتھ میں پکڑے گھر کی طرف آ رہا تھا کہ مچھلی اچانک تڑپی اور میں نے اسے مضبوطی سے تھام لیا۔ اسی کش مکش میں اچانک اس نے میرے انگوٹھے پر کاٹ لیا۔ مجھے سخت تکلیف ہوئی۔ گھر پہنچا تو درد میں مزید اضافہ ہو گیا۔ وہ رات کا وقت تھا میں نے سوچا کہ صبح کسی طبیب کو دکھاؤں گا۔ خیر رات بھر مجھے درد کی شدت سے نیند نہ آئی۔ صبح سویرے میں طبیب کے ہاں گیا اور اسے اپنا زخم دکھایا۔ وہ کہنے لگا کہ یہ زہر سے بھرا ہوا زخم ہے۔ اگر تم اپنی عافیت چاہتے ہو تو فوراً اس انگوٹھے کو کاٹنا ہوگا۔ اگر تم نے

ذرا سی تاخیر کی تو پورا ہاتھ کاٹنا ہوگا۔ میں نے فوراً کہا: اگر ایسی بات ہے تو اسے کاٹ دو۔ طبیب نے میرا انگوٹھا کاٹ دیا۔ میں گھر آیا تو ہاتھ میں شدید درد تھا۔ چین وسکون ختم ہو چکا تھا۔ اگلی رات پھر بے چینی اور شدید درد میں گزری۔ صبح سویرے میں پھر طبیب کے پاس آیا تو اس نے ہاتھ کاٹنے کا مشورہ دیا۔ اب میرا ہاتھ کٹ گیا۔ میرا خیال تھا کہ اب درد ختم ہو جائے گا مگر اس میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ مچھلی کا زہر مسلسل جسم میں پھیلنا شروع ہو گیا۔ میں نے چیخ و پکار شروع کر دی اور مدد کے لیے پکارنے لگا۔ طبیب نے پھر دیکھا تو کہنے لگا: اس کا ایک ہی علاج ہے کہ تمہارا پورا بازو کاٹ دیا جائے ورنہ زہر پورے جسم میں پھیل جائے گا۔

محلّے کے لوگوں میں بھی میری بات کا چرچا ہو گیا۔ ان میں سے ایک بھلا مانس میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تمہارے درد کا سبب کیا ہے؟ میں نے اسے مچھلی کا واقعہ سنایا۔

وہ کہنے لگا: اللہ کے بندے جب تمہیں اس نے کاٹا تھا تو اسی وقت مچھیرے کے پاس چلے جاتے اس سے معافی مانگ لیتے۔ دیکھو اب تمہارا ایک ایک عضو کٹ رہا ہے۔ اب بھی تمہارے پاس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت ہے اس مچھیرے کو تلاش کرو اور اس کو کسی طرح راضی کرو۔ محلے دار کی بات میرے دل کو لگی۔ میں نے اسی وقت مچھیرے کی تلاش شروع کر دی۔ مگر وہ ہمارے شہر سے جا چکا تھا۔ میں نے اس کو ایک دوسرے شہر میں تلاش کر لیا۔ جیسے ہی میں نے اسے دیکھا تو اس کے قدموں پر گر پڑا اور رو رو کر کہا: مجھے اللہ کے لیے معاف کر دو... مجھے اللہ کے لیے معاف کر دو۔

مچھیرا بولا: تم کون ہو؟

میں نے کہا: میں وہی ہوں جس نے تم سے ظلم اور زیادتی سے مچھلی چھینی تھی۔ میں نے اسے اپنا ہاتھ دکھایا۔ مچھیرے نے جب میرا ہاتھ دیکھا تو رو پڑا۔ پھر کہنے لگا: میرے بھائی! میں نے تمہیں اس مصیبت میں دیکھا ہے تو میرا دل پسیج گیا ہے۔ جاؤ میں تمہیں اللہ کے لیے معاف کرتا ہوں۔ پھر میں نے کہا: بھائی جان! ذرا بتانا جب میں نے تمہیں مارا اور تم سے مچھلی چھینی تھی تو تم نے میرے لیے کیا بد دعا کی تھی؟

مچھیرا کہنے لگا: ہاں! میں نے کہا تھا: اے اللہ! میں کمزور ہوں، یہ طاقتور ہے اس نے اپنی طاقت کے بل بوتے پر میرا رزق ظلم اور قہر سے چھین لیا ہے۔ میرے رب!

'فَأَرِنِي قُدْرَتَكَ فِيهِ'

''اس شخص کو مصیبت اور پریشانی میں مبتلا کر کے مجھے اپنی طاقت اور قدرت کا کرشمہ دکھا''۔

میں نے کہا: میرے بھائی! اللہ نے تمہیں اپنی قدرت اور طاقت کا کرشمہ دکھا دیا ہے۔ میں اللہ تعالی سے توبہ واستغفار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں۔

من كتاب : موسوعة القصص۔

4- غیبی مدد

حدیث نبوی کے ایک بڑے عالم اور استاد امام حسن بن سفیان نسوی رحمہ اللہ جو بہت عابد و زاہد بھی تھے، زمانہ طالب علمی میں نو طالب علموں کے ساتھ طلب علوم حدیث کے سلسلے میں مصر میں اقامت پذیر تھے۔ یہ سب لوگ وہاں ایک شیخ الحدیث کے ہاں پڑھنے جایا کرتے تھے۔ شیخ صاحب انہیں آہستہ آہستہ علوم حدیث پڑھاتے رہے۔ یہ حضرات روز مرہ کے اخراجات کے لیے جو رقم ہمراہ لائے تھے وہ چند ہی دنوں میں ختم ہوگئی اور نوبت فاقوں تک جا پہنچی۔ رہائش گاہ پر کوئی اضافی چیز بھی نہ تھی جسے بیچ کر ہی کچھ خورونوش کا بندوبست ہو جاتا۔ جب تین روز فاقے کی حالت میں گزر گئے تو سب نے یہ رائے دی کہ اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ باہر نکل کر بھیک مانگی جائے۔ باضمیر، خوددار اور غیرت مند آدمی کے لیے بھیک مانگنا کوئی آسان کام تو نہیں ہوتا۔ سب اس بے حد مشکل کام سے گریزاں تھے۔ آخر فیصلہ یہ ہوا کہ قرعہ اندازی کی جائے اور طے کیا جائے کہ کون باہر جائے اور بھیک مانگ کر لائے۔ قرعہ امام حسن بن سفیان رحمہ اللہ کے نام نکلا۔

امام حسن بن سفیان رحمہ اللہ نے بجائے اس کے کہ جا کر لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے، مسجد ہی کے ایک گوشے میں دو رکعت نماز کی نیت باندھ لی اور لمبی دعا کرنے لگے۔ انہوں نے اللہ کے آگے ہاتھ پھیلا دیے۔ نہایت عجز وانکسار سے اللہ تعالی کو پکارا۔ ابھی حالت سجدہ میں دعا کر ہی رہے تھے کہ ایک خوش پوشاک و خوش شکل نوجوان مسجد میں داخل ہوا۔ اُس نے پوچھا: حسن بن سفیان کون ہیں؟ اصحاب حدیث نے ان کی طرف اشارہ کیا۔ امام صاحب نے سجدہ سے سر اٹھایا اور جلدی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نماز مکمل کی۔ نوجوان نے اُن سے مخاطب ہو کر کہا: شیخ صاحب! مجھے مصر کے موجودہ حکمران امیر احمد بن طولون ابو العباس ترکی نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ وہ آپ کو سلام کہتے ہیں اور آپ کے حالات سے بے خبر رہنے کی معافی چاہتے ہیں۔ آپ کی ضروریات کا خیال رکھنا ان کے فرائض میں شامل تھا وہ اس کوتاہی کی معذرت چاہتے ہیں۔ کل آپ کی خدمت میں وہ بنفس نفیس حاضر ہوں گے۔ انہوں نے آپ لوگوں کے لیے کچھ مال ارسال کیا ہے جو آپ کو قبول کرنا ہوگا۔ نوجوان نے ہر طالب علم کے سامنے ایک ایک تھیلی رکھ دی جس میں سو دینار تھے۔

اصحابِ حدیث یہ جاں فزا تعاون پا کر بے حد خوش ہوئے۔ انہوں نے نوجوان سے پوچھا: امیر ابن طولون کو ہمارا خیال کیسے آیا؟ نوجوان نے بتایا کہ امیر آج دوپہر کو قیلولہ کر رہے تھے کہ انہیں خواب میں ایک نیزہ بردار گھڑ سوار دکھائی دیا جو ہوا میں تیرتا ہوا امیر کی جانب بڑھ رہا تھا۔ اس نے قریب آکر ان کے پہلو میں نیزے سے کچوکا لگایا اور بارعب آواز میں کہا: اٹھو، حسن بن سفیان اور اس کے ساتھیوں کی مدد کرو، اٹھو ان کی مدد کو جاؤ۔ وہ فلاں مسجد میں تین روز سے بھوکے ہیں۔

امیر بیدار ہوئے تو انہوں نے فوراً یہ دینار دے کر مجھے آپ کے پاس بھیج دیا۔

بعد ازاں احمد بن طولون بذات خود ان خدام حدیث کی زیارت و ملاقات کے لیے مسجد میں آئے۔ انہوں نے مسجد کے آس پاس کی زمین خرید کر اسے مسجد کے لیے اور اصحابِ حدیث کے لیے وقف کر دیا۔

البداية والنهاية لابن كثير: 124/1، و سير أعلام النبلاء للذهبي: 161/14.

5- اللہ کے لیے تو کچھ بھی مشکل نہیں

ہسپتال کے کمرے میں مکمل خاموشی چھائی ہوئی ہے۔ ایک درمیانی عمر کا شخص سفید رنگ کی چادر اوڑھے بے ہوش پڑا ہے۔ اسے ارد گرد کی کوئی خبر نہیں۔ جسم پر مختلف آلات اور خوراک کی نالیاں لگی ہوئی ہیں، مشینیں لحظہ بہ لحظہ اس کے دل کی دھڑکن نوٹ کر رہی ہیں۔ کمپیوٹر میں اس کے بارے میں مکمل معلومات موجود ہیں۔ سفید گاؤن پہنے ہوئے ڈاکٹر اپنے مقررہ وقت پر آتے ہیں مریض کو چیک کرتے ہیں اور مایوسی میں سر ہلاتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ نرس تھوڑے تھوڑے وقفے سے مریض پر نظر رکھے ہوئے ہے، مریض کی حالت تسلی بخش نہیں ہے وہ انتہائی نگہداشت کے کمرے میں کئی ماہ سے بے ہوش پڑا ہوا ہے۔

ہر روز بلا ناغہ ایک عورت اپنے چودہ سالہ بیٹے کے ساتھ اس مریض کے کمرے میں داخل ہوتی ہے، دونوں ماں بیٹا مریض کو نہایت شفقت اور محبت بھری نگاہ سے دیکھتے ہیں اس کے کپڑے تبدیل کرتے ہیں۔ بیڈ کی سلوٹیں درست کرتے ہیں، پھر ٹکٹکی لگا کر دیکھتے رہتے ہیں۔ نرس سے سوال کرتے ہیں: کیا بہتری کی کوئی صورت نظر آئی؟ نرس شانے اچکا کر مایوسی سے سر ہلا دیتی ہے۔ مہینوں سے یہ سلسلہ جاری ہے، مریض کی حالت بدستور خطرناک ہے، وہ مسلسل بے ہوش ہے۔ مریضوں کی تیمارداری کا وقت مقرر ہے ماں بیٹا وقت ختم ہونے پر بیچارگی کے عالم میں ہسپتال سے رخصت ہوتے وقت اپنے ہاتھ آسمانوں کی طرف اٹھا دیتے ہیں۔ جب تدبیریں ناکام ہو جائیں، امیدیں ساتھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

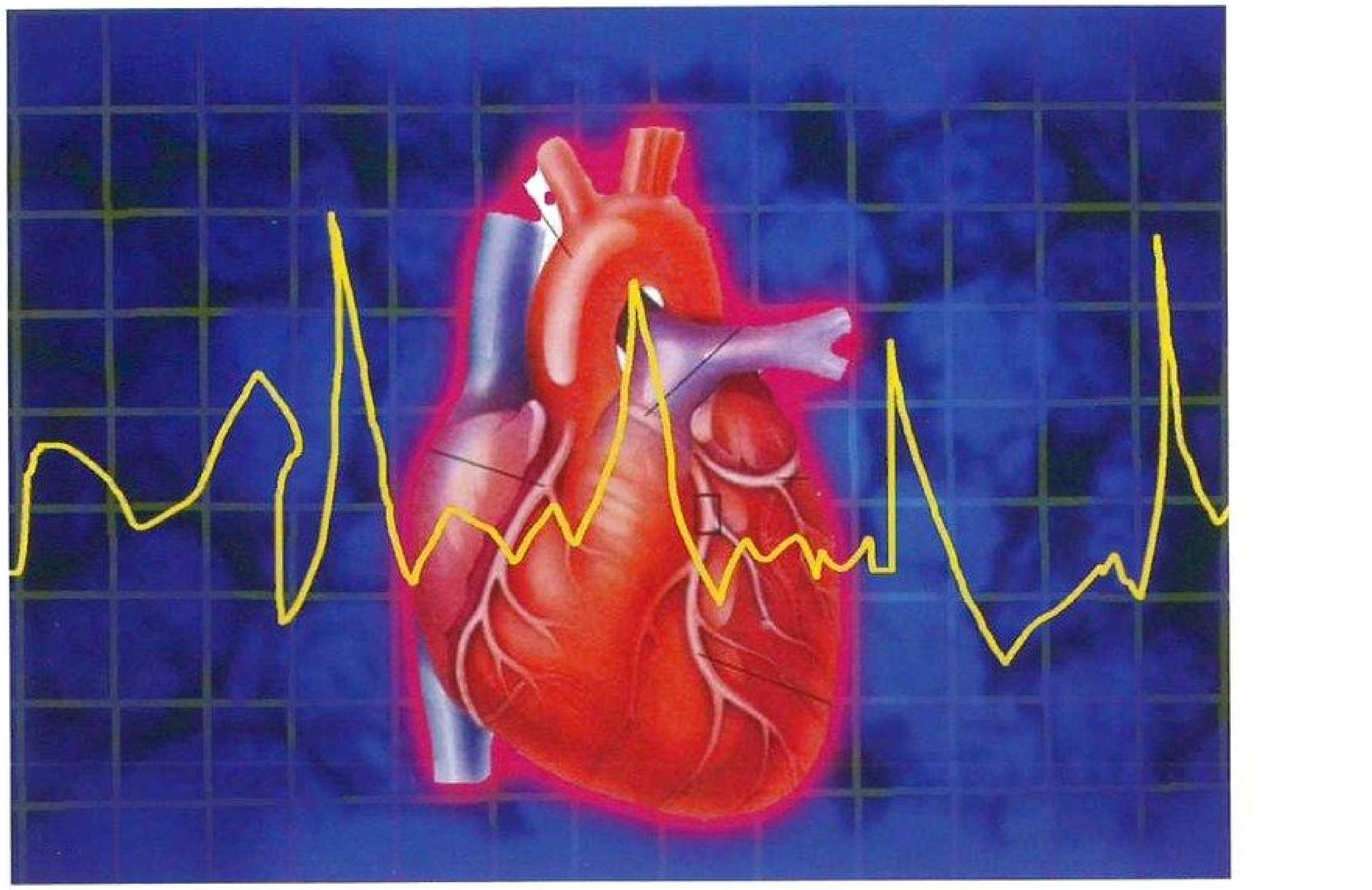

چھوڑ دیں، ذرائع مسدود اور بند ہو جائیں تو پھر ایک ہی دروازہ رہ جاتا ہے اور وہ ہے آسمان والے کا دروازہ۔ یہ ماں بیٹا بھی آنکھوں میں آنسو لیے آسمانوں کی طرف رحم طلب نظروں سے دیکھتے ہیں، خاتون اپنے خاوند کے لیے اور بیٹا اپنے باپ کی صحت کے لیے گڑگڑا کر دعا کر رہے ہوتے ہیں۔

مریضوں کی ملاقات دن میں دو مرتبہ ہو سکتی ہے۔ ماں بیٹا شام کے وقت پھر آ جاتے ہیں۔ اس ہسپتال کا تمام عملہ اور مریض اس ماں بیٹے سے خوب واقف ہیں۔ دونوں وقتوں میں ایک منٹ کی تأخیر کیے بغیر وہ مریض کے پاس پہنچ جاتے ہیں اور وقت مقررہ پر ہسپتال سے روانہ ہو جاتے ہیں، ڈاکٹروں اور ہسپتال کے دیگر عملے کو ان پر ترس بھی آتا ہے اور حیرت بھی ہوتی ہے کہ روزانہ دو مرتبہ مریض کی زیارت کے لیے آنے کا بھلا کوئی فائدہ بھی ہے۔ وہ تو مسلسل بے ہوشی میں ہے۔ پھر ایک دن ایک ڈاکٹر نے اس خاتون سے کہہ ہی دیا: بی بی! آپ لوگ روزانہ دو مرتبہ آنے کی تکلیف کیوں

کرتے ہیں۔ مریض کی حالت میں کوئی فرق واقع نہیں ہو رہا۔ خاتون نے اس کے جواب میں صرف اتنا کہا:

'وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ، وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ'

''اللہ ہی سے مدد کی درخواست ہے' اللہ ہی سے مدد کی درخواست ہے''۔

بالآخر ایک دن ایسا بھی آیا کہ ماں بیٹے کے آنے سے پہلے معجزہ رونما ہو گیا۔ ہوا یہ کہ کئی ماہ سے بستر پر بغیر کسی حرکت کے پڑا ہوا مریض کروٹیں بدلنے لگا۔ اس نے اپنی آنکھیں کھولیں، آکسیجن ماسک کو پرے ہٹایا اور نرس کو آواز دی۔ نرس نے دیکھا تو اس پر حیرت واستعجاب کی کیفیت طاری ہو گئی۔ اسے یقین نہ آیا، وہ بھاگتی ہوئی آئی۔ مریض نے اسے تمام نالیاں ہٹانے کا اشارہ کیا۔ اس نے کہا کہ ڈاکٹر ہی یہ مشینیں ہٹا سکتا ہے اس نے ڈاکٹر کو فوری طور پر بلایا تو وہ بے یقینی کے عالم میں بھاگتا ہوا آیا۔ اس نے فوری طور پر مریض کے مکمل معاینے کا حکم دیا اور اس نے دیکھا کہ مریض مکمل طور پر صحت مند ہے۔ اس نے مشینوں کو ہٹانے کا حکم دیا اور کہا کہ مریض کے کمرے اور جسم کی صفائی کر دی جائے۔

آپ کے خاوند کو شفا تو ہو گئی ہے۔ لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ اس میں ہسپتال یا ڈاکٹروں کا کوئی کمال نہیں ہے۔

تھوڑی ہی دیر بعد دوسری مرتبہ مریضوں کو دیکھنے کا وقت ہوا چاہتا تھا۔ وقتِ مقررہ پر ماں بیٹا کمرے میں داخل ہوئے تو ان کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے وہ بے یقینی کی کیفیت میں تھے۔ اللہ کی حمد وثنا اور اس کی تعریف اور شکر کے کلمات ان کی زبانوں پر تھے۔ اس خاتون کی خوشی کے کیا کہنے کہ جس کا خاوند موت کے منہ سے واپس آ گیا ہو اور اس بچے کو کتنی خوشی ہو رہی ہو گی جو یتیم ہوتے ہوتے بچ گیا۔

ڈاکٹر نے یہ منظر دیکھا تو خاتون سے کہنے لگا: کیا تمہیں امید تھی کہ ایک دن تمہارا خاوند مکمل تندرست

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جائے گا؟ اس عورت کا جواب ملاحظہ کیجیے۔

’’ہاں کیوں نہیں۔ مجھے اس بات کا مکمل یقین تھا کہ ایک دن میں اپنے خاوند کو دیکھنے آؤں گی تو وہ بالکل صحیح حالت میں بیٹھا میرا انتظار کر رہا ہوگا،، ڈاکٹر نے اگلا سوال داغ دیا:

آپ کے خاوند کو شفا تو ہوگئی ہے۔ لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ اس میں ہسپتال یا ڈاکٹروں کا کوئی کمال نہیں ہے۔ میڈیکل میں کچھ حدود ہیں۔ ہم مریض کا علاج کرتے ہیں اور اپنے علم کی حد تک تمام صلاحیتیں بروئے کار لاتے ہیں۔ محترم خاتون: آپ روزانہ دو مرتبہ ہسپتال آتی رہی ہیں، میں آپ کو قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آپ کے معمولات کیا تھے، آپ اس دوران کیا کرتی رہیں؟ اس خاتون نے جواب دیا: ڈاکٹر صاحب آپ نے چونکہ مجھے اللہ کی قسم دے کر پوچھا ہے تو میں آپ کو سچ سچ بتائے دیتی ہوں۔

میں پہلی مرتبہ جب آتی تو اس بات کا اطمینان حاصل کرتی کہ میرا خاوند اپنی حالت پر ہے اس کی صحت مزید خراب نہیں ہوئی۔ میں اس کے لیے دعائیں کرتی واپس جاتی اور پھر میں اور میرا بیٹا فقراء ومساکین کے محلے میں چلے جاتے۔ ہم محتاجوں میں صدقہ اور خیرات تقسیم کرتے اور ان سے دعائیں کرواتے۔ آج اللہ تعالی نے میرے صبر اور دعا کا مجھے صلہ عطا کر دیا ہے۔ میرا خاوند مجھے واپس مل گیا ہے۔

قارئین کرام: اس واقعہ کو لکھنے اور بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ آپ صدقہ، خیرات، صبر اور نماز کا سہارا لیں۔ اللہ رب العزت یقیناً آپ کو بامراد کرے گا۔

"حصار بالا" کابل کے تاریخی آثار کی ایک تصویر

6- میدان جنگ میں دعا کی اہمیت

مجاہدین اسلام جب کابل کا گھیراؤ کیے ہوئے تھے۔ اسی دوران ظہر کا وقت آن پہنچا۔ مسلمانوں کے سپہ سالار قتیبہ بن مسلم نے نماز کے بعد اللہ تعالی کے دربار میں گڑگڑا کر یہ دعا کی: ’’اے اللہ! ہمیں فتح ونصرت سے ہمکنار کر کیونکہ فتح ونصرت تیری ہی جانب سے نصیب ہوا کرتی ہے‘‘۔

اس جنگ میں لشکر اسلام کی تعداد کا اندازہ ایک لاکھ کیا گیا ہے۔ قتیبہ بن مسلم نے نماز کے بعد جنگی کارروائی سے پہلے ایک نیک اور مستجاب الدعوات شخص کو، جن کا نام محمد بن واسع تھا، تلاش کرنے کا حکم دیا۔ یہ وہ وقت تھا جب جانوں کی تجارت ہونے والی تھی۔ یہ وہ وقت تھا جب جنت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دروازے کھولے جا رہے تھے اور فرشتوں کی آمد ہو رہی تھی۔ مگر سپہ سالار اپنے اصحاب سے کہہ رہا تھا: محمد بن واسع کو تلاش کر کے میرے پاس لے آو۔

قرآنی دعا

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (250)

البقرة

مجاہدین لشکر اسلامی نے محمد بن واسع کی تلاش شروع کر دی۔ دیکھا کہ وہ اپنے نیزے پر ٹیک لگائے زار وقطار رو رہے ہیں اور اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے کہہ رہے ہیں: یا حی! یا قیوم! لوگوں نے آکر قتیبہ بن مسلم رحمہ اللہ کو اس بات کی خبر دی تو ان کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور فرمایا:

'وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَأُصْبُعُ مُحَمَّدِ بْنِ وَاسِعٍ خَيْرٌ عِنْدِي مِنْ مِائَةِ أَلْفِ سَيْفٍ شَهِيرٍ وَمِنْ مِائَةِ أَلْفِ مُقَاتِلٍ طَرِيرٍ'

''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! محمد بن واسع کی (آسمان کی طرف اٹھی ہوئی) انگلی میرے نزدیک ایک لاکھ نامور چمکدار تلواروں اور ایک لاکھ خوش منظر لشکر جرار سے بہتر ہے''۔

پھر جنگ شروع ہوئی۔ خوب گرما گرم جنگ ہوئی۔ اللہ تعالی نے مسلمانوں کو فتح عظیم سے نوازا اور دشمنوں کو شکست فاش سے دوچار کیا۔ چنانچہ عصر کا وقت ہوتے ہوتے مسلمانوں نے کابل کو فتح کر لیا اور عصر کی نماز کابل کے اندر ادا کی۔

7- دعا کو شرف قبولیت

...... اور کوٹیشن کی بات درمیان میں ہی رہ گئی۔ میاں صاحب بڑی دور سے فون پر بات کر رہے تھے۔ انہوں نے متعدد بار مجھ سے ایک کتاب کی کوٹیشن مانگی تھی۔ یہ کتاب ۵۰ ہزار کی تعداد میں شائع ہونا تھی۔ میری یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ میں کتاب کو شائع کرنے سے پہلے پڑھوں اور دیکھوں کہ جو کتاب ہم پریس میں بھیج رہے ہیں، اس کا مواد بھی درست ہے کہ نہیں۔ میں اس کتاب کو سرسری پڑھ چکا تھا۔ مجھے خوب اندازہ تھا کہ اس کتاب میں بہت ساری باتیں ایسی ہیں جن کی کتاب وسنت سے تائید نہیں ہوتی۔ کیا میں اسے شائع کر دوں؟ میں نے کئی بار سوچا کہ مالی منفعت کافی تھی۔ اگر فی نسخہ معمولی سا منافع بھی لیا جائے تو خاصی بچت ہو جائے گی۔

میاں صاحب کے احسانات بھی مجھ پر بہت زیادہ تھے۔ مجھے جب کبھی پیسوں کی ضرورت پڑی انہوں نے مہیا کر دیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹیلی فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔ مجھے معلوم تھا کہ میاں صاحب فون پر ہیں اور مجھ سے کوٹیشن کا پوچھیں گے، اور پھر...... میری نگاہیں آسمانوں والے کی طرف اٹھ گئیں۔ یہ چند لمحات تھے...... یا اللہ! میں میاں صاحب کو راضی کروں یا تیری ذات کی رضا حاصل کروں۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ میاں صاحب ناراض ہوں۔ اب تیری ہی ذات ہے جو میری اس مسئلے میں مدد کرسکتی ہے۔ میں نے دل ہی دل میں دعا کرتے ہوئے فون اٹھایا۔

میاں صاحب سے گفتگو شروع ہوئی۔ انہوں نے چھٹتے ہی سوال کیا: آپ نے کوٹیشن کیوں ارسال نہیں کی؟ میں نے ان کے سوال کا جواب دینے کی بجائے انہی سے سوال داغ دیا: میاں صاحب آپ یہ کتابیں کیوں شائع کرتے ہیں؟

حسب توقع جواب ملا: اللہ کی رضا مقصود ہے۔ میاں صاحب یہ جو آپ اتنی محنت اور کوشش سے کتابیں شائع کرتے ہیں کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہم ان کتب کو شائع کرنے سے پہلے کسی عالم دین سے ان کا مراجعہ کروالیا کریں تا کہ اگر اس میں کوئی ایسی بات ہو جو کتاب وسنت کے خلاف ہو تو اسے نکال دیا جائے۔ ہم کہیں غلطی سے کوئی ایسی بات شائع نہ کردیں جو اللہ تعالی کی ناراضگی کا سبب بن جائے۔ میں نے بڑی محبت سے گزارش کی۔

قارئین کرام! اللہ تعالی نے میری دعا کو شرف قبولیت بخش دیا تھا۔ میاں صاحب کی گفتگو کا انداز بدل گیا۔ وہ کہنے لگے ان لکھاریوں کا بیڑا غرق ہو۔ میں نے اپنے ملازمین سے کئی مرتبہ کہا ہے کہ کتب کا اچھی طرح باریک بینی سے جائزہ لے لیا کریں۔ ان میں کوئی غلطی نہ رہ جائے۔ پھر بات لمبی ہوتی چلی گئی اور کوٹیشن بیچ میں ہی رہ گئی۔ الحمد اللہ میری دعا قبول ہو چکی تھی۔

مؤلف کی ڈائری سے۔

8- یا اللہ، یا اللہ

سمندر میں بحری جہاز بڑے آرام وسکون سے چل رہے ہوتے ہیں کہ اچانک سمندر میں تلاطم برپا ہوتا ہے۔ موجیں اٹھتیں ہیں، ہوائیں زور زور سے چلنا شروع ہوجاتی ہیں اور جہاز ڈگمگانے لگتے ہیں۔ خوف طاری ہوتا ہے مسافروں کے دل دہل جاتے ہیں۔ تو جہاز کے مسافر اور عملہ بے اختیار کہتے ہیں۔ یا اللہ، یا اللہ

جب مسافر صحرا میں بھٹک جاتا ہے۔ قافلہ راستہ سے ہٹ جاتا ہے۔ اس کی راہ گم ہوجاتی ہے۔ تو وہ پکار اٹھتے ہیں۔ یا اللہ، یا اللہ

جب طلبگاروں پر راستے بند ہو جاتے ہیں۔ مانگنے والوں کو نہیں دیا جاتا تو ان کی پکار ہوتی ہے۔ یا اللہ، یا اللہ

جب تدبیریں ناکام ہوجائیں۔ امیدیں ساتھ چھوڑ جائیں۔ ذرائع مسدود ہوجائیں اور راستے بند ہوجائیں تو لوگوں کے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھتے ہیں اور ایک دلنشیں آواز آتی ہے: یا اللہ، یا اللہ

جب زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہو جائے، رنج والم سے دم گھٹنے لگے تو پھر ایک ہی ذات ہے جو مشکل کشائی اور حاجت روائی کرتی ہے۔ وہی قاضی الحاجات ہے۔ جو رب السماوات والارض ہے۔ دعائے نیم شبی میں ہاتھ اسی کی طرف اٹھتے ہیں۔ مصیبتوں میں آنکھیں اسی کی طرف دیکھتی ہیں حادثات میں فریاد اسی سے کی جاتی ہے۔

فریاد، پکار اور سوال میں اسی کا نام زبانوں پر ہوتا ہے قلب وروح اسی سے سکون پاتے ہیں۔

یا اللہ، یا اللہ! تیرا نام کتنا پیارا ہے۔

ڈاکٹر عایض قرنی کی کتاب/ لاتحزن سے ماخوذ (تصرف کے ساتھ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

9- مضطربین اور لاچاروں کا ''اِلٰہ''

اس کا کوئی گناہ تو نہیں تھا مگر وہ قتل کے الزام میں جیل میں بند تھا۔ اس کے کیمپ میں غالباً کوئی قتل ہو گیا تھا اور بعض دیگر افراد کے ساتھ اسے بھی پکڑ لیا گیا، اسے تو یقین تھا کہ اس کا اس قتل کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ مگر وہ دوسروں کو اس بات کا یقین کیسے دلائے؟

اس نے اپنی سی بھرپور کوشش کی کہ وہ پولیس والوں کو اپنی بے گناہی کا یقین دلائے مگر اس کی ساری کوششیں رائیگاں جا رہی تھیں۔

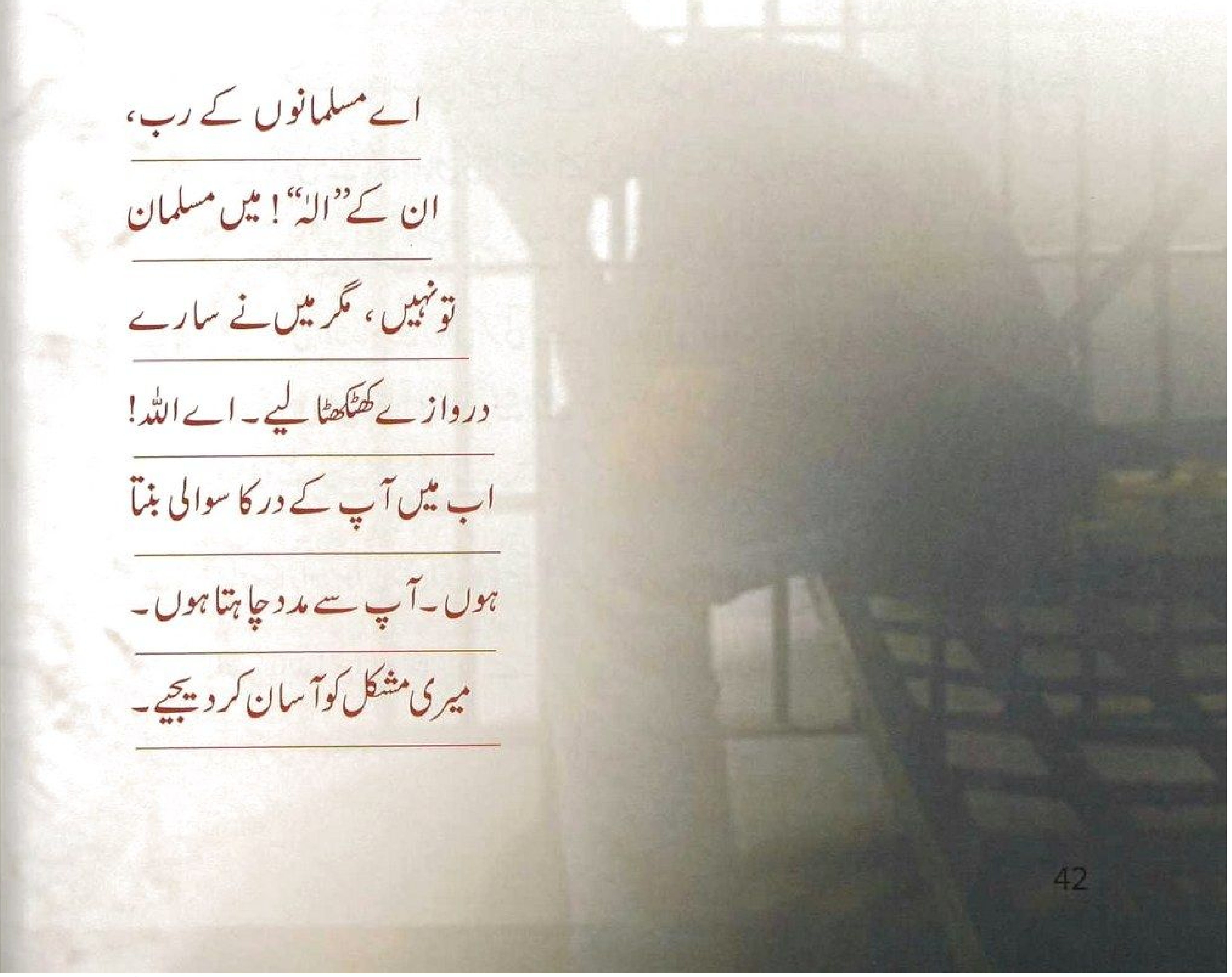

اے مسلمانوں کے رب،
ان کے ''اِلٰہ''! میں مسلمان
تو نہیں، مگر میں نے سارے
دروازے کھٹکھٹا لیے۔ اے اللہ!
اب میں آپ کے در کا سوالی بنتا
ہوں۔ آپ سے مدد چاہتا ہوں۔
میری مشکل کو آسان کر دیجیے۔

پھر اس نے سوچا: کیوں نہ میں اپنے معبود کو پکاروں۔ وہ مسلمان نہ تھا، اس کا کوئی خاص عقیدہ بھی نہ تھا۔ وہ نہ تو خود کو عیسائی کہلاتا تھا، نہ ہندو نہ سکھ، تاہم اس کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ اس نے کچھ سوچا...... اور پھر عیسی علیہ السلام کو پکارنا شروع کر دیا۔ ان سے مدد مانگی کہ وہ رہا ہو جائے۔

کتنے ہی دن گزر گئے اس کی فریاد پوری نہ ہوئی......

پھر اس نے موسی علیہ السلام کو پکارا مگر وہ جیل ہی میں رہا۔ تو پھر اس نے بتوں کے نام کی دہائی دی، مختلف دیوتاؤں کو پکارتا رہا مگر اس کی ساری دعائیں رد ہو گئیں۔ وہ بہت پریشان تھا اور چپکے چپکے روتا رہا۔

ایک دن اس کے دل میں خیال آیا: میں نے سارے معبود تو آزما لئے۔ اب کیوں نہ میں مسلمانوں کے رب کو پکاروں۔ اس سے مدد طلب کروں۔ شاید میری سنی جائے اور میں رہا ہو جاؤں...... پھر اس نے اپنے ہاتھوں کو آسمانوں کی طرف بلند کیا اور اپنی زبان میں کچھ اس طرح کہنے لگا۔

اے مسلمانوں کے رب، ان کے ''اِلٰہ'' میں مسلمان تو نہیں ہوں مگر میں نے سارے دروازے کھٹکھٹا لیے۔ سارے ہی دروازے بند ملے۔ اے اللہ! اب میں آپ کے در کا سوالی بنتا ہوں۔ آپ سے مدد چاہتا ہوں۔ میری مشکل کو آسان کر دیجیے۔ وہ لمبی دعا مانگتا رہا، اپنی درخواست کو دہراتا رہا کہ اسے رہائی مل جائے۔ ابھی اس نے اپنے ہاتھ نیچے کیے ہی تھے کہ ایک سپاہی نے آ کر اس کی کوٹھری کا دروازہ کھٹکھٹایا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدیق تم باہر آ جاؤ، ہم نے پوری تحقیق کر لی ہے۔تم بے گناہ ہو، تمہیں باعزت بری کیا جاتا ہے۔

چند ہی منٹوں کے بعد وہ آزاد فضاؤں میں سانس لے رہا تھا۔اب اس کا رخ مکتب جالیات کی طرف تھا۔وہاں کے مدیر سے ملا۔اور اس سے کہا کہ مجھے کلمہ پڑھائیں، میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔مگر تمہارے ذہن میں کچھ سوالات ہوں گے، کچھ اشکالات؟ مدیر نے تعجب سے پوچھا۔

جناب میرے تمام سوالوں کا جواب مجھے مل چکا ہے۔ مجھے اس الٰہ کی ضرورت ہے جو مضطرب اور لاچاروں کی مدد کرتا ہے۔اور ان کی دعائیں سنتا اور قبول کرتا ہے۔

میرے سچے رب نے میری دعا سن لی ہے۔

قرآنی دعا

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ ⑧

آل عمران

قارئین کرام! میں نے یہ واقعہ مکتب جالیات کے مدیر سے دوران اعتکاف سنا تھا۔اسے معمولی تصرف کے ساتھ اپنے الفاظ میں قلم بند کر رہا ہوں۔یہ واقعہ غالباً سعودی عرب کے کسی شہر میں پیش آیا تھا۔

10- رسول اللہ ﷺ کی تین دُعائیں، دو کی قبولیت

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ایک روز رسول اللہ ﷺ نے بڑی لمبی نماز پڑھائی۔سلام پھیرا تو ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آج تو بڑی لمبی نماز پڑھائی۔آپ نے فرمایا: آج تو میں نے امید وبیم کی نماز پڑھی ہے۔میں نے اپنی امت کے لیے اللہ تعالیٰ سے تین دعائیں کیں۔دو تو اس نے قبول فرمالیں، ایک البتہ قبول نہیں فرمائی۔ایک دعا تو میں نے یہ کی:

'أَنْ لَّا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِّنْ غَيْرِهِمْ'

''میری امت پر ان کے سوا دوسرے (غیر مسلم) دشمن کو مسلط نہ کرنا۔''

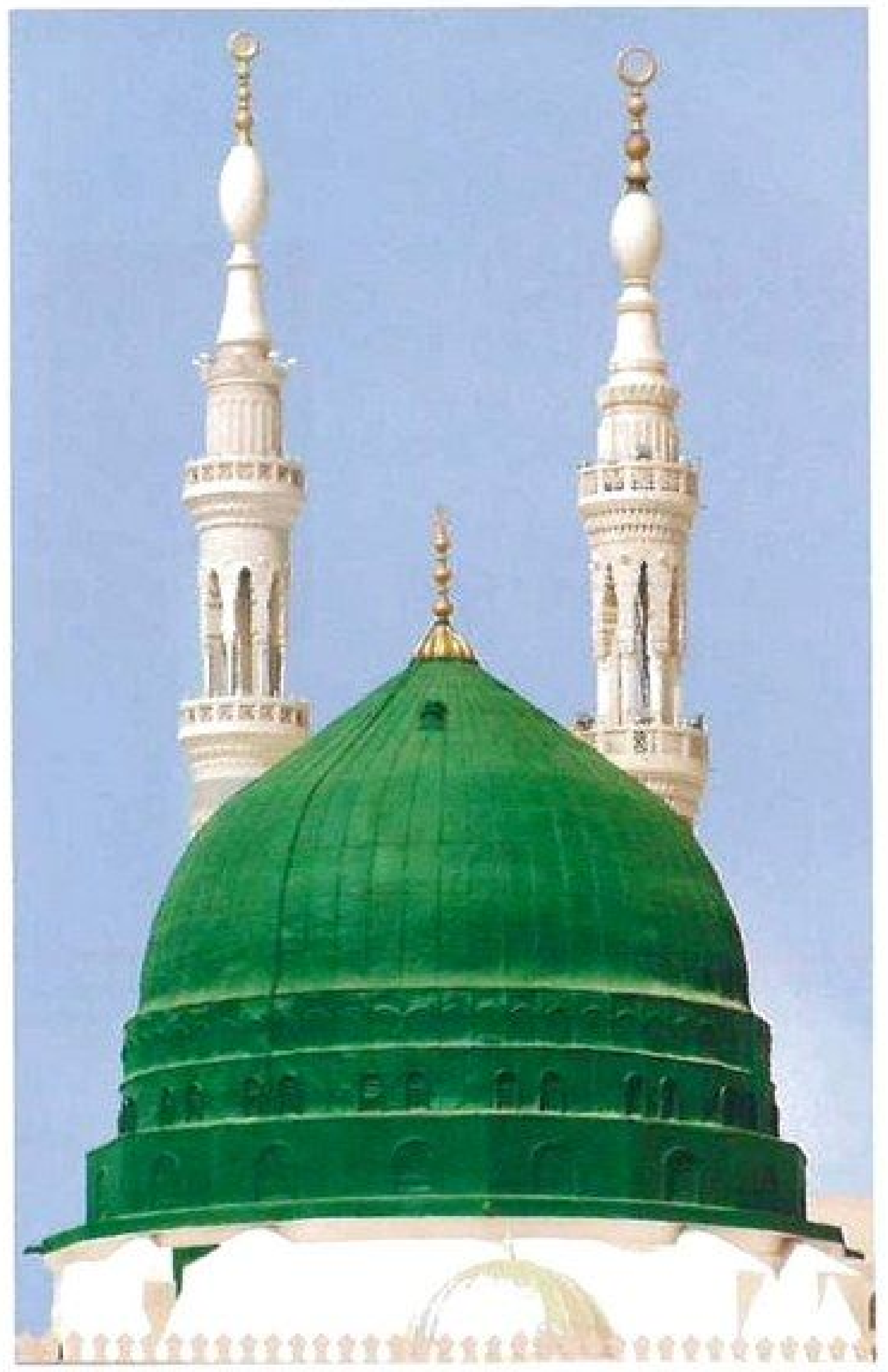

میری یہ درخواست اُس نے منظور فرمائی۔

دوسری دعا یہ عرض کی: 'أَنْ لَّا يُهْلِكَهُمْ غَرَقًا'

''میری امت کو یکبارگی پانی میں غرق نہ کرنا۔''

اللہ تعالیٰ نے میری یہ دعا بھی قبول فرمالی۔

تیسری دعا میں نے یہ کی:

'أَنْ لَّا يَجْعَلَ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ'

''میری امت میں خانہ جنگی نہ ہو۔''

اسے اللہ تعالیٰ نے قبول نہیں فرمایا۔

سنن ابن ماجه، حديث:3951.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

11- قضاءوقدر پر راضی رہنے والی ماں

اس واقعہ کے راوی ایک بڑے ہسپتال کے شعبہ امراض قلب کے سربراہ ہیں وہ اپنے ایک لیکچر میں فرماتے ہیں۔

یہ منگل کا دن تھا جب میں ڈھائی سال کے ایک بچے کے آپریشن سے فارغ ہوا۔ اگلے روز اس بچے کی صحت قدرے بہتر تھی اور وہ کھیل رہا تھا۔ ساتھ ہی اس کی والدہ بیٹھی کافی مطمئن لگ رہی تھی۔ میں نے بچے کا چیک اپ کیا اور مجھے بھی اطمینان ہوا۔ جمعرات کے روز ٹھیک سوا گیارہ بجے نرس دوڑتی ہوئی آئی اور کہنے لگی، ڈاکٹر...... ڈاکٹر! اس بچے کی سانس رک گئی ہے۔ لگتا ہے دل نے کام

کرنا چھوڑ دیا ہے۔ میں فوراً سارے کام چھوڑ کر اس بچے کی طرف دوڑا۔ میں نے اس کے دل پر ہاتھ رکھا اور اسے آہستہ آہستہ ملنا شروع کیا۔ کم وبیش 45 منٹ تک میں اس کے دل کا مساج کرتا رہا۔ اس دوران اس کے دل کی دھڑکن بند رہی۔ مگر اللہ رب العزت نے اسے نئی زندگی عطا کی اور اس کے دل نے آہستہ آہستہ حرکت کرنا شروع کردی۔ میں نے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اور مجھے جب مکمل تسلی ہوگئی تو اس بچے کے لواحقین کو اس کی صورت حال سے آگاہ کرنے کے لیے روانہ ہوگیا۔

اگر مریض کی حالت زیادہ خراب ہو اور وہ موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہو تو والدین کو اس کے بارے میں بتلانا کوئی آسان کام نہیں ہوتا۔ دل پر پتھر رکھ کر والدین کو مطلع کرنا پڑتا ہے۔ مگر یہ ضروری ہوتا ہے کہ والدین کو معلوم ہو کہ ان کے پیارے کی کیا حالت ہے۔ میں نے بچے کے والد کے بارے میں معلوم کیا۔ مگر اس کی کوئی خبر نہ ملی۔ البتہ بچے کی والدہ موجود تھی۔ میں نے اسے بتایا کہ بچے کی حرکت قلب بند ہونے کا سبب یہ تھا۔ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ اس کے دماغ کی طبعی موت واقع ہوچکی ہے۔

قارئین کرام: اگر کسی ماں کو بتایا جائے کہ اس کے بچے کے دماغ کی طبعی موت واقع ہوچکی ہے تو اس کا کیا ردعمل ہوگا۔ یقیناً رونا، چیخ وپکار اور شوروغل؟ مگر یہ عظیم خاتون نہ تو چیخی، نہ روئی نہ اس نے کہا: ڈاکٹر صاحب! آپ کی وجہ سے میرے بیٹے کی حالت سخت خراب ہوگئی ہے۔ بلکہ اس نے نہایت صبر وتحمل سے میری بات سنی اور کہنے لگی: الحمدللہ، پھر مجھے چھوڑ کر چلی گئی۔

بچہ انتہائی نگہداشت کے کمرے میں تھا۔ دس دن کے بعد بچے نے تھوڑی سی حرکت کی۔ تو ہم نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ کہ بچے کے دماغ کی حالت معقول ہے۔ بارہ دن کے بعد بچے کے دل نے پھر حرکت کرنا چھوڑ دی۔ ہم نے پھر اس کے دل پر مساج کرنا شروع کردیا۔ 45 منٹ تک ہم دل کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملتے رہے مگر اس نے حرکت نہ کی۔ میں نے اس کی والدہ سے کہا: اب امید کی گھڑیاں ختم ہو رہی ہیں۔

بچے کی والدہ نے سنا تو بجائے رونے دھونے کے کہنے لگی: الحمدللہ۔

اور پھر آسمان کی طرف منہ کر کے کہنے لگی:

’اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ فِي شِفَائِهِ خَيْرٌ فَاشْفِهِ يَا رَبِّ‘

’’اے اللہ اگر اس بچے کی تندرستی میں خیر ہے تو میرے رب اسے شفا عطا فرما‘‘۔

یکا یک ایک معجزہ رونما ہوا کہ اس بچے کے دل نے ایک بار پھر حرکت شروع کر دی۔ ایک دفعہ پھر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ ہم نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ جہاں تک اولاد کے معاملے میں ماں کی خوشی کا تعلق ہے اس کا اندازہ آپ بخوبی کر سکتے ہیں۔

وقت گزرتا چلا گیا۔ بچے پر کئی طرح کی کیفیات آتی رہیں۔ اس کی حالت بہتر ہو جاتی اور کبھی کافی خراب ہونے لگتی۔ مگر اس کی والدہ نہایت مطمئن نظر آتی۔ اس کا اکثر وقت دعا میں گزرتا۔

ساڑھے تین ماہ گزر گئے بچہ مسلسل انتہائی نگہداشت کے کمرہ میں ہی رہا۔ اس کے سر میں ورم ہو گیا۔ ڈاکٹروں کی ٹیم مسلسل علاج کرتی رہی۔ مگر دن بدن بچے کی حالت خراب ہوتی چلی گئی۔ ڈاکٹروں کی رائے کے مطابق بچے کا بچنا محال تھا۔ چونکہ میں ICU کا نگران تھا۔ لہذا میں نے بچے کی والدہ کو ذہنی طور پر تیار کرنا شروع کیا۔ اور اسے بتایا کہ اب تمہارے بیٹے کا زندہ رہنا بہت مشکل ہے۔ اگر اس کو دل کا دورہ نہیں بھی پڑتا تو بھی اس کے سر میں ورم ہو چکا ہے جس سے اس کی جان کو خطرہ ہے۔

اس خاتون نے پھر الحمدللہ کہا اور چلی گئی۔ میں نے دیکھا کہ اس خاتون کا اللہ رب العزت کے

ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ اس کے یہ الفاظ کہ ’’اے اللہ اگر اس بچے کی تندرستی میں خیر ہے تو میرے رب اسے شفا عطا فرما‘‘۔ اس کے ایمان باللہ کو ظاہر کرنے کے لیے کافی تھے۔

محترم قارئین! اس بچے کے مرض کی کہانی خاصی لمبی ہے مگر ساری بات کا خلاصہ یہ ہے کہ طبی نقطہ نظر سے اس بچے کی موت ایک سے زیادہ مرتبہ واقع ہو چکی تھی لیکن جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔ میں نے محسوس کیا کہ اس بچے کی والدہ نہایت صابرہ اور شاکرہ خاتون ہے۔ اپنی 23 سالہ ہسپتال کی نوکری کے دوران میں نے اس جیسی خاتون نہیں دیکھی۔

ایک دن ایسا ہوا کہ بچے کے گردوں نے کام کرنا بند کر دیا۔ اب ہمارا یہی تجزیہ تھا کہ اس بار تو یہ نہیں بچے گا۔ میں نے پھر ہمت کر کے اس کی والدہ کو بتایا۔ اس نے ہمیشہ کی طرح ’’الحمدللہ‘‘ کہا اور چلی گئی۔

یہ بچہ چار ماہ تک موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا رہا کہ اچانک ایک دن بچے کو عجیب وغریب مرض لاحق ہو گیا۔ میں نے اپنی پوری زندگی میں ایسا خطرناک مرض نہیں دیکھا۔ ہم ڈاکٹر لوگ بہت پریشان تھے اس کے سینے پر سوجن ہو گئی تھی۔ ہم نے سارے جتن کر ڈالے مگر بچے کی حالت بتدریج خراب ہوتی چلی گئی۔ میں نے اس کی والدہ سے کہا: اب تمہارے بیٹے کے زندہ رہنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ اس کی والدہ نے حسب سابق ’’الحمدللہ‘‘ کہا اور کہنے لگی: ’’اے میرے رب اگر اس بچے کے زندہ رہنے میں خیر ہے تو اسے زندگی عطا فرما‘‘ چھ ماہ سے زیادہ عرصہ گزر چکا تھا۔ اب بچے نے بولنا، سننا اور دیکھنا بھی بند کر دیا وہ حرکت کرنے سے بھی قاصر تھا۔ مگر اس کی صابرہ والدہ بچے کے ساتھ چپکی ہوئی اس کی صحت یابی کے لیے دعائیں کر رہی تھی۔

قارئین کرام! کیا آپ سوچ سکتے ہیں کہ اس کے بعد کیا ہوا؟ اس کی والدہ کے پاس ایک ہی سہارا تھا اور وہ تھا اپنے مولا سے دعا کا سہارا۔ بالآخر اس کی التجائیں رنگ لے آئیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کم وبیش آٹھ ماہ کی شدید بیماری کے بعد ایک دن ایسا آیا کہ وہ بچہ بالکل تندرست ہوگیا اور اپنی والدہ کے ساتھ ہسپتال میں دوڑ رہا تھا۔ اسے دیکھ کر کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اسے کوئی بیماری ہے۔

ڈیڑھ سال کا عرصہ گزر گیا۔ ایک دن میں ہسپتال میں تھا کہ ہمارے ایک ساتھی نے مجھے بتایا کہ کمرہ انتظار میں ایک آدمی، اس کی بیوی اور دو بچے بیٹھے ہیں وہ آپ سے ملنے کے خواہاں ہیں۔

میں نے پوچھا: وہ کون ہیں؟ اس نے جواب دیا: مجھے معلوم نہیں۔ میں ان کو ملنے گیا تو انہیں دیکھ کر پہچان گیا کہ وہی بچہ ہے جس کا ہم علاج کرتے رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ بچہ بالکل تندرست اور توانا ہے۔ بالکل خوبصورت پھول کی طرح، شوخ، چنچل ہر قسم کی بیماری سے پاک، والدین کے پاس کھیل رہا ہے۔ اس کے ساتھ اس کا نومولود بھائی بھی ہے۔ اس کے والدین نہایت محبت سے ملے۔ وہ میرا شکریہ ادا کرنے آئے تھے۔ میں نے نومولود کی طرف اشارہ کر کے مزاحاً اس کے والد سے پوچھا کہ اس کا اولاد میں کون سا نمبر ہے۔ 13 یا 14 نمبر میں خود ہی گنتا چلا گیا۔

میں نے باپ کی طرف دیکھا اس نے میری طرف گہری نظروں سے دیکھا اور پھر کہنے لگا: ڈاکٹر صاحب! یہ میرا دوسرا بیٹا ہے۔ اور بڑا بیٹا وہی ہے جس کا آپ علاج کرتے رہے ہیں۔ وہ میری شادی کے 17 سال کے انتظار کے بعد پیدا ہوا تھا۔ میں اسے علیحدہ کمرے میں لے گیا اور کہا کہ دوست میں نے اپنی تمام زندگی میں تمہاری بیوی سے زیادہ صابرہ اور شاکرہ عورت کوئی نہیں دیکھی۔ سترہ سال کے انتظار کے بعد اللہ تعالی نے اس کے ہاں پھول کھلایا مگر وہ بچہ جس قسم کے امراض میں مبتلا تھا اور اس عورت نے جس محبت، محنت اور صبر سے اس بچہ کی تیمارداری کی اس کی مثال بڑی مشکل سے ملتی ہے۔

اس کے خاوند نے میرا بازو تھام لیا اور کہنے لگا: ڈاکٹر صاحب! میری اس خاتون سے شادی 19 سال قبل ہوئی تھی۔ اس خاتون نے شرعی عذر کے بغیر کبھی نماز تہجد ترک نہیں کی۔ میں نے کبھی

اسے جھوٹ بولتے، شغل ومذاق کرتے یا کسی کو بُرا بھلا کہتے نہیں سنا۔ میں جب بھی گھر جاتا یہ ہمیشہ نہایت خوش دلی سے میرا استقبال کرتی۔ اس کی زبان پر ہر وقت میرے لیے اور گھر کی خیر و برکت کے لیے دعائیں ہوتیں۔ ایک اتنی محبت کرنے والی خاتون، اللہ کا خوف رکھنے والی اس کے سامنے جھکنے والی، اور رو رو کر دعائیں مانگنے والی خاتون پر میں سوتن کیسے لاتا۔ میں اس کا دل دکھانے کے لیے تیار نہیں تھا۔

شوہر نے میرے سوال کا جواب خود ہی دے دیا اور میں ورطہ حیرت میں ڈوب گیا۔

قرآنی دعا

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿127﴾ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِن ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۖ إِنَّكَ أَنتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿128﴾

البقرة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

12- چار دعائیں

ایک بہت مالدار شخص انتہا درجے کا شرابی اور مغرور تھا۔ دولت کے نشے میں چور اس شخص کو کسی کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔ اس کی مجلس میں ہر وقت جام چھلکتے رہتے۔ ایک دن اس کے ہاں اسی طرح کی مجلس قائم تھی۔ اس نے کچھ دوستوں کو شراب و کباب کی محفل میں مدعو کر رکھا تھا۔ اپنے غلام کو اس نے چار درہم دیے اور کہا: جاؤ بازار سے ان مہمانوں کے لیے پھل خرید کر لے آؤ۔ راستے میں غلام کی ملاقات ایک زاہد و عابد شخص منصور بن عمار سے ہوگئی جو غریب الدیار مسافر، مگر مستجاب الدعوات تھے۔

غلام نے انہیں کہتے ہوئے سنا: جو مجھ غریب مسافر کو چار درہم دے گا میں اس کے لیے چار دعائیں کروں گا۔ غلام نے جھٹ سے وہ چار درہم نکالے اور انہیں تھما دیے۔ منصور بن عمار کہنے لگے: بتاؤ! میں تمہارے لیے کون سی چار دعائیں کروں؟ غلام نے کہا: میرا آقا انتہائی سنگدل ہے، پہلی دعا تو یہ کیجیے کہ میری اس سے جان چھوٹ جائے۔ دوسری یہ کہ میں نے جو چار درہم دیے ہیں اللہ تعالی ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ تیسری یہ کہ میرا آقا شراب نوشی اور دیگر کبائر کا عادی ہے۔ اللہ تعالی میرے آقا کو توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور چوتھی یہ کہ اللہ تعالی مجھے، میرے آقا کو، آپ کو اور ساری قوم کو معاف فرمائے۔ منصور بن عمار نے غلام کے لیے یہ دعائیں کر دیں۔

غلام جب واپس آیا تو مالک نے دیکھتے ہی اسے ڈانٹنا شروع کر دیا: اتنی تاخیر سے کیوں آئے ہو؟ تمہارے ہاتھ بھی خالی ہیں، پھل کہاں ہیں؟ جواب میں غلام نے منصور بن عمار کے ساتھ پیش

آنے والا پورا واقعہ کہہ سنایا۔ غلام کی وضاحت سن کر مالک کا غصہ ٹھنڈا پڑ گیا۔ پھر وہ کچھ سوچ بچار کے بعد بولا: تم نے اپنے بارے میں کیا دعا کروائی تھی؟ میں نے اپنے بارے میں یہ دعا کروائی کہ مجھے آپ کی غلامی سے نجات مل جائے۔ مالک نے کہا: جاؤ تم آزاد ہو، مالک نے پھر پوچھا: دوسری دعا کون سی تھی؟ غلام نے بتایا: اللہ تعالی ان چار دراہم کا بہترین نعم البدل عطا فرمائے۔

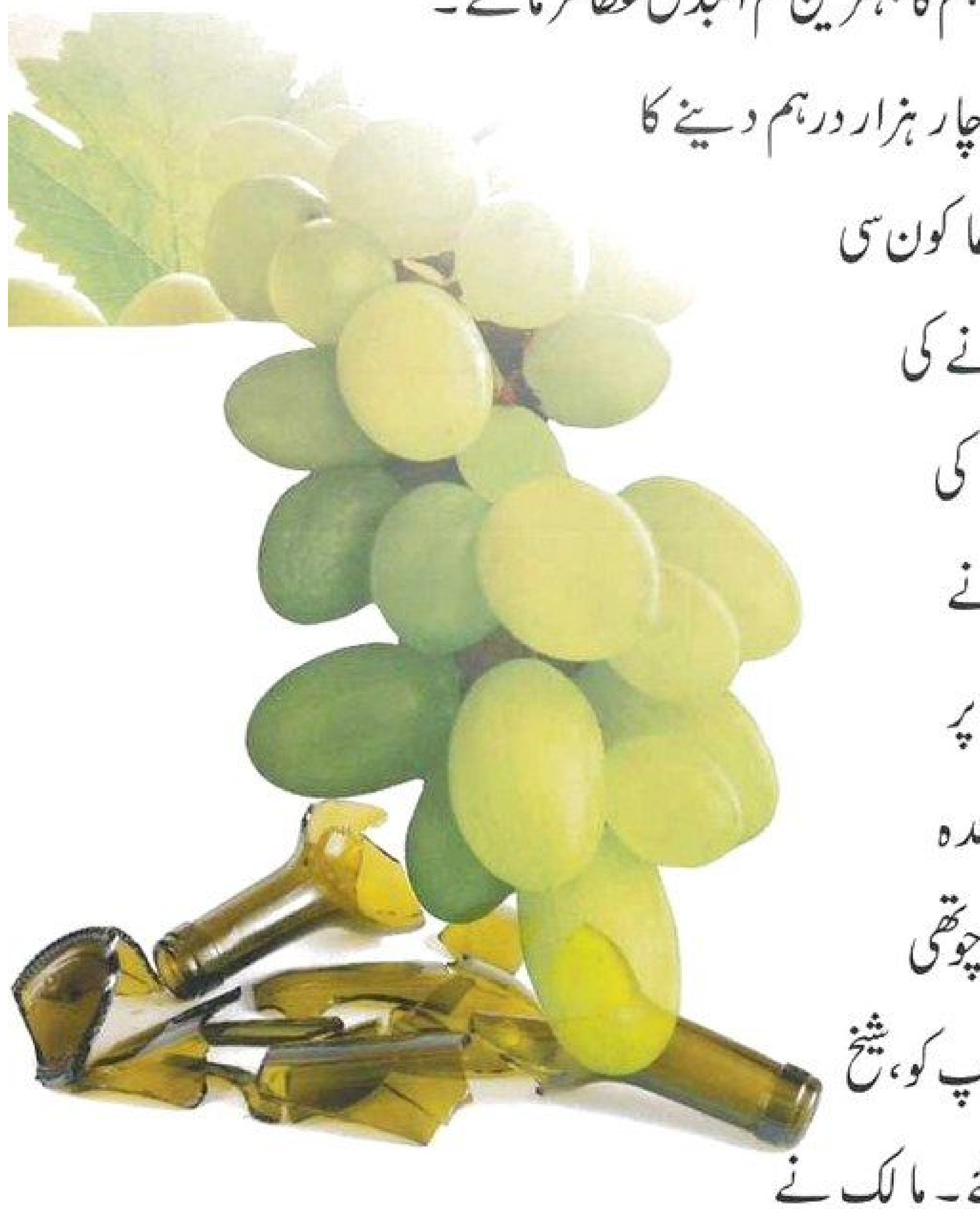

مالک نے کہا: ان چار دراہم کے بدلے میں تمہیں چار ہزار درہم دینے کا اعلان کرتا ہوں۔ مالک نے پھر پوچھا: تیسری دعا کون سی تھی؟ غلام نے بتایا: یہ کہ اللہ تعالی آپ کو توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مالک نے سر جھکا لیا۔ اس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہنے لگے اور پھر اس نے شراب کے برتنوں کو ہٹانا اور توڑنا شروع کر دیا اور پر عزم لہجے میں کہا: اچھا...... میں توبہ کرتا ہوں...... آئندہ میں کبھی شراب کو ہاتھ بھی نہیں لگاؤں گا۔ پھر پوچھا: چوتھی دعا کون سی تھی؟ غلام نے بتایا: یہ کہ اللہ تعالی مجھے، آپ کو، شیخ منصور بن عمار اور ہماری ساری قوم کو معاف فرمائے۔ مالک نے کہا: میں اس معاملے میں بے بس ہوں، میرے اختیار میں کچھ نہیں ہے۔ یہ تو اللہ کا کام ہے، وہ بخشنے والا انتہائی مہربان ہے۔ جب مالک رات کو سویا تو اسے خواب میں بشارت دی گئی کہ جو کام تمہارے بس میں تھے تم نے کر دیے اب تمہارا کیا خیال ہے کہ جو کام اللہ کے اختیار میں ہے وہ کیا اسے نہیں کرے گا؟ اللہ تعالی نے تجھے، تیرے غلام، منصور بن عمار اور دیگر تمام حاضرین کو معاف فرما دیا ہے۔

من كتاب ساعة و ساعة، للشيخ محمود المصري۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

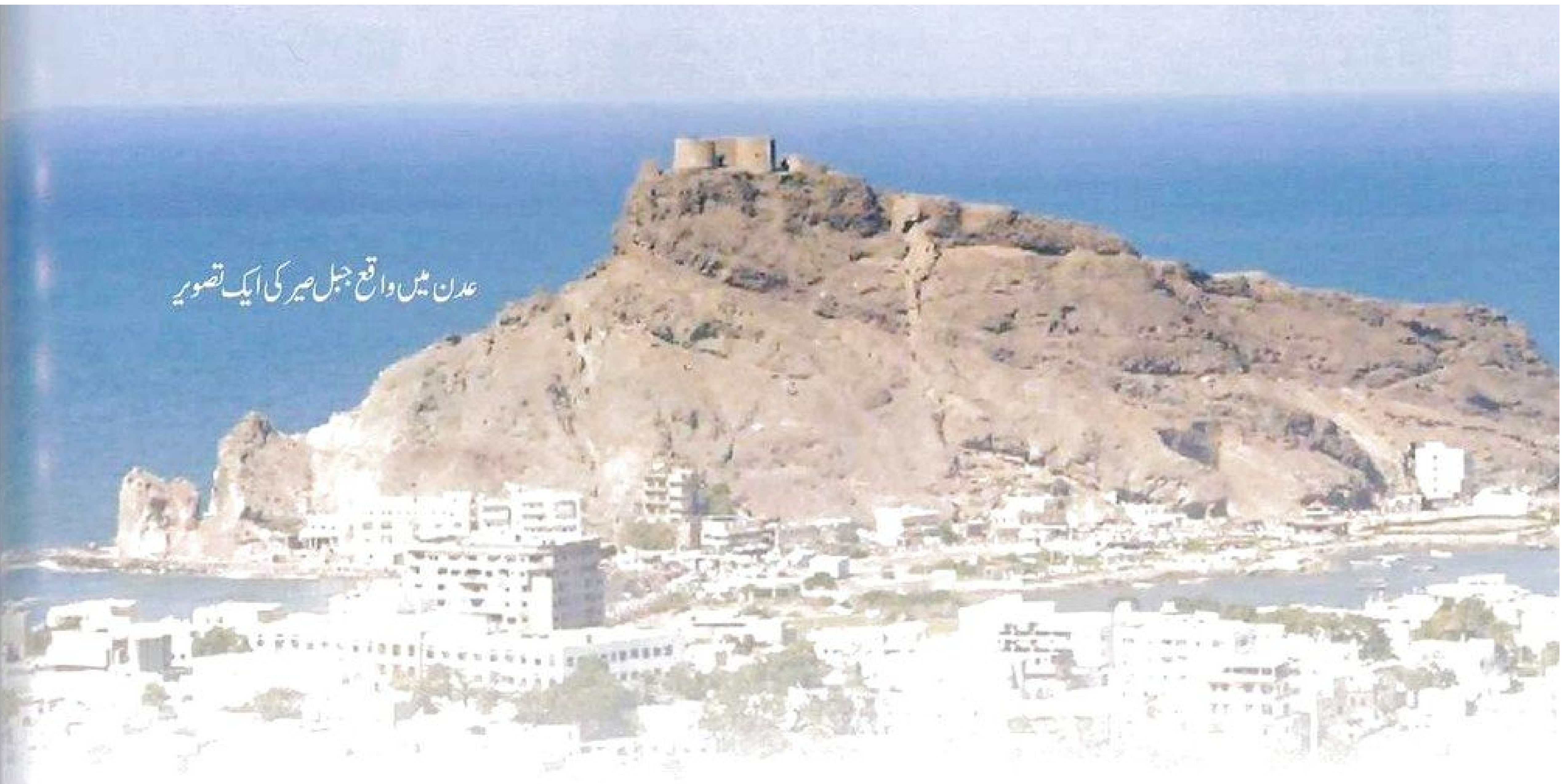

عدن میں واقع جبل صیر کی ایک تصویر

13- ادائے قرض کی دعا

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک دفعہ ایک مقروض غلام آیا اور کہنے لگا:

''آزادی کے لیے طے کی جانے والی رقم کے قرض نے تو مجھے عاجز کر دیا ہے۔ ہو سکے تو میری کچھ مدد کر دیجیے۔''

آپ نے جواب دیا: میں تمھیں وہ الفاظ سکھاتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے تھے۔ جبل ''صیر'' کے برابر بھی قرض ہوا تو اللہ تعالیٰ اتار دے گا۔ تم یہ دعا کیا کرو:

'اَللّٰهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ'

''الٰہی! رزق حلال کو حرام کے مقابلے میں میرے لیے کافی کر دے اور مجھے اپنے فضل سے اپنے سوا ہر ایک سے بے نیاز کر دے۔''

جامع الترمذي، حديث: 3563.

14- ایک دلچسپ واقعہ

یہ واقعہ شیخ عبدالعزیز عقیل نے اپنے پر سوز لیکچر بعنوان ''عبرت انگیز واقعات'' میں بیان کیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ میرے ایک قریبی عزیز نابینا حافظ اور بہت صالح انسان تھے۔ میں ان سے اکثر ملنے جاتا۔ بچے بڑے سبھی ان سے بڑی محبت کرتے تھے۔ میں زندگی کی سترہ بہاریں دیکھ چکا تھا۔ ایک روز میں ان سے ملنے گیا تو انہوں نے مجھ سے کہا: میاں! تم شادی کیوں نہیں کر لیتے؟

میں نے معاشی مسائل کا ذکر کیا تو کہنے لگے:

''بیٹے! صدق دل سے دعا کرو۔ رب تعالیٰ کے در پر دستک دو۔ آسانی کی امید رکھو۔''

پھر انہوں نے مجھ سے اپنا ذاتی واقعہ بیان کیا۔ میں نے گوش بر آواز ہو کر سنا۔ وہ کہہ رہے تھے:

میرا گھرانا بے حد غریب تھا۔ ہم بڑی کسمپرسی کی زندگی گزارتے تھے۔ میں ٹھہرا پیدائشی نابینا اور بدصورت۔ مجھ میں تھا کیا جو کوئی مجھے اپنی لڑکی دیتا۔ اس کے باوجود میں شادی کرنا چاہتا تھا۔ والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ابا جان! میں شادی کرنا چاہتا ہوں۔ والد صاحب میری بات سن کر پہلے تو خوب ہنسے، پھر کہنے لگے: ''برخوردار! ہمیں بھلا کون اپنی بیٹی دے گا۔ تم جانتے ہو کہ تم پیدائشی نابینا ہو۔ اس پر ہماری یہ غربت اور بے مائیگی ایک اور بڑی مصیبت ہے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرا اور اپنا مذاق اڑا کر وہ تھوڑی دیر خاموش رہے، پھر بولے: ''خیر، صبر کا دامن تھامے رکھو۔ ہماری حالت زار تو تمہارے سامنے ہے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ کیا سبیل نکالتا ہے۔''

والد صاحب کی باتوں سے میں بہت دل برداشتہ ہوا۔ ان کا صاف جواب پا کر میں والدہ محترمہ کی خدمت میں گیا۔ میری عمر اس وقت یہی کوئی چوبیس پچیس کے قریب رہی ہوگی۔ ارادہ تھا کہ والدہ سے بات کرتا ہوں، وہ والد صاحب کو اپنے طریقے سے سمجھائیں گی۔ والدہ سے بات کی تو انہوں نے بھی میری عقل کا ماتم کیا۔ بولیں: لڑکے! دماغ تو ٹھیک ہے تمہارا!! شادی کے لیے پیسے کہاں سے آئیں گے۔ رقم کی تو خود ہمیں اشد ضرورت ہے۔ قرض خواہوں نے روز روز کے مطالبات سے ناک میں دم کر رکھا ہے اور تمہیں شادی کی پڑی ہے۔''

غرض والدہ نے بھی ایسی ایسی دکھ دینے والی باتیں کہیں کہ میں تو باقاعدہ رونے لگا۔ پھر خود ہی حوصلہ کیا اور چپ ہو رہا۔ سوچا ابھی یہ دونوں غصے میں ہیں۔ چند دنوں میں پھر بات کرتا ہوں۔ شاید یہ دونوں ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچیں۔

چند روز ٹھہر کر پھر بات کی لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہ ہو سکا۔

میں نے سوچا میں بھی کتنا احمق ہوں۔ رب تعالیٰ کے دروازے پر دستک کیوں نہیں دیتا۔ میں نے رات کے پچھلے پہر نماز پڑھی اور گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ کو پکارا۔ میں نے عرض کیا: ''میرے مالک! لوگ کہتے ہیں کہ میں بھوکا ننگا ہوں، غریب ہوں۔ الٰہی! مجھے غریب تو آپ ہی نے کیا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ میں اندھا ہوں۔ میرے رب! میری بصارت تو آپ ہی نے لی ہے۔ لوگ باتیں کرتے ہیں کہ میں بدصورت ہوں۔ یا رب! یہ شکل بھی تو آپ ہی کی بنائی ہوئی ہے۔ آپ ہی ہیں میرے مولا، میرے آقا، میرے رب۔ آپ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ الٰہی! آپ جانتے ہیں کہ میں

بھی دوسرے لوگوں کی طرح شادی کی خواہش رکھتا ہوں لیکن کوئی حیلہ وسیلہ نہیں۔ میرے ماں باپ عاجز و درماندہ ہیں، اس لیے انہوں نے معذوری ظاہر کر دی ہے۔ میں نے بھی ان کا عذر قبول کر لیا ہے کیونکہ وہ واقعی عاجز و بے مایہ ہیں۔ لیکن اے میرے اللہ! آپ تو ہرگز عاجز نہیں ہیں۔ مجھ پر نظر کرم کیجیے اور میرے لیے شادی کرنا آسان فرما دیجیے۔''

دعا کرنے کے بعد مجھے نیند آ گئی۔ میں لیٹا اور سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ نہایت گرم تپتی ہوئی جگہ کھڑا ہوں۔ یکایک آسمان سے ایک خیمہ اترا اور اس نے مجھے ڈھانپ لیا۔ مجھے ایک عجیب ٹھنڈک اور آسودگی کا احساس ہوا۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ میں بہت خوش تھا۔

صبح سویرے ہی تعبیر کرنے والے ایک عالم کی خدمت میں حاضر ہوا اور خواب بیان کیا۔ انہوں نے پوچھا: کیا تم شادی شدہ ہو؟ میں نے کہا: نہیں۔ انہوں نے وجہ دریافت کی تو میں نے اپنی حالت زار کا ذکر کیا۔

عالم نے کہا تم نے رات گڑگڑا کر دعا کی ہے؟ میں نے کہا: ضرور کی ہے۔ کہنے لگے: تو جاؤ اور خاندان بھر کی سب سے زیادہ خوبیوں والی لڑکی کا رشتہ طلب کرو۔ جاؤ! دروازہ کھلا ہے۔

خاندان بھر میں جس لڑکی کے بارے میں لوگوں کی سب سے اچھی رائے تھی، میں نے اس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعلق سوچا اور والد سے کہا کہ اس کے ہاں جایئے اور میرے لیے اس کا رشتہ طلب کیجیے۔ اب کے والد نے مجھے پہلے سے زیادہ ڈانٹا اور سختی سے انکار کر دیا۔ تب میں نے خود اس لڑکی کے والد کے پاس جانے کا ارادہ کرلیا ۔ میں ان کے گھر پہنچا۔ جب اس کے والد سے ملاقات ہوئی تو سلام دعا کے بعد میں نے دل کڑا کر کے اپنا مدعا بیان کیا۔ انہوں نے بجائے ناراض ہونے کے خوشی کا اظہار کیا اور کہا: تم قرآن کے حافظ و قاری ہو۔ ہمیں اپنی بیٹی کے لیے تم سے اچھا شوہر نہیں ملے گا۔ لیکن لڑکی کی رضا مندی بھی تو ضروری ہے۔ وہ لڑکی کے پاس گئے، میرا ذکر کیا اور کہا کہ بیٹی! یہ درست ہے کہ وہ نابینا ہے لیکن یہ بھی تو دیکھو کہ وہ قرآن کا حافظ و قاری ہے۔ پھر بھی میں تمہاری مرضی کے خلاف کچھ نہیں کرسکتا۔ اگر تم چاہو تو رب تعالیٰ کے بھروسے پر بات آگے بڑھاؤں۔

لڑکی نے سعادت مندی سے بس اتنا کہا کہ ابا جان! جیسے آپ کی خوشی۔

یوں بات طے ہوگئی اور ہفتے بھر میں وہ نیک سیرت لڑکی میری اہلیہ بن ہمارے گھر کی رونق بن گئی۔

قرآنی دعا

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِيٓ أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَٰفِرِينَ ﴿١٤٧﴾

آل عمران

15- صبر ایوب علیہ السلام

اللہ کے برگزیدہ رسول اور خلیل ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں ایک پیغمبر بڑے صابر و شاکر ہو گزرے ہیں، جن کا صبر ضرب المثل ہے۔ ان کا نام ایوب علیہ السلام تھا۔ ایوب علیہ السلام نہایت دولت مند، صاحب ثروت اور بڑے زمیندار تھے۔ دمشق (شام) کے نواحی علاقے بُثینہ میں ان کی وسیع زرعی اراضی تھی۔ وافر مال و متاع اور مویشیوں کی کثرت نے انہیں علاقے کا سب سے بڑا اور بااثر زمیندار بنا دیا تھا۔ بڑے مالدار ہونے کے ساتھ ساتھ وہ بہت سخی اور دریا دل بھی تھے۔ غریبوں، مسکینوں اور بیواؤں پر خوب دل کھول کر خرچ کرتے۔ کوئی سوالی ان کے دروازے سے خالی ہاتھ نہیں لوٹتا تھا۔

ایوب علیہ السلام بہت شاکر بھی تھے۔ وہ ان نعمتوں پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ اپنے برگزیدہ بندوں کو امتحان میں ڈالتا اور ان کے ایمان کو آزماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو بھی آزمائش میں ڈالا۔ ان کی اولاد جن مکانوں میں رہتی تھی وہ گر پڑے اور تمام اولاد مکانوں کے ملبے تلے آکر دب گئی۔ لٹیروں کے ایک بڑے گروہ نے ان پر دھاوا کیا۔ وہ ان کے تمام مویشی ہانک کر لے گئے۔ زرعی اراضی کو آگ نے خاکستر کر ڈالا۔ خود ایوب علیہ السلام کو کوڑھ کی بیماری لاحق ہوگئی۔ پھوڑے خراب ہوگئے اور صورت حال سخت پریشان کن ہوگئی۔ ایسی حالت میں بھلا کون ساتھ رہتا ہے۔ تمام دوست احباب، چھوڑ چھاڑ کر چلتے بنے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوائے ایک بیوی الیا کے اور کوئی ڈھارس بندھانے کو باقی نہ رہا۔ دو ایک پرانے دوست البتہ کبھی کبھار دیکھنے آ جاتے۔

الیا بڑی اچھی خاتون تھی۔ وہ ایوب علیہ السلام کے اچھے دنوں کی ساتھی تھی۔ اس نے کہا: آسودہ حالی میں ان کے ساتھ رہی ہوں۔ اب ان پر کڑا وقت آیا ہے تو بھی ساتھ نبھاؤں گی۔

بستی کے لوگوں نے ایوب علیہ السلام کو بستی سے نکال دیا۔ الیا انہیں بستی کے باہر ایک خیمے میں لے آئی۔ وہ ان کے نیچے راکھ بچھاتی اور انہیں ہر طرح سے آرام پہنچانے کی کوشش کرتی۔

رہائش کا مسئلہ تو کسی نہ کسی طرح حل ہو گیا لیکن کھانے پینے کا بندوبست کیسے ہوتا۔ سیدنا ایوب علیہ السلام تو کام کاج کے قابل نہیں رہے تھے۔ بستی کے لوگ قریب نہیں پھٹکتے تھے، مدد کیا کرتے۔ الیا نے ہی کمر ہمت باندھی اور لوگوں کے گھر میں کام کاج کرنے لگی۔ وہ لوگوں کے لیے روٹیاں پکاتی، ان کے برتن مانجھتی۔ دن ڈھلے جو روکھی سوکھی ملتی وہ لا کر سیدنا ایوب علیہ السلام کو پیش کر دیتی۔

غرض آزمائش کے اٹھارہ برس اس نے سیدنا ایوب علیہ السلام کی بڑی خدمت کی اور کبھی حرف شکایت زبان پر نہ لائی۔

خود سیدنا ایوب علیہ السلام کا صبر و شکر بھی دیدنی تھا۔ زبان مبارک ہمیشہ ذکر الٰہی سے تر رہتی۔ اٹھارہ برس کہنے کو تو اٹھارہ برس ہیں لیکن جب جھیلنے پڑیں تو یہ بہت لمبی مدت بن جاتی ہے۔ آدمی بیمار ہو، بستر پر پڑا ہو تو چند گھڑیاں بھی کاٹے نہیں کٹتیں۔

ایک مرتبہ الیا کہہ بیٹھی: میرے سرتاج! رب تعالیٰ سے دعا کیوں نہیں کرتے کہ وہ تکلیفیں دور کر دے۔

قدرے ناراض ہوئے۔ بولے: ''آسودہ حالی میں ستر برس گزارے۔ اب ستر برس اسی حالت میں گزاروں تو حساب برابر ہو۔''

الیا یہ جواب پا کر بے حد پریشان ہوئی تاہم چپکی ہو رہی۔ ایک روز وہی دونوں دوست جو کبھی کبھار بھولے سے آیا کرتے تھے، ملنے کو آئے۔ باتوں باتوں میں ایک نے دوسرے سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے، ایوب نے کوئی بڑا گناہ کیا ہے جو اتنی کڑی سزا پا رہا ہے۔

سیدنا ایوب علیہ السلام نے اٹھارہ برس نہایت صبر و شکر سے گزارے تھے۔ ہر طرح کی جلی کٹی سنی تھی۔ یہ بات ایسی سخت تھی کہ برداشت نہیں کر پائے۔ بے قرار ہو گئے۔ رب تعالیٰ کو پکارا، قرآن مجید نے ان کی دعا کا اس طرح ذکر کیا ہے:

﴿وَ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ﴾

الأنبياء21: 83.

''اور ایوب (علیہ السلام) کی اس حالت کو یاد کرو، جب کہ انہوں نے اپنے پروردگار کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پکارا کہ مجھے یہ بیماری لگ گئی ہے اور آپ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی:

﴿فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِنْ ضُرٍّ وَّ اٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ ذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ﴾

الأنبياء21:84.

''ہم نے ان کی سن لی اور جو دکھ انہیں تھا اسے دور کر دیا اور انہیں اہل وعیال عطا فرمائے اور ان کے ساتھ ویسے ہی اور بھی، اپنی خاص مہربانی کے ساتھ، تاکہ سچے بندوں کے لیے باعث نصیحت ہو''۔

ہوا یوں کہ ایوب علیہ السلام جب حاجت کو جایا کرتے تو اہلیہ کام کاج سے واپس آکر انہیں ساتھ لے کر ان کے ٹھکانے پر آجاتیں۔

اب کے ایوب علیہ السلام حاجت کے لیے گئے تو اہلیہ کو آنے میں ذرا دیر ہوگئی۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام پر وحی نازل کر دی کہ زمین پر پاؤں مارو۔ انہوں نے پاؤں مارا تو ٹھنڈے میٹھے پانی کا چشمہ جاری ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ پانی پیو اور نہاؤ۔ انہوں نے پیا اور نہائے تو بھلے چنگے ہوگئے۔

اس طرح ایوب علیہ السلام پہلے سے زیادہ خوبصورت ہوگئے، بدن دمکنے لگا، فرشتوں کے ذریعے پوشاک پہنائی گئی۔ سونے کی ٹڈیوں کی بارش ہوئی۔ پھر وہ ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے۔ اہلیہ آئیں۔ پہچان نہ پائیں۔ انہی سے پوچھنے لگیں: اے اللہ کے بندے! یہاں میرا شوہر ایوب نبی تھا...... وہی بیمار سا...... تم نے تو نہیں دیکھا؟''

ایوب علیہ السلام پہلے سے زیادہ خوبصورت ہوگئے، بدن دمکنے لگا، فرشتوں کے ذریعے پوشاک پہنائی گئی۔

سیدنا ایوب علیہ السلام نے مسکرا کر کہا: ''اللہ کی بندی! میں ہی ایوب ہوں۔''

وہ حیران ہو کر بولیں: ''مجھ دکھی عورت سے مذاق نہ کرو۔

بولے: ''بھلا میں کیوں مذاق کرنے لگا۔ اری بھلی مانس! میں ایوب ہی ہوں۔ آزمائش ختم ہوئی۔ اللہ نے مجھے بھلا چنگا کر دیا ہے۔''

تب اہلیہ رضی اللہ عنہا نے بے ساختہ اللہ کا شکر ادا کیا۔

ادھر دو بادلوں نے سیدنا ایوب علیہ السلام کے دونوں کھلیانوں پر سونا اور چاندی برسایا۔ مال، متاع، اولاد، اراضی، مال مویشی، نوکر چاکر، سب کچھ واپس مل گیا۔ وہ بھی دگنا ہو کر۔

اس کے بعد سیدنا ایوب علیہ السلام مزید ستر برس زندہ رہے اور دین ابراہیمی کی تبلیغ کرتے رہے۔

اور صبر ایوب علیہ السلام رہتی دنیا تک ضرب المثل بن گیا۔

تفسیرابن کثیر، تفسیر القرطبي، تفسیر سورة الأنبیاء۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

16- آزمائش کی گھڑیوں میں
ایک عالم ربانی کا کردار

میرا نام ابراہیم ہے۔ میں سمندر پر انجن سے چلنے والی چھوٹی شکاری کشتی میں کام کرتا ہوں۔ شیخ محمد بن صالح المنجد میرے دوست ہیں۔ وہ عالم باعمل اور بہت فاضل شخص ہیں۔ وہ شہر الخبر (سعودی عرب) کی سب سے بڑی مسجد کے خطیب دلپذیر ہیں۔ میری ان سے دوستی خاصی دیرینہ ہے۔ ہم لوگ گاہے گاہے سیر و تفریح کے پروگرام بناتے رہتے ہیں۔ اس بار میں نے شیخ صاحب سے اصرار کیا کہ میرے ساتھ سمندر کی سیر کو چلیے۔ سمندر کا جوبن دیکھیں گے اور مچھلی کا شکار کریں گے۔

میرے پرزور اصرار پر شیخ صاحب نے ہامی بھر لی۔ جمعرات کے دن عصر کے بعد کا وقت طے ہوا۔ ہم لوگ ساحل سمندر پر طے شدہ پروگرام کے مطابق پہنچ گئے۔ ان کا تین سالہ بیٹا انس بھی ہمراہ تھا۔ ہم بلا تاخیر کشتی میں سوار ہوئے اور سمندر میں جا اترے۔ سمندر پرسکون تھا۔ گہرے سمندر میں پہنچے تو میں نے شکار کے لیے کشتی ایک جگہ روک دی اور جال پھینک دیا۔ ایک بڑی مچھلی ہاتھ آئی۔ ننھے انس کی تو مارے ڈر کے چیخیں نکل گئیں۔ میں نے اسے بہلایا اور کہا: فکر مت کرو۔ یہ مچھلی تمھیں کچھ نہیں کہے گی۔ شیخ المنجد بھی اس کی حالت دیکھ کر مسکراتے رہے۔ انہوں نے اسے چمکارا، پیار کیا تو وہ چپ ہو گیا۔

پھر ہم نے طے کیا کہ ہمیں شکار کی جگہ تبدیل کر لینی چاہیے۔ میں نے کشتی کا انجن اسٹارٹ کرنا چاہا تو پتہ چلا کہ انجن نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے۔ میں فوراً ریزرو انجن کی طرف بڑھا، اسے اسٹارٹ کیا اور کشتی کا رخ ساحل کی جانب کر دیا۔ کشتی نے واپسی کے سفر کا آغاز کیا ہی تھا کہ مجھے انجن کے جانبی خانے میں پانی کھڑا نظر آیا۔

میرے تو ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ کچھ سمجھ نہیں آیا کہ پانی کشتی میں کیونکر داخل ہوا۔ بہرحال میں نے فوراً شیخ صاحب کو متوجہ کیا اور ہم دونوں پانی نکالنے لگے۔ یکایک کشتی کا توازن بگڑا اور وہ الٹ گئی۔ شیخ صاحب کو تیرنا نہیں آتا تھا۔ انہوں نے انس کو میری طرف پھینکا۔ اتنے میں تیز لہر آئی اور ہمارے سروں پر سے گزر گئی۔ ہم دوبارہ پانی کی سطح پر ابھرے۔ یہ میری زندگی کے نازک ترین لمحات تھے۔ میرے ذہن میں ایک ہی سوال تھا کہ شیخ صاحب کہاں ہیں؟ میں نے ارد گرد نظر دوڑائی۔ وہ نظر نہیں آئے۔ سخت پریشانی ہوئی۔ میں ادھر ادھر تیرا۔ آخر عقب میں ایک جگہ وہ پانی کی سطح پر آئے۔ ان کے ہاتھ میں لائف گیلن تھی جسے انہوں نے مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔

جب ہم کشتی سے پانی نکالنے کی کوشش کر رہے تھے تو اسی افراتفری میں کشتی کا وہ بند ڈبا کھل گیا تھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس میں لائف رنگ پڑے تھے۔ چند لائف رنگ پانی کی سطح پر تیر رہے تھے۔ میں نے انہیں دیکھتے ہی ایک لائف رنگ پر ہاتھ ڈالا اور اسے شیخ صاحب کی طرف پھینکا۔ ان کے ایک ہاتھ میں تو لائف گیلن تھی، دوسرے ہاتھ میں انہوں نے لائف رنگ تھام لیا۔ اب ہمیں نہایت تیزی سے ساحل پر پہنچنا تھا اور یہ سفر بدقسمتی سے تیر کر طے کرنا تھا۔

مجھے قوی امید تھی کہ بارڈر سکیورٹی فورس ہماری مدد کو ضرور پہنچے گی۔ یہ نہ ہوا تو سمندری مچھیرے ہماری مدد کو آجائیں گے۔ شیخ صاحب کا ایمان بہت قوی تھا۔ وہ برابر ذکر الٰہی میں مشغول تھے اور مجھے بھی اس کی تلقین کر رہے تھے۔ اور تو اور انہوں نے مجھے پانی میں رہتے ہوئے وضو کرنے اور نماز پڑھنے کا طریقہ بھی بتلایا۔ انہوں نے مجھے وصیت کی کہ نماز کا وقت ہو تو نماز ضرور پڑھ لینا۔ ایسے سنگین حالات میں بھی وہ بالکل مطمئن نظر آتے تھے۔

ہم لہروں کے اتار چڑھاؤ میں ہچکولے کھا رہے تھے۔ مجھے یہ خطرناک احساس ہوا کہ ہم تینوں جلد ہی جدا ہو جائیں گے۔ کچھ بھی ہو سکتا تھا۔ میری جان جا سکتی تھی۔ انس ڈوب سکتا تھا۔ شیخ صاحب سمندر کی بے پناہ لہروں میں کھو سکتے تھے۔ میں نے ان سے معافی چاہی کہ میں ہی انہیں بہ اصرار سمندر میں لایا تھا۔ مگر شیخ صاحب راضی بقضا اور پرسکون تھے۔

مغرب کا وقت ہو چکا تھا۔ میں نے شیخ صاحب کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے اسی حالت میں وضو کی نیت باندھی اور سمندر کے پانی میں غوطے کھاتے ہوئے مغرب کی نماز ادا کی۔ رات کا اندھیرا چھانے لگا تھا۔ شیخ صاحب برابر مجھے اپنی پوزیشن کا پتہ بتا رہے تھے۔ تاہم ہمارا درمیانی فاصلہ رفتہ رفتہ بڑھتا جا رہا تھا۔ سمندر کی تیز لہریں ہمیں ایک دوسرے سے دور کر رہی تھیں۔ آخر شیخ صاحب سے میرا صوتی رابطہ منقطع ہو گیا۔ میں نے جان لیا کہ میری مصیبت بڑھتی جا رہی ہے۔

انس کی صورت میں شیخ صاحب کی قیمتی امانت میرے پاس تھی۔ خود سے زیادہ مجھے اس کی فکر تھی۔ اس نے مجھ سے پوچھا: بابا کہاں ہیں؟ میں کیا جواب دیتا۔ وہ رونے لگا۔ میں نے اسے دلاسا دیا اور اللہ کے بھروسے کنارے کی جانب بڑھنا شروع کیا۔ زبان پر اللہ کا ذکر جاری تھا۔ معًا انس چلایا: میرا جوتا گر پڑا۔ مجھے میرا جوتا چاہیے۔ وہ ضد پر اتر آیا۔ میں نے قدرے جھنجھلا کر کہا: تمہارا جوتا سمندر میں چلا گیا ہے۔ اب وہ واپس نہیں آ سکتا۔ ہم تمہیں نیا جوتا دلا دیں گے، لیکن وہ برابر روتا رہا۔ میں نے غصے میں آ کر اس کا دوسرا جوتا بھی اتارا اور سمندر میں پھینک دیا۔ تب وہ ایک دم خاموش ہو گیا۔

عشاء کا وقت ہوا تو میں نے اسی حالت میں عشاء کی نماز ادا کی۔ مصائب آدمی کا دل بیدار کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ میرا دل بھی خواب غفلت سے بیدار ہو چکا تھا۔

کنارے کی جانب میرا سفر تیزی سے جاری تھا۔ انس ایک مرتبہ پھر چلایا۔ چچا وہ دیکھیے بہت بڑی مچھلی۔ مارے خوف کے میری رگوں میں خون منجمد ہونے لگا۔ میں نے متوقع خطرات سے اللہ کی پناہ چاہی اور انس سے اس مچھلی کے بارے میں پوچھا۔ مجھے خدشہ تھا کہ یہ خلیج کی خونخوار مچھلی ''قرش'' ہے جو ہمیں لقمہ بنانے آ رہی ہے۔

اس نے بتایا کہ مجھے وہ مچھلی اپنے عقب میں بے حد قریب نظر آئی ہے۔ میں نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ارد گرد دیکھا۔ مچھلی کہیں نظر نہیں آئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر یہ سوچ کر مجھے قدرے اطمینان ہوا اور میں مسکرایا کہ انس دراصل میرے تیرتے ہوئے ننگے پیروں کو مچھلی سمجھا ہے۔

مجھے تیرتے ہوئے کئی گھنٹے گزر چکے تھے۔ بدن تھکاوٹ سے چور تھا۔ سخت پیاس محسوس ہو رہی تھی۔ میرے کندھوں پر سوار تین سالہ انس کبھی بے ہوش ہو جاتا اور کبھی ہوش میں آ کر چلانے لگتا۔ اتنے میں فجر کی اذان سنائی دی۔ میں نے تمام رات سمندر میں تیرتے ہوئے گزار دی تھی۔ آخر سورج کے طلوع ہوتے ہی میں کنارے پر جا پہنچا۔ انس کو کندھوں سے اتار کر ریت پر لٹایا۔ خود بھی ریت پر لیٹ گیا اور اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا۔

میں جس جگہ کنارے پر لگا تھا وہاں لوگوں کی چہل پہل نہیں تھی۔ وہ جگہ سیر گاہ سے بہت دور تھی۔ میں سوچ رہا تھا کہ مجھے ذرا سستا کر بندرگاہ کی طرف جانا اور بارڈر سکیورٹی فورس کو شیخ صاحب کے بارے میں بتانا ہے تاکہ انہیں تلاش کیا جا سکے۔

اتنے میں ایک گاڑی اس طرف آتی دکھائی دی۔ وہ ہمارے قریب آ کر رک گئی۔ گاڑی میں سے ایک صاحب برآمد ہوئے اور ہماری طرف بڑھے۔

مجھ سے پوچھا: آپ لوگ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ میں نے کہا: ہم کل عصر کے بعد سمندر میں ڈوب گئے تھے۔ اب تیرتے ہوئے یہاں پہنچے ہیں۔

وہ بے حد خوش ہوئے۔ بولے میں نے آپ کو دور سے کنارے کی طرف آتے دیکھا تو کوئی سمندری مخلوق سمجھا تھا۔ انہوں نے مزید بتایا کہ وہ ہفتے بھر میں ایک دفعہ سمندری شکار کے لیے یہاں ضرور آتے ہیں۔ انہوں نے ہمیں گاڑی میں بٹھایا اور لمبی مسافت طے کرنے کے بعد بارڈر سکیورٹی آفس پہنچا دیا۔

سکیورٹی آفس پہنچتے ہی ہمیں ابتدائی طبی امداد کے لیے مختص وارڈ میں لے جایا گیا۔ طویل تگ ودو کے بعد پانی کا گھونٹ نصیب ہوا تو میں نے بے اختیار اللہ کا شکر ادا کیا۔ پانی واقعی بہت لذیذ معلوم ہوا۔ انہوں نے ہم دونوں کو غذائی ڈرپ لگا دی۔ سکیورٹی آفس کے کمانڈنگ آفیسر کو اطلاع ملی تو وہ دوڑے آئے۔ بڑے خوش اخلاق اور نرم خو آدمی تھے۔ انہوں نے ہماری بات سنی اور ڈھارس بندھائی۔ میں نے انہیں شیخ صاحب کے متعلق بتایا۔ انہوں نے فوری طور پر سرچنگ پارٹیوں کو آرڈر دیا کہ شیخ صاحب کو ہر حال میں تلاش کیا جائے۔

مجھے شیخ صاحب کی پوزیشن کا علم تو نہیں تھا البتہ میں نے انہیں بتایا کہ وہ ایک ہاتھ میں لائف گیلن اور دوسرے ہاتھ میں لائف رنگ تھامے ہوئے ہیں۔

سرچنگ پارٹیاں سمندر میں ہر طرف پھیل گئیں۔ غوطہ خوروں نے غوطے لگائے۔ گھنٹے بھر کی تلاش بسیار کے بعد شیخ صاحب کا سراغ مل گیا۔ خوش قسمتی سے وہ زندہ اور صحیح سلامت تھے۔ مجھے بے حد خوشی کا احساس ہوا۔

میں کمانڈنگ آفیسر اور آفس کے بعض دیگر عہدیداران کے ہمراہ شیخ صاحب کے استقبال کو نکلا۔ وہ ساحل پر آتے ہی قبلہ رو ہوئے اور سجدۂ شکر ادا کیا۔ یہ خیال مجھے نہیں آیا تھا۔

چنانچہ میں نے بھی ان کے ساتھ سجدۂ شکر ادا کیا۔ انہوں نے فرداً فرداً سب سے معانقہ کیا۔ آخر میں وہ انس کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور اسے سینے سے لگا لیا۔ جان لیوا حادثے کے بعد باپ بیٹے کی ملاقات کا منظر دیدنی تھا۔ میں نے اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا کہ اس نے اپنے فضل وکرم سے مجھے پچھتاوے کے دائمی احساس سے بچا لیا۔

من كتاب رهائن البحر، للكاتب إبراهيم أبي لحين.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

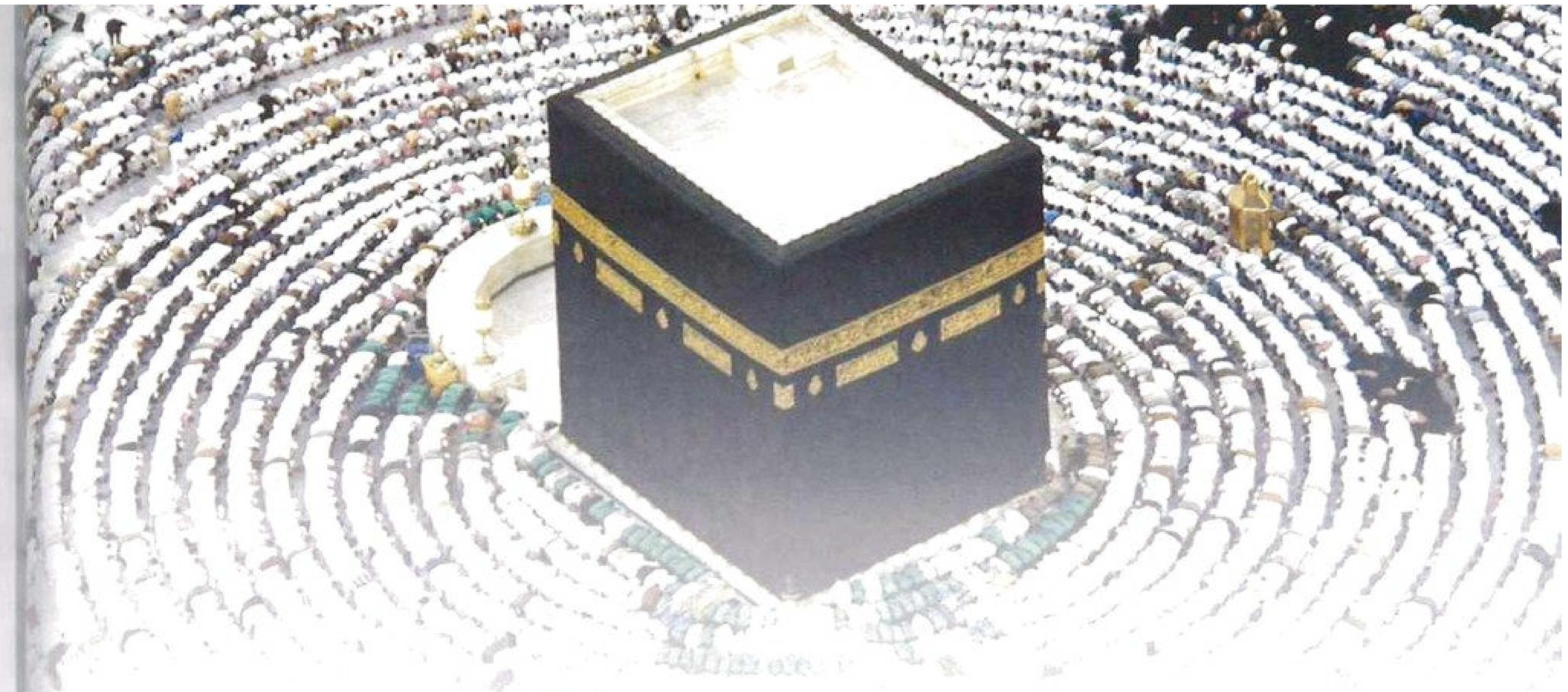

17- باپ کے خلاف بیٹی کی دعا

عرب معاشرے میں اگرچہ بڑی تبدیلی آچکی ہے، مگر ابھی تک بعض قبائل میں ایسے لوگ ہیں جن کی بیٹیاں ملازمت کرتی ہیں اور اپنی تنخواہ سے والدین کی گزر اوقات کا ذریعہ بنتی ہیں۔ یہ معاملہ صرف اسی معاشرے میں نہیں بلکہ دنیا کے اکثر معاشروں میں پایا جاتا ہے، مگر مصیبت کا آغاز وہاں سے ہوتا ہے جب انسان مادی لالچ میں آکر بچیوں کی شادیوں میں تأخیر کردے اور آنے والے رشتوں کو محض اس لیے ٹالتا رہے کہ اسے لڑکیوں کی ملازمت سے معقول آمدنی ہورہی ہے۔ زیرنظر واقعہ میں نے متعدد سعودی خطباء سے سنا ہے۔ میں اس کی صحت میں اس لیے شک نہیں کرتا کہ مظلوم کی دعا اللہ تعالی کے ہاں بہت جلد قبول ہوتی ہے۔ بہرحال میرا یہ دعوی نہیں کہ یہ واقعہ سو فیصد درست ہے، لیکن اسے صحیح ماننے میں کوئی تعجب بھی نہیں ہونا چاہیے۔ آیئے واقعہ پڑھتے ہیں:

ایک آدمی کی چار بیٹیاں تھیں۔ چاروں کی چاروں ملازمت کرتی اور معقول تنخواہ پاتی تھیں۔ تنخواہ کے لالچ میں ان کا باپ ان کی شادیاں نہیں کرتا تھا۔ ایسے لوگوں کا طریقہ بالعموم یہ ہوتا ہے کہ وہ کسی بہانے سے رشتہ طلب کرنے والوں کو ٹال دیتے ہیں۔ کبھی خاندان کا اور کبھی معاشرتی حیثیت کے معیار کا بہانہ بنا لیتے ہیں۔

لڑکیاں اس صورتحال سے بے حد پریشان تھیں۔ ایک مرتبہ یہ لوگ عمرہ کرنے گئے۔ حرم میں داخل ہوتے ہی ایک لڑکی نے اپنے باپ سے کہا ابا! میں ایک دعا کرتی ہوں، تم آمین کہنا۔

اس آدمی نے دعا سنے بغیر ہی آمین کہہ دیا۔ تب اس لڑکی نے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی: اے اللہ! اس شخص نے ہمیں جس طرح شادی سے محروم رکھا ہے تو اسے اس ہاتھ پاؤں سے محروم کردے۔ تمام لڑکیوں نے اس کی دعا پر آمین کہا۔

دعا ابھی پوری نہیں ہوئی تھی کہ دیکھنے والوں نے دیکھا، اس آدمی کے ہاتھ پاؤں پر فالج کا حملہ ہوا اور وہ اپنی بہانہ بازی اور لالچ کے باعث ربانی گرفت کا شکار ہوکر وہیں گر پڑا۔

18- غیبت سے نجات

ایک خاتون کو غیبت کرنے کی بہت عادت تھی۔ اسے معلوم تھا کہ غیبت بڑا گناہ ہے۔ کئی مرتبہ اپنا محاسبہ بھی کیا۔ غیبت سے چھٹکارا پانے کی بہت کوشش کی لیکن جان نہ چھوٹی۔

بیت اللہ کے طواف کے دوران اسے اپنی اس کوتاہی کا شدید احساس ہوا کہ غیبت گناہ کبیرہ ہے۔ اس نے بڑے عجز وانکسار سے اللہ تعالیٰ کو پکارا: اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میری زبان مجھے ہلاکت میں ڈال دے گی تو یارب! اسے درست کردے۔ یہ تیرے ذکر کے سوا اور کچھ نہ کہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس خاتون کی عاجزانہ دعا قبول فرمائی اور اسے غیبت سے نجات دلادی۔ جب وہ گھر لوٹی تو اس کی زبان ذکر الٰہی سے تر رہنے لگی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

19- یہ نہر ہی تو ہے

یہ سعودی عرب کے دارالحکومت ”ریاض“ شہر کا واقعہ ہے۔ ایک نیک خاتون رمضان المبارک کے مہینے میں ہر روز افطار سے پہلے تمام بچوں کو اکٹھا کرتی اور ان سے کہتی کہ جو کچھ میں کہوں اور کروں، تم بھی وہی کہنا اور کرنا۔

پھر وہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتی اور کہتی: ”الٰہی! ہمیں اپنا گھر عطا کر جس کے آگے ایک نہر ہو۔“

تمام بچے بھی ہاتھ اٹھاتے اور کہتے: الٰہی! ہمیں اپنا گھر عطا کر جس کے آگے نہر ہو۔“

اس خاتون کا شوہر ہنستا اور کہتا: ”اپنے گھر کی بات تو سمجھ میں آتی ہے لیکن یہ گھر کے آگے نہر ہونے کا کیا مطلب! اس صحرائی علاقے میں نہر کہاں سے آئے گی۔“

بیوی اسے جواب دیتی: ”آپ کو اس سے کیا غرض! یہ ہمارا اور اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہے۔ آپ بیچ میں مت آئیے۔ وہ تو کہتا ہے: مجھ سے مانگو، میں عطا کروں گا۔ ہم تو جو جی میں آئے گا، مانگیں گے اور بار بار مانگیں گے۔“

غرض وہ ہر روز اسی طرح بچوں کو اکٹھا کرتی، خود بھی دعا کرتی، ان سے بھی کرواتی۔

رمضان المبارک بیت گیا۔ ایک دن اُس خاتون کے شوہر نے ہنس کر کہا: ”اب بتاؤ۔ کہاں ہے تمہارا اپنا گھر! اور کہاں ہے وہ نہر!!“

خاتون نے بڑے یقین سے جواب دیا: ”اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارا گھر ضرور دے گا۔ وہ ہماری تمام مرادیں پوری کرے گا۔“

اس سے اگلا واقعہ وہ خاتون خود بیان کرتی ہے۔ وہ کہتی ہے: میں شوال کے چھ روزے رکھ کر فارغ ہوئی تھی کہ ایک روز بڑا عجیب واقعہ پیش آیا۔ میرے شوہر نمازِ عصر کے بعد مسجد سے نکل رہے تھے کہ ریاض کے ایک نہایت امیر آدمی نے ان کا راستہ روکا۔ میرے شوہر اسے جانتے تک نہ تھے۔

اس آدمی نے انہیں سلام کیا اور کہا: ”میرے پاس ایک گھر ہے۔ آدھے گھر میں تو میرے والد رہتے ہیں۔ گھر کا دوسرا نصف خالی پڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اور میری اولاد کو اپنے فضل و کرم سے بہت کچھ دیا ہے۔ ہمیں اس آدھے گھر کی ضرورت نہیں۔ آج میں اس ارادے سے نکلا تھا کہ نمازِ عصر کے بعد مسجد سے نکلنے والے پہلے آدمی کو میں وہ آدھا گھر دے دوں گا۔ یوں آپ سے ملاقات ہوئی۔ تو گزارش یہ ہے کہ میرا آدھا گھر آپ ہدیۃً قبول فرمائیے۔“

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلا قیمت مکان لیتے ہوئے ہمیں تردد ہوا۔ وہ صاحب کہنے لگے، اگر آپ کی تسلی قیمت دیے بغیر نہیں ہوتی تو جتنی رقم آپ آسانی سے دے سکتے ہیں، دے دیجیے۔

ہم نے ادھر ادھر سے کچھ رقم جمع کی جو کم وبیش 8 ہزار ریال بن گئے۔ وہ رقم ہم نے اس آدمی کے حوالے کر دی۔ اب ہم اس آدھے مکان کے مالک تھے۔ مکان ''ریاض'' کے ایک ماڈرن علاقے میں واقع تھا۔ سچ ہے کہ جو آدمی سچے دل سے اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی پکار ضرور سنتا ہے۔

لیکن ایک بات نے مجھے پریشان کر رکھا تھا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے جو گھر مانگا تھا اس کے آگے تو نہر ہونی تھی۔ مکان تو مل گیا پر اس کے آگے نہر نہیں تھی۔

میں نے ایک عالم دین سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ مجھ سے مانگو، میں تمہیں عطا کروں گا۔ میں نے اللہ سے نہر کنارے گھر مانگا تھا۔ گھر تو مل گیا۔ نہر نہیں ملی۔

ان عالم دین کو میری دعا اور میرے ایقان قبولیت پر بڑی حیرت ہوئی۔ انہوں نے دریافت کیا: اس وقت آپ کے گھر کے سامنے کیا ہے؟

میں نے کہا: اس وقت ہمارے گھر کے سامنے ایک خوب صورت مسجد ہے۔

عالم دین مسکرائے اور فرمایا: ''یہ نہر ہی تو ہے۔''

''حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ صحابہ کرام سے فرمایا: ''آدمی کا گھر نہر کنارے ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ بار غسل کرے تو کیا اس کے بدن پر میل کچیل باقی رہے گا؟''

صحابہ کرام نے جواب دیا: ''نہیں یا رسول اللہ! اس کے بدن پر میل کچیل باقی نہیں رہے گا۔''

فرمایا: ''یہی حال پانچ نمازوں کا ہے۔ ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹا ڈالتا ہے۔''

موقع منتديات مدينة الأحلام من قسم رمضان.

20- رسول اللہ ﷺ کی خاص دعا

سیدنا ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہر نبی کی ایک دعا ایسی ہوتی ہے جسے ضرور قبولیت حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ دعا وہ نبی جب چاہے کر سکتا ہے اور اسے اُس کی مطلوبہ شے عطا کر دی جاتی ہے۔ میں نے اپنی دعا سنبھال کے رکھ چھوڑی ہے کہ قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کروں گا۔''

صحيح مسلم، حديث: 199.

سیدنا ابوہریرہ ؓ کے علاوہ سیدنا انس بن مالک ؓ بھی یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہر نبی کو ایک مقبول دعا عطا کی گئی ہے۔ ہر نبی اپنے وقت میں یہ دعا مانگ چکا ہے اور وہ قبول کر لی گئی ہے۔ میں روزِ قیامت اپنی دعا امت کی شفاعت کے لیے مانگوں گا۔''

صحيح البخاري، حديث: 6305.

سیدنا ابوہریرہ ؓ سے مروی ایک اور حدیث کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہر نبی کی ایک دعا ہے جو اُس نے اپنی امت کے لیے مانگی۔ وہ دعا قبول کر لی گئی۔ میرا ارادہ ان شاء اللہ یہ ہے کہ میں نے اپنی دعا روزِ قیامت امت کی شفاعت کے لیے مؤخر کر دی ہے۔''

صحيح البخاري، حديث: 7474.

صحیح مسلم کی طویل روایت جو حدیث شفاعت کے نام سے مشہور ہے، اس میں اس طرح بیان کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا ہے:

قیامت کے روز جب لوگ سخت مصیبت میں مبتلا ہوں گے تو یکے بعد دیگرے مختلف انبیائے کرام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے: اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری سفارش کر دیجیے۔ انبیائے کرام یکے بعد دیگرے معذوری ظاہر کریں گے۔ آخر کار لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور سفارش کی درخواست کریں گے۔ اس کے بعد کیا ہوگا وہ اللہ کے رسول ﷺ کی زبانی ملاحظہ کیجیے۔

فرماتے ہیں: ''جب لوگ میرے پاس سفارش کے لیے آئیں گے تو میں کہوں گا کہ ہاں، میں سفارش کرتا ہوں۔ میں ان کے ہمراہ روانہ ہوں گا۔ بارگاہِ الٰہی میں پہنچ کر باریابی کی اجازت چاہوں گا۔ مجھے شرفِ باریابی بخشا جائے گا۔ میں رب تعالیٰ کے حضور کھڑے ہو کر ایسے الفاظ میں اُس کی حمد کروں گا جو میں اس وقت بیان نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ مجھے وہ الفاظ موقع پر الہام کرے گا۔

پھر میں سجدے میں گر پڑوں گا۔ مجھ سے کہا جائے گا: اے محمد! سر اٹھائیے، کہیے، آپ کی بات سنی جائے گی۔ جو مانگنا ہے مانگیے، آپ کو عطا کیا جائے گا۔ سفارش کیجیے، آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا: میرے رب! میری امت، میری امت۔ فرمایا جائے گا: جائیے، جس کے قلب میں دانۂ گندم یا دانۂ جو کے برابر ایمان ہے اُسے جہنم سے نکال لائیے۔ میں جاؤں گا اور ایسے تمام افراد کو جہنم سے نکال لاؤں گا۔

دوبارہ حاضرِ خدمت ہوں گا۔ انہی الفاظ میں رب تعالیٰ کی حمد کروں گا اور سجدے میں گر پڑوں گا۔ مجھ سے دوبارہ کہا جائے گا: اے محمد! سر اٹھائیے۔ کہیے، آپ کی بات سنی جائے گی۔ مانگیے، آپ کو عطا کیا جائے گا۔ سفارش کیجیے، آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔

قرآنی دعا

رَبَّنَآ اَخۡرِجۡنَا مِنۡ هٰذِهِ الۡقَرۡيَةِ الظَّالِمِ اَهۡلُهَا ۚ وَاجۡعَلۡ لَّنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ وَلِيًّا ۙۚ وَّاجۡعَلۡ لَّنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ نَصِيۡرًا ﴿75﴾

النساء

میں دوبارہ عرض کروں گا: اے اللہ! میری امت، میری امت۔ مجھ سے فرمایا جائے گا جائیے، جس کے دل میں رائی برابر ایمان ہے اُسے جہنم سے نکال لائیے۔ میں جاؤں گا اور ایسے تمام افراد کو جہنم سے نکال لاؤں گا۔

تیسری بار رب تعالیٰ کی خدمت میں جاؤں گا۔ انہی الفاظ میں اس کی حمد کروں گا۔ سجدے میں گر پڑوں گا۔ پھر سے فرمایا جائے گا: اے محمد! سر اٹھائیے۔ کہیے، آپ کی بات سنی جائے گی۔ مانگیے، آپ کو عطا کیا جائے گا۔ سفارش کیجیے، آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔

میں پھر سے عرض کروں گا: اے میرے رب! میری امت، میری امت۔ مجھ سے فرمایا جائے گا: جائیے، جس کے دل میں ادنیٰ ترین دانۂ رائی کے بقدر ایمان ہے اُسے بھی جہنم سے نکال لائیے۔ میں جاؤں گا اور ایسے تمام افراد کو جہنم سے نکال لاؤں گا۔''

صحیح مسلم، حدیث: 193.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

21- میں تمہیں کیسے قتل کرتا؟!

ایک عرب مسلمان لڑکی لندن میں زیر تعلیم تھی۔ ایک مرتبہ وہ اپنی سہیلی کے ہاں ایک تقریب میں گئی۔ کوشش کے باوجود وہ وہاں سے جلدی نہ نکل سکی۔ جب وہ اس فنکشن سے فارغ ہوکر نکلی تو رات آدھی سے زیادہ بیت چکی تھی۔ اس کا گھر کافی دور تھا۔ سب سے جلدی گھر پہنچنے کا ذریعہ زیر زمین چلنے والی ٹرین تھی۔ لیکن برطانیہ میں دشواری یہ ہے کہ آدھی رات کے بعد ٹرینوں میں اور سٹیشنوں پر بہت سے جرائم پیشہ افراد ہوتے ہیں۔ آئے روز ٹی وی چینلز اور اخبارات میں یہاں ہونے والی وارداتوں کا تذکرہ موجود ہوتا ہے۔

بہت ہی زیادہ دیر ہو چکی تھی۔ بس کافی وقت لے سکتی تھی۔ لڑکی نے بہت سے خدشات و خطرات کے باوجود ٹرین میں جانے کا فیصلہ کرلیا۔ یہ بات پیش نظر رہے کہ یہ لڑکی دین دار نہیں بلکہ بہت آزاد خیال اور لبرل تھی۔ جب وہ سٹیشن پر پہنچی تو یہ دیکھ کر اس کے جسم میں خوف کی ایک سرد لہر دوڑ گئی کہ سٹیشن بالکل سنسان ہے صرف ایک شخص کھڑا ہے جو اپنے حلیے سے ہی جرائم پیشہ لگتا تھا۔ وہ انتہائی خوفزدہ ہوگئی۔ پھر اس نے ہمت کی، خود کو سنبھالا، قرآن مجید پڑھنا شروع کر دیا اور اسے جو کچھ زبانی یاد تھا جسے وہ ایک عرصے

سے بھولی ہوئی تھی، سب کچھ پڑھ ڈالا۔ اتنے میں ٹرین آئی اور وہ اس میں سوار ہو کر بخیریت اپنے گھر پہنچ گئی۔ اگلے دن کا اخبار دیکھ کر وہ چونک اٹھی۔ اسی اسٹیشن پر اس کے روانہ ہونے کے تھوڑی دیر بعد ایک نوجوان لڑکی کا قتل ہوا اور قاتل گرفتار بھی ہو گیا۔ وہ پولیس اسٹیشن گئی۔ پولیس والوں کو بتایا کہ قتل سے کچھ دیر پہلے وہ اس اسٹیشن پر موجود تھی۔ میں قاتل کو پہچانتی ہوں۔ اس سے کچھ سوال وجواب کرنا چاہتی ہوں۔ جب وہ مجرم کے سیل کے سامنے پہنچی تو اس سے پوچھا: کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ اس نے جواب دیا: ہاں! پہچانتا ہوں۔ رات کو تم بھی اس اسٹیشن پر آئی تھیں۔ لڑکی نے پوچھا: پھر تم نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ وہ کہنے لگا: میں تمہیں کیسے نقصان پہنچاتا؟! تمہارے پیچھے تو دو انتہائی صحت منداور مضبوط باڈی گارڈ کھڑے تھے۔ یہ سن کر لڑکی واپس آگئی۔ واپسی پر لڑکی تشکر اور احسان مندی کے جذبات سے مغلوب تھی اور اللہ تعالی کی مدد اور نصرت پر اس کا بھروسہ مزید بڑھ گیا تھا۔

اگر ہم اپنے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اللہ کو پکاریں اور اللہ کی تائید ونصرت پر بھروسہ رکھیں تو ہم اللہ کی رحمت سے کبھی محروم نہیں رہیں گے۔

لندن ریلوے اسٹیشن کے سب وے کا ایک منظر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

22- بصارت اور بصیرت

کئی برس پہلے کی بات ہے ایک علاقے میں بھوک، افلاس اور بیماری کا دور دورہ تھا۔ اسی دوران ایک بچے کو چیچک کی بیماری نے آلیا۔ چیچک کی بیماری اس دور میں وبا کی صورت اختیار کر جاتی تھی اور اس کا علاج ممکن نہیں تھا۔ بچے کے والدین سوائے صبر کے اور کچھ نہیں کر سکتے تھے۔

ایک روز ماں یہ دیکھ کر بے حد پریشان اور غمزدہ ہوئی کہ اس کا بچہ چلتے ہوئے دیواریں ٹٹول رہا ہے۔ اُس نے جان لیا کہ چیچک کے بداثرات سے اُس کے لختِ جگر کی آنکھیں چلی گئی ہیں۔ وہ بڑی صحیح العقیدہ اور نیک عورت تھی۔ اس کا ایمان باللہ بہت راسخ تھا۔ وہ روئی نہ چلائی، نہ غصہ کیا۔ اللہ کی حمد و ثنا کی، وضو کیا اور مصلے پر جا کھڑی ہوئی۔ نہایت خشوع وخضوع سے دو رکعتیں پڑھیں اور گڑگڑا کر دعا کی: اے اللہ! تو نے اسے بصارت سے محروم کر دیا، لیکن اے میرے مالک! اس کی بصیرت کو اندھا نہ کرنا، یا اللہ! اسے دین کی سمجھ عطا فرمانا اور حافظ قرآن بنانا۔ اس نے رو رو کر اپنے لختِ جگر کے لیے دعا مانگی۔

وہ چیچک زدہ بچہ اس صابر وشاکر ماں کی گود میں پلا بڑھا۔ اس نے آٹھ نو برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ حفظ قرآن کے بعد وہ حفظ حدیث اور دینی تعلیم کی طرف متوجہ ہوا۔ فقہ وسیرت کی کتابیں یاد کیں۔ تفاسیر قرآن ازبر کیں۔ یوں وہ نابینا بچہ بڑا عالم دین بنا۔ اس کی شادی ہوئی۔ چار بچے ہوئے اور چاروں حافظ قرآن تھے۔ ایک بچہ بہت بڑا عالم دین بنا۔ اس طرح اسے آنکھوں والوں سے بڑھ کر سعادت نصیب ہوئی۔

من کتاب "لاتیئس" بتصرف۔

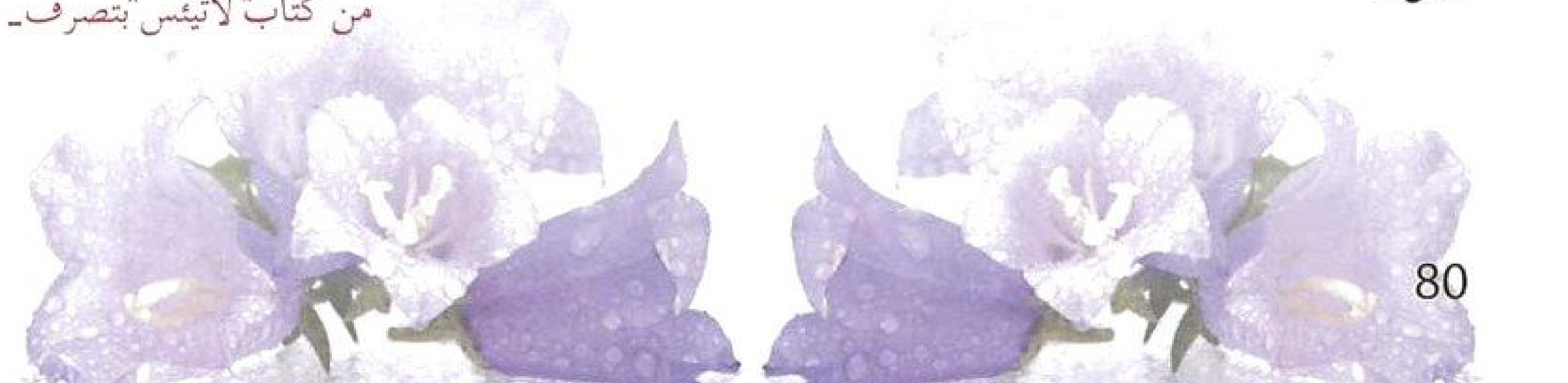

23- اعتراف گناہ سے بارش

ایک مرتبہ اہل دمشق نماز استسقا کے لیے نکلے۔ ان میں بلال بن سعد بھی تھے۔ وہ لوگوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگے: کیا آپ لوگ اپنے گناہوں کا اعتراف نہیں کریں گے۔ لوگوں نے جواب دیا کیوں نہیں؟ پھر بلال بن سعد کہنے لگے: اے اللہ! آپ نے خود فرمایا ہے:

﴿ مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِنْ سَبِيلٍ ط ﴾

''نیکوکاروں کے خلاف الزام کی کوئی راہ نہیں''

(التوبة:91)

ہم اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں۔ ہمیں معاف فرما اور بارش عطا فرما، چنانچہ اسی دن بارش ہوگئی۔

اندلس کے اموی خلیفہ عبدالرحمٰن الناصر کے آخری دور میں ایک مرتبہ شدید قحط سالی ہوگئی۔ قرطبہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے قاضی منذر بن سعید نے لوگوں کو نماز استسقا پڑھنے کی ترغیب دی۔ یہ بہت بڑے عالم اور بے مثال خطیب تھے۔ منذر بن سعید نے کئی دن روزہ رکھ کر خود کو اس مقصد کے لیے خاص طور پر تیار کیا۔ لوگ وقت مقررہ پر ایک کھلے میدان میں جمع ہو گئے۔ خلیفہ الناصر لوگوں سے خطاب کرنے کے لیے منبر پر بیٹھ گئے۔ خلاف معمول منذر بن سعید نہ پہنچے۔ پھر وہ انتہائی عاجزی وانکساری سے چلتے ہوئے اس میدان میں حاضر ہوئے۔ لوگوں سے مخاطب ہونے کے لیے کھڑے ہوئے۔ السلام علیکم کہنے کے بعد کافی دیر تک کچھ نہ بول سکے۔ حالانکہ یہ ان کی عادت نہیں تھی۔ لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف حیرت بھری نظروں سے دیکھا کہ کیا ماجرا ہے؟ پھر انہوں نے ہمت کر کے کلام شروع کیا۔ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر رحمت کو واجب کر لیا ہے۔ اپنے رب سے بخشش مانگو اور اس کی طرف رجوع کرو۔ اعمال صالحہ کر کے اس کا قرب حاصل کرو۔ ان کا یہ انداز اور باتیں سن کر لوگوں پر رقت طاری ہو گئی۔ پھر سب نے مل کر انتہائی عاجزی وانکساری سے دعا کی چنانچہ اسی روز غروب آفتاب سے پہلے ہی موسلا دھار بارش برسنے لگی۔

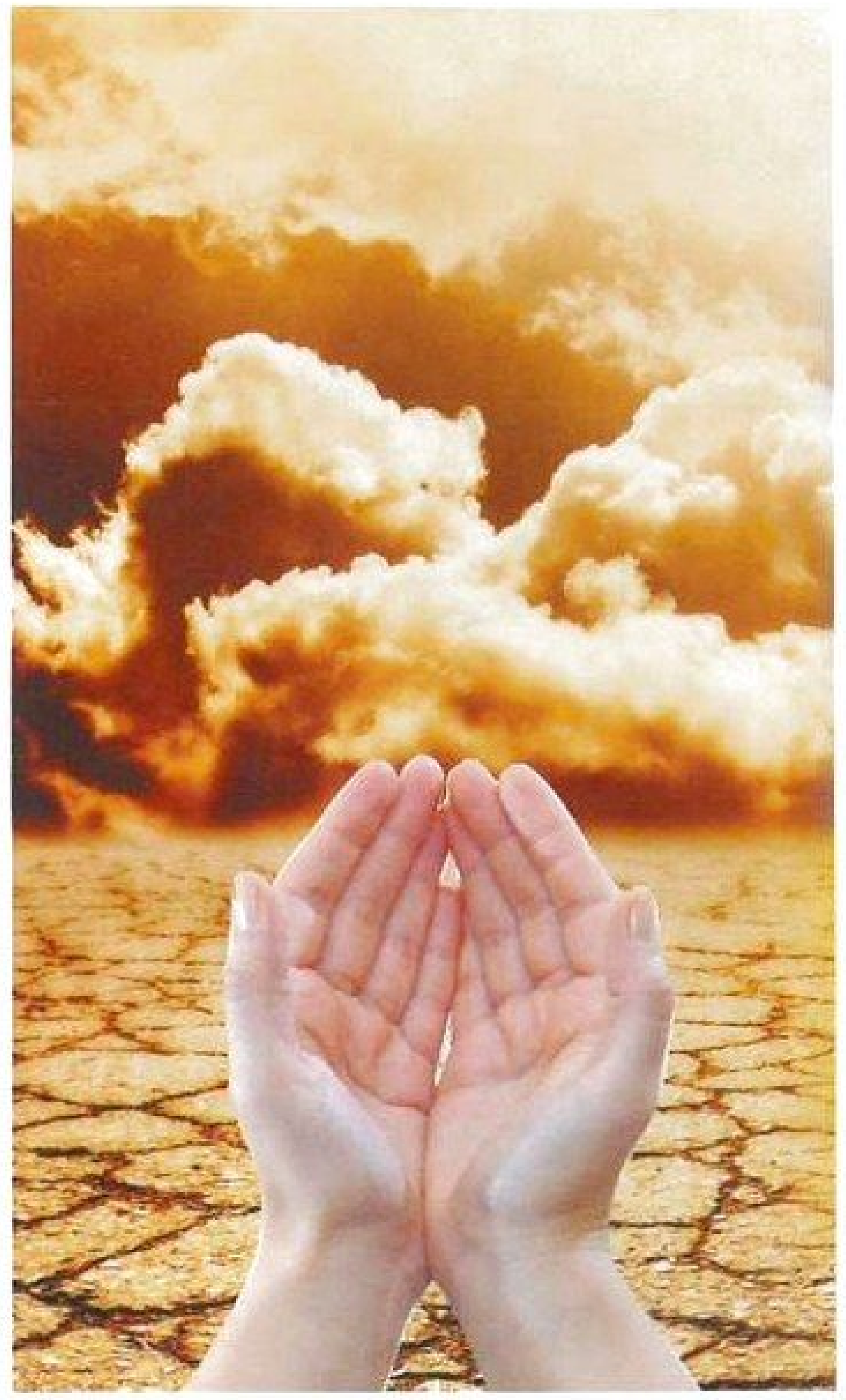

لوگوں کو غور کرنا چاہیے کہ آج ان کی دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں۔ وہ بارش کے لیے التجائیں کرتے ہیں۔ لیکن انہیں پذیرائی نہیں ملتی۔

نزهة الفضلاء: 289/1

24- اے موت! مرحبا

یہ ایک نیک صالحہ لڑکی کی کہانی ہے۔ جس نے انتہائی مثالی ماحول میں پرورش پائی۔ نیکی اور تقویٰ ہی اس کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ وہ اپنے ہر قول وفعل کے لیے خود کو اللہ کے سامنے جوابدہ تصور کرتی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسی جیسا نیک صالح خاوند اسے عطا کر دیا۔ شادی کے بعد وہ اپنے خاوند کے ساتھ خوش وخرم زندگی بسر کرنے لگی۔ ملازمت کے سلسلے میں اسے اپنے خاوند کے ساتھ ایک چھوٹے سے شہر میں منتقل ہونا پڑا۔ زندگی پرسکون انداز میں اپنی رفتار سے چلتی رہی یہاں تک کہ اس کے پہلے بچے کی ولادت کا وقت آ پہنچا۔ جوں جوں ولادت کا لمحہ قریب آنے لگا اس کی تکلیف بڑھتی چلی گئی۔

ڈاکٹر نے بتایا کہ اس عورت کے ہاں نارمل طریقے سے بچے کی ولادت نہیں ہو سکتی۔ آپریشن ناگزیر ہے۔ وہ اسے آپریشن کے لیے اس شہر کے اکلوتے ہسپتال میں لے گیا۔ ہسپتال کی انتظامیہ نے بتایا کہ چار دن سے پہلے آپریشن کے لیے لیڈی ڈاکٹر میسر نہیں آ سکتی۔ اگر آپ اس سے پہلے آپریشن کروانا چاہتے ہیں تو مرد ڈاکٹر سے کروانا پڑے گا۔ خاتون کی حالت بگڑ رہی تھی چار دن تک انتظار نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اتنی تاخیر جان لیوا ہو سکتی تھی۔ اس کا خاوند اس کی جان بچانے کے لیے آپریشن کروانے پر آمادہ تھا لیکن جب اس خاتون کو پتا چلا تو اس نے تقریباً چیختے ہوئے کہا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

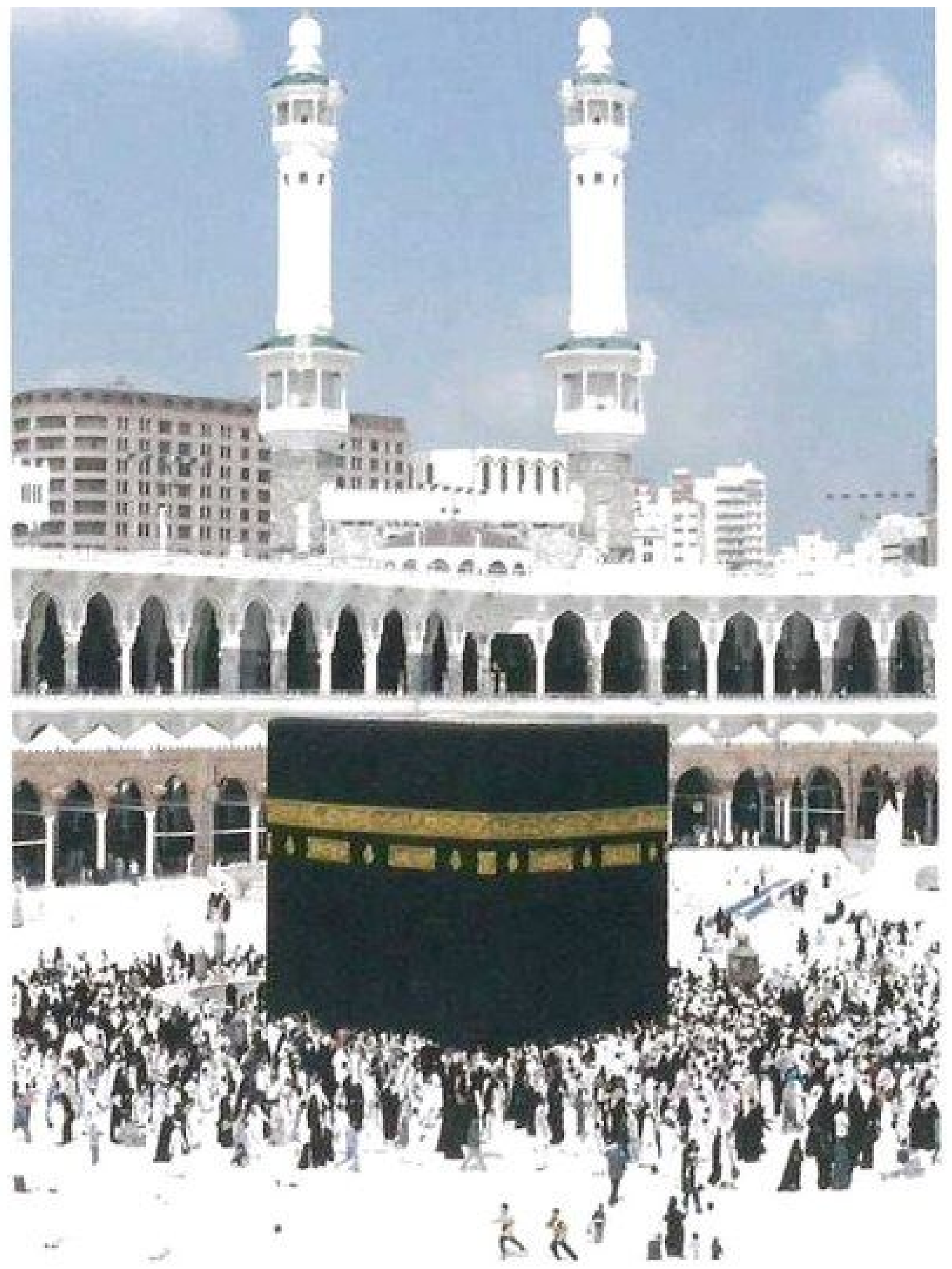

وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ

'وَاللّٰهِ لَا يَكُونُ هَذَا أَبَدًا!' ''اللہ کی قسم! ایسا کبھی نہیں ہوسکتا''۔

ایک غیر محرم مرد کے ذریعہ میرے بچے کی ولادت۔ کاش میں اس سے پہلے مرچکی ہوتی۔ کاش میری ماں نے مجھے جنا ہی نہ ہوتا۔

اس کے خاوند نے بڑے نرم لہجے میں اسے کہا: میری پیاری بیوی! سمجھنے کی کوشش کرو۔ میری غیرت بھی یہ گوارا نہیں کرتی کہ غیر محرم مرد تمہارا آپریشن کرے۔ لیکن یہاں زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ تمہیں پتا ہے کہ ایسی صورت میں بہت سی مکروہات جائز ہوجاتی ہیں۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا: ہم میں سے کسی نے ہمیشہ یہاں نہیں رہنا۔ اگر میری موت اسی طرح لکھی ہے تو میں اسے خوش آمدید کہتی ہوں اور اسے بخوشی گلے لگانے کے لیے تیار ہوں۔ کیا آپ کو رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان نہیں پہنچا:

'وَالْمَرْأَةُ تَمُوتُ فِي نِفَاسِهَا شَهَادَةٌ'

''عورت اگر نفاس کے دوران فوت ہوجائے تو یہ شہادت کی موت ہے۔''

الأحاديث المختارة، للضياء المقدسي: 3/302۔

اور آپ ﷺ کا ہی ارشاد گرامی ہے:

'مَنْ تَرَكَ لِلَّهِ شَيْئًا عَوَّضَهُ اللَّهُ خَيْرًا مِنْهُ'

''اور جو شخص اللہ کے لیے کوئی چیز چھوڑ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اس کا بہتر عوض عطا فرمادیتے ہیں''۔

رواه البيهقي في شعب الإيمان، حديث:5749۔

بیوی کے اصرار پر خاوند نے اسے ہسپتال سے گھر منتقل کر دیا۔ انتہائی حیرت کی بات تھی جیسے ہی اسے گھر منتقل کیا گیا اس کی تکلیف کم ہونا شروع ہوگئی اور پھر نارمل طریقے سے بغیر آپریشن کے بچے کی ولادت ہوگئی۔ دونوں نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا۔ بعد میں دونوں میاں بیوی اس واقعہ کو یاد کر کے خوب محظوظ ہوتے اور بیوی کہتی: میں نے آپ سے کہا تھا نا:

'مَنْ تَرَكَ لِلَّهِ شَيْئًا عَوَّضَهُ اللَّهُ خَيْرًا مِنْهُ'

''جو اللہ کے لیے کسی چیز کو چھوڑ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا بہتر عوض عطا فرماتے ہیں۔''

قرآنی دعا

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ⑤

الممتحنة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

25- خانہ کعبہ کی ہمسائیگی میں بینائی کی واپسی

ایک خاتون جس کی عمر 27 برس تھی۔ ایک حادثے کی وجہ سے اس کی بینائی جاتی رہی۔ اچھے سے اچھے ہسپتال میں اس کا علاج ہوا لیکن کوئی افاقہ نہ ہوا۔ وہ خاتون ایک ہسپتال سے دوسرے ہسپتال منتقل ہوتی رہی لیکن ہر جگہ سے مایوس لوٹنا پڑا۔ اللہ کے کسی نیک بندے نے ان سے کہا: آپ لوگ یوں مارے مارے پھر رہے ہیں اس دربار سے کیوں رجوع نہیں کرتے جہاں سے کوئی ناکام نہیں لوٹتا۔ آپ مکہ مکرمہ جائیں عمرہ کریں۔ زمزم پییں اور اللہ سے دعا کریں کہ وہ خاتون کی بینائی لوٹا دے۔ یہ بات اس خاتون کے دل کو لگی اور فوراً اس کے لیے تیار ہوگئی۔

اس نے خانہ کعبہ میں جی بھر کر دعائیں اور التجائیں کی۔ اس خاتون کے ایک قریبی عزیز نے بتایا کہ ایک دن وہ بیت اللہ کا طواف کر رہی تھی۔ طواف کے دوران وہ گر گئی۔ جب اس نے اپنے حواس پر قابو پایا اور کھڑی ہوئی تو بیت اللہ اس کی نظروں کے سامنے تھا۔ اس کے عزیز و اقارب بھی اسے نظر آنے لگے۔ اللہ تعالی نے اس کی التجاؤں کو قبول کر لیا تھا۔

قارئین کرام! آج اگر ہم بھی خلوص نیت اور سچے دل سے اللہ سے التجا کریں تو وہ ہماری التجا کو ضرور سنتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ ہم خود کو اس قابل بنائیں۔

خندق کے مقام پر سبعہ مساجد کی ایک نادر تصویر

26- غزوۂ خندق میں دعائے نبوی

غزوۂ خندق کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے یوں دعا فرمائی تھی:

'اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ، سَرِيعَ الْحِسَابِ، اِهْزِمِ الْأَحْزَابَ، اِهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ'

''اے اللہ! اے کتاب کے نازل کرنے والے! اے جلد حساب لینے والے! ان لشکروں کو شکست سے دوچار کر اور انہیں ہلا کر رکھ دے۔''

صحيح البخاري، حديث: 6392.

آپ کی دعائے مبارک کے نتیجے میں اللہ تعالی نے زوردار آندھی بھیج دی۔ طوفانی ہوا نے مشرکین کے خیمے اکھاڑ پھینکے، برتن اڑا دیے، مال مویشی بھگا دیے۔ چولہے جلنے ناممکن ہوگئے۔ سکون واطمینان ختم ہوگیا۔ آخر وہ بری طرح ناکام ہو کر واپس چلے گئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے حسب ذیل آیت قرآنی میں اسی غیر معمولی واقعے کا ذکر کیا ہے:

''اے ایمان والو! اپنے اوپر اللہ کا احسان یاد کرو، جب تمہیں (کافروں کے) لشکروں نے آلیا تھا، پھر ہم نے اُن پر آندھی اور (فرشتوں کے) لشکر بھیجے جنھیں تم نے نہیں دیکھا، اور تم جو عمل کرتے ہو، اللہ اسے خوب دیکھ رہا ہے۔''

آل عمران 3: 156 .

رسول اللہ ﷺ اس بیش بہا نعمت الٰہی کو اکثر یاد کیا کرتے اور کہا کرتے تھے:

'لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهُ، صَدَقَ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَأَعَزَّ جُنْدَهُ، وَغَلَبَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ، فَلَا شَيْءَ بَعْدَهُ'

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اُس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا۔ اپنے بندے کی مدد کی۔ [1] اپنے لشکر کو غالب کیا۔ اُن لشکروں کو تنہا بھگا دیا۔ سو اُس کے بعد کچھ نہیں۔'' [2]

[1] سنن أبي داود، حديث: 4547. [2] صحيح البخاري، حديث: 4114.

قرآنی دعا

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿85﴾ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿86﴾ يونس

27- اور اللہ تعالیٰ نے بینائی لوٹا دی

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کی بینائی بچپن میں جاتی رہی۔ ان کی والدہ نے اللہ تعالیٰ سے بڑی دعائیں اور التجائیں کیں: اے اللہ! میرے بیٹے کی بینائی واپس لوٹا دے۔ ایک رات ان کی والدہ نے خواب میں دیکھا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام فرما رہے تھے: اے اللہ کی نیک بندی! اللہ تعالیٰ نے تمہاری التجائیں قبول کرتے ہوئے تمہارے بیٹے کی بینائی لوٹا دی ہے۔ جب صبح ہوئی تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ نے دیکھا کہ ان کے بیٹے کی بینائی ٹھیک ہو چکی تھی۔

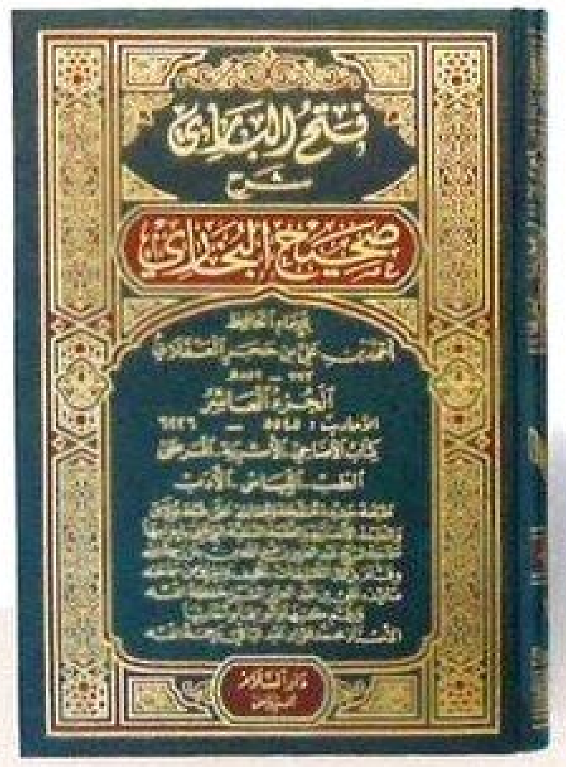

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے حدیث کی حفاظت اور دفاع کے لیے مختص کیا تھا۔ انہوں نے حدیث کی ایک ایسی کتاب مرتب کی جس کے بارے میں امت کا اجماع ہے کہ وہ:

"أَصَحُّ الْكُتُبِ بَعْدَ كِتَابِ اللّٰهِ"

''قرآن مجید کے بعد صحیح ترین کتاب ہے''۔

امام بخاری کا حافظہ غیر معمولی تھا۔ بچپن سے ہی آپ علم حدیث سیکھنے میں مشغول ہو گئے۔ ابھی آپ کی عمر دس سال نہیں ہوئی تھی کہ آپ بڑے بڑے اساتذہ کے علمی حلقوں میں بیٹھتے اور وہ ان کے علم وفضل کا اعتراف کرتے۔ اہل علم سے جب کسی مسئلے میں ان کا اختلاف ہوتا تو تحقیق کرنے پر امام بخاری کی بات ہی درست نکلتی تھی۔

تهذيب الكمال: ١١٦٩-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

28- مؤمنین کے لیے انمول دعائیں

یحیی بن عمر تمیمی معروف محدث سفیان بن عیینہ کے قریبی ساتھی تھے۔ ایک مرتبہ وہ جہاد کے لیے نکلے اور اپنی ساری جمع شدہ پونجی اس راہ میں خرچ کر ڈالی۔ جب یہ اپنی اس مہم سے واپس آئے تو ان کی ملاقات سفیان بن عیینہ سے ہوئی۔ سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہا: آپ نے جو کچھ خرچ کر دیا ہے آپ کے دل میں اس بارے میں کوئی ملال نہیں ہونا چاہیے۔ آپ نے بہت عظیم کام کیا ہے۔ آپ کو پتا ہے کن کن ہستیوں نے آپ کے لیے دعا کی ہے؟

یحیی کہتے ہیں: میں نے تعجب سے پوچھا: کن کن ہستیوں نے میرے لیے دعا کی ہے؟

سفیان بن عیینہ نے فرمایا: آپ کے لیے عرش کو اٹھانے والے فرشتوں نے دعا کی ہے۔ میں نے تعجب سے پوچھا: وہ کیسے؟ سفیان کہنے لگے: آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں پڑھا:

﴿ الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا ﴾

”وہ فرشتے جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے ارد گرد ہیں وہ اپنے رب کی تسبیح اور حمد بیان کرتے ہیں۔ وہ اس پر ایمان بھی رکھتے ہیں اور ایمان داروں کے لیے بخشش کی دعا بھی کرتے ہیں۔“

المؤمن: 7

اسی پر بس نہیں سیدنا نوح علیہ السلام نے بھی آپ کے لیے دعا کی ہے۔ میں نے حیرت سے پوچھا: وہ کیسے؟ سفیان بن عیینہ نے فرمایا: کیا آپ نے قرآن کریم میں نہیں پڑھا:

﴿ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ﴾

”اے میرے رب! مجھے، میرے والدین اور جو مومن میرے گھر میں داخل ہوئے ہیں انہیں معاف فرما اور سب مومنین اور مومنات کو بھی معاف فرما“۔

نوح: 28

یہ سلسلہ یہاں نہیں رکتا بلکہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بھی آپ کے لیے دعا کی ہے۔ میں نے پرتجسس لہجے میں کہا: وہ کیسے؟

سفیان بن عیینہ نے کہا: کیا آپ نے کتاب اللہ میں نہیں پڑھا؟:

﴿ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ﴾

”اے میرے رب! حساب والے دن مجھے، میرے والدین اور مومنین کو معاف فرمانا“۔

إبراهيم: 41

میرا تجسس مزید بڑھ گیا۔ میں نے پوچھا کیا محمد ﷺ نے بھی مومنین کے لیے دعا کی ہے؟ سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ تو اپنی امت کی لیے سب سے زیادہ مشفق ومہربان تھے۔ بھلا آپ ﷺ اپنی امت کے مومنین کو کیسے نظر انداز کرتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ﴾

”(اے میرے نبی!) اپنے لیے اور مومنین و مومنات کے گناہوں کے لیے معافی طلب کیجئے“۔

محمد 47: 19

رواه أبو نعيم الأصبهاني في الحلية: 7/ 279

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

29- انقلابی تبدیلی

ایک امام مسجد نے مجھے بتایا: ایک دن میرے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: میرے بیٹے نے عجیب وغریب بہکی بہکی باتیں کرنی شروع کردی ہیں۔ شاید کسی نے اس پر جادو کردیا ہے یا جنات کا سایہ ہے۔ مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آرہا۔ میں نے کہا: آپ اسے میرے پاس بھیجیں۔ دیکھتے ہیں مسئلہ کیا ہے۔

جب وہ لڑکا میرے پاس آیا تو میں نے ملاحظہ کیا کہ وہ ایک نوعمر لڑکا ہے۔ میں نے انتہائی مشفقانہ انداز میں بات چیت شروع کی تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ اس نے بتایا: میں نے ایک ایسے گھر میں آنکھ کھولی اور پرورش پائی جہاں کے باسیوں کو دین سے کوئی سروکار نہیں۔ نماز، نہ روزہ، تلاوت نہ دیگر عبادات۔ ہم سرتاپا لغویات اور گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ میرے والد نے کبھی نماز نہیں پڑھی۔ کبھی کبھار بادل نخواستہ جمعہ کی نماز پڑھ لیتا ہے۔

میں نے اسے اپنے والد کے ساتھ احسان کرنے کی تلقین کی۔ میں نے اسے بتایا: تمہارا اپنے والد پر سب سے بڑا احسان یہ ہوگا کہ تم رات کی تنہائیوں میں اپنے اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوکر اپنے والد کی ہدایت کے لیے دعا کرو۔ لڑکے نے بہت ذوق وشوق سے یہ کام شروع کردیا۔ جب سارے گھر والے خواب غفلت میں پڑے ہوتے یہ اٹھ کر وضو کرتا۔ نماز تہجد ادا کرتا اور اللہ کے حضور گڑگڑا کر دعائیں کررہا ہوتا۔ یہ سلسلہ کئی دنوں تک چلتا رہا۔ ایک دن اتفاق سے اس کا والد کہیں سفر پر گیا

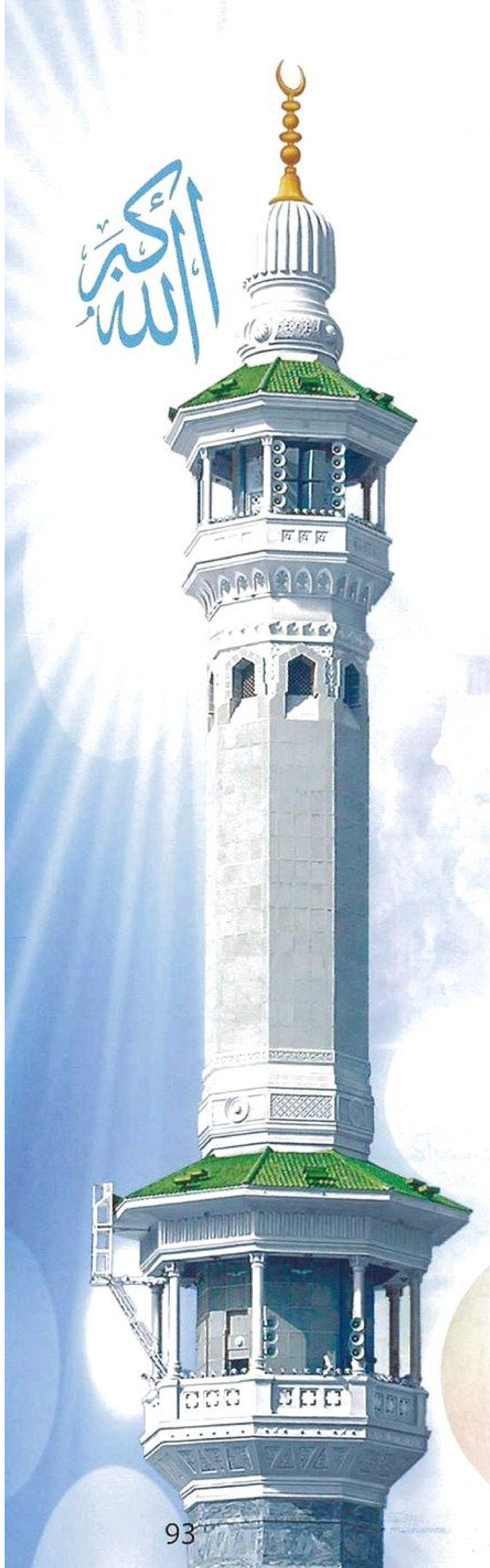

ہوا تھا۔ وہ رات کو تاخیر سے لوٹا تو اسے یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ اس کا بیٹا ایک تاریک کمرے میں اللہ سے دعا کررہا تھا۔ اس نے قریب جاکر سنا وہ کہہ رہا تھا:

’يَا رَبِّ اهْدِ وَالِدِي‘

’’اے میرے رب! میرے والد کو ہدایت نصیب فرما‘‘۔

’يَا رَبِّ! افْتَحْ عَلٰى قَلْبِهِ
وَلَا تَجْعَلْهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ‘

’’اے میرے رب! اس کے دل کو دین کے لیے کھول دے اور اسے اہل جہنم میں سے نہ کرنا‘‘۔

باپ حیرت واستعجاب کی تصویر بنا کچھ دیر کھڑا رہا...... پھر وہ باتھ روم میں گیا، غسل کیا اور اپنے بیٹے کے پیچھے نماز پڑھنے لگا۔ اپنے گناہوں کی معافی مانگی اور آئندہ سے اپنی اس روش کو بدلنے کا عہد کیا۔ اپنے بیٹے کا ذوق عبادت دیکھ کر وہ حسرت وندامت سے زاروقطار رونے لگا۔ اس طرح یہ چھوٹا سا لڑکا اپنے والد اور سارے خاندان کی ہدایت کا باعث بن گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

30- اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے آپریشن کیجیے

شفا اللہ تعالیٰ ہی عطا کرتا ہے۔ ہم اکثر یہ الفاظ دہراتے ہیں۔ قرآن مجید کی یہ آیت بھی عموماً ہسپتالوں اور دیگر جگہوں پر آویزاں ہوتی ہے:

﴿وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ﴾

''جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا عطا کرتا ہے''۔

الشعراء: 80

لیکن اس کا صحیح مفہوم مجھے ایک نومولود بچے کے والد نے سمجھایا۔ اس کے پختہ ایمان اور اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ نے مجھے جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ ایک ڈاکٹر بیان کرتا ہے:

میرے سامنے ایک معصوم بچہ تھا۔ جس کی عمر نو دن تھی۔ لیکن اس معصوم کو کئی امراض لاحق تھے۔ مگر سب سے خطرناک بات یہ تھی کہ اس کے دل میں سوراخ تھا اور اس کے دل کی کیفیت ایسی تھی کہ فوری آپریشن کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ اتنے معصوم بچے کے دل کا آپریشن...... یہ تصور ہی بندے کو لرزا دینے کے لیے کافی تھا۔ اس بات کے امکانات بہت زیادہ تھے کہ اس طرح کا آپریشن بچے کے لیے جان لیوا ثابت ہوگا۔ ایسے نوزائیدہ بچے کے دل کے آپریشن کے بارے میں سوچتے ہی ایک گھبراہٹ سی طاری ہوجاتی تھی۔ لیکن جب بچے کے والد سے میری بات ہوئی تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ وہ بہت پر اعتماد لہجے میں کہنے لگا: کیا آپ کو اس بات کا ڈر ہے کہ بچہ فوت ہوجائے گا، آپ کے ہاں فوت ہونے والے مریضوں کی فہرست میں ایک نام کا اضافہ ہوجائے گا، آپ کے کیریئر پر حرف آئے گا؟۔ میں نے

کہا: ایسی کوئی بات نہیں۔ وہ کہنے لگا: پھر آپ اللہ کا نام لے کر آپریشن شروع کیجیے۔ شفا آپ کے ہاتھ میں ہے نہ میرے ہاتھ میں؛ اگر اس کی زندگی ہے تو یہ ضرور زندہ رہے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اس کی زندگی اتنی ہی رکھی ہے تو دنیا کا کوئی آپریشن یا علاج اسے زندگی نہیں دے سکتا:

﴿فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴾

''جب ان کی موت کا مقررہ وقت آجاتا ہے تو وہ ایک گھڑی بھی آگے پیچھے نہیں ہوسکتی''۔

الأعراف: 34

یہ کلمات میرے دل میں تیر کی طرح لگے۔ میری کیفیت ایسے تھی جیسے کوئی شخص خواب غفلت سے ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھا ہو۔ میں نے کہا: واللہ! آپ نے سچ کہا ہے۔ میں شفا دینے والا کون ہوتا ہوں۔ ہم ڈاکٹر تو محض ایک ذریعہ ہیں۔ پھر میں یہ ذریعہ بننے میں کیوں بخل سے کام لوں۔ ہوگا وہی جو اللہ تعالیٰ نے اس نوزائیدہ بچے کے لیے طے کر رکھا ہے۔ آپ جانتے ہیں پھر کیا ہوا؟ میں نے اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور بھروسہ کرتے ہوئے آپریشن شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک ایسے مشن میں کامیابی دی جس کے امکانات نہ ہونے کے برابر تھے۔ اب اس بچے کو گھر کے باغیچے میں کھیلتا دیکھ کر اس آیت پر میرا ایمان مزید پختہ ہوجاتا ہے:

﴿وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ﴾

''جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے''

الشعراء: 80

اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے کہ جب انسان کی ہڈیاں بھی خاک ہوجاتی ہیں وہ اسے دوبارہ زندہ کرتا ہے۔ تمام امور کی چابیاں اسی کے مبارک ہاتھ میں ہیں۔ انسان کس قدر عاجز اور تنگ نظر ہے وہ صرف اسباب کے بارے میں سوچتا ہے اور مسبب الاسباب کو بھول جاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

31- تمہارے جیسے بے بس انسان سے کیا مانگوں

سمرقند اسکوائر کی ایک تصویر

ابوغیاث اپنے وقت کے بہت بڑے عالم دین، عابد اور زاہد تھے۔ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ بجا لانے والے اور دنیا کے کسی حکمران سے نہ ڈرنے والے تھے۔ وہ کثرت سے دعائیں مانگتے اور ہر مرحلہ پر اپنے رب سے مدد طلب کرتے تھے۔ بخارا شہر کے رہنے والے ابوغیاث ایک دن اپنے بھائی سے ملنے جا رہے تھے۔ راستے میں ان کا سامنا بخارا کے گورنر نصر بن احمد کے بعض غلاموں سے ہوگیا۔ وہ گورنر کی ایک پرشکوہ دعوت کے انتظامات میں مصروف تھے۔ ابوغیاث نے خود کلامی کے انداز میں کہا: اگر تم نے آج بھی حق گوئی کا موقع ضائع کر دیا تو تم بھی ان کی زیادتیوں میں شریک سمجھے جاؤ گے۔ انہوں نے آسمان کی طرف منہ اٹھایا۔ اللہ سے دعا کی۔ اس سے مدد طلب کی اور لاٹھی لے کر ان غلاموں پر چڑھ دوڑے۔ یہ لوگ اس ناگہانی آفت سے گھبرا کر محل کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے جا کر گورنر کو ساری صورت حال بتائی۔ گورنر نے ابوغیاث کو بلا بھیجا۔ جب وہ دربار میں حاضر ہوئے تو گورنر ان سے مخاطب ہو کر بولا:

آپ کو پتا ہے جو شخص خلیفہ کے خلاف بغاوت کرتا ہے اس کا ناشتہ قید خانے میں ہوتا ہے۔ ابو

غیاث کہنے لگے: تمہیں پتا ہے جو اللہ کے خلاف بغاوت کرتا ہے اس کا کھانا جہنم میں ہوتا ہے۔

گورنر نے پوچھا: آپ کو کس نے محتسب بنایا ہے؟

انہوں نے جواب دیا: جس نے آپ کو گورنر بنایا ہے۔ گورنر نے کہا: مجھے تو خلیفہ نے گورنر بنایا ہے۔

ابوغیاث نے کہا: مجھے خلیفہ کے رب نے محتسب بنایا ہے۔ گورنر کہنے لگا: میں آپ کو سمرقند کا محتسب مقرر کرتا ہوں۔ ابوغیاث کہنے لگے: میں خود کو اس عہدہ سے معزول کرتا ہوں۔ گورنر نے کہا آپ عجیب آدمی ہیں جب آپ کو محتسب نہیں بنایا گیا تو آپ محتسب بن گئے اور جب سرکاری طور پر آپ کو محتسب بنایا جا رہا ہے تو آپ بننے کے لیے تیار نہیں؛ انہوں نے کہا: اگر آپ مجھے محتسب بنائیں گے تو آپ مجھے معزول بھی کر سکتے ہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ نے مجھے محتسب بنایا ہے تو کوئی مجھے معزول نہیں کر سکتا۔

گورنر نے لاجواب ہو کر بات کا رخ موڑتے ہوئے کہا: اگر کوئی ضرورت ہو تو مجھے بتاؤ۔ ابوغیاث کہنے لگے: آپ مجھے میری جوانی لوٹا دیں۔ گورنر کہنے لگا: یہ تو میرے بس میں نہیں، اگر کوئی اور ضرورت ہو تو بتائیں۔ ابوغیاث کہنے لگے: آپ جہنم کے داروغے ''مالک'' کے نام ایک تحریر لکھ دیں کہ وہ مجھے جہنم میں داخل نہ کرے۔

گورنر کھسیانا ہو کر کہنے لگا: یہ بھی میرے بس میں نہیں۔ کوئی اور ضرورت ہو تو بتائیں۔ ابوغیاث کہنے لگے: پھر آپ جنت کے نگران ''رضوان'' کے نام ایک تحریر لکھ دیں کہ وہ مجھے جنت میں داخل کر لے۔ گورنر شرمندہ ہو کر کہنے لگا: یہ بھی میرے بس میں نہیں۔ ابوغیاث کہنے لگے: تو پھر آپ جیسے بے بس آدمی سے کیا مانگنا، میں اپنی ساری حاجتیں اس ذات باری کے سامنے کیوں نہ پیش کروں، جس نے کبھی مجھے خالی ہاتھ نہیں لوٹایا۔ گورنر کہنے لگا: آپ تشریف لے جا سکتے ہیں۔

تربیة الأولاد في الإسلام، عبدالله علوان:1/477۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

32- ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے لیے دعائے نبوی

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس واقعہ کے راوی ہیں۔ ان کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی قبا جاتے، ام حرام بنت ملحان کے ہاں بھی جاتے۔ عبادہ بن صامت کی اہلیہ ام حرام بنت ملحان آپ کو کھانا کھلاتیں۔ ایک روز آپ ان کے ہاں گئے۔ انہوں نے آپ کو کھانا کھلایا۔ کھانا کھا کر آپ تھوڑی دیر کے لیے انہی کے گھر سو گئے۔ کچھ دیر میں آپ ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا نے پوچھا: ''اے اللہ کے رسول! کیا بات ہے، آپ ہنس رہے ہیں؟''

فرمایا: ''میری امت کے کچھ افراد مجھے دکھائے گئے ہیں۔ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے جائیں گے۔ سمندر کی لہروں پر وہ یوں سوار ہوں گے جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھتے ہیں۔''

بنت ملحان رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل کر دے۔'' آپ نے انہیں دعا دی اور دوبارہ سر رکھ کر سو گئے۔ تھوڑی دیر میں پھر ہنستے ہوئے جاگے۔

ام حرام رضی اللہ عنہا نے ہنسنے کی وجہ دریافت کی۔ فرمایا: ''میری امت کے چند اور افراد مجھے دکھائے گئے ہیں۔ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے جائیں گے۔ سمندر کی لہروں پر وہ یوں سوار ہوں گے جیسے بادشاہ تخت پر براجمان ہوتے ہیں۔''

بنت ملحان نے عرض کی: ''اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل کر دے۔''

فرمایا: ''تم پہلے لشکر میں شامل ہو۔''

چنانچہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں وہ کشتی پر سوار ہو کر مجاہدین کے ہمراہ روانہ ہوئیں۔ کشتی سے اتر کر جس جانور پر سوار ہوئیں، اس پر سے گریں اور اللہ کو پیاری ہو گئیں۔

صحيح البخاري، حديث: 2878.

قرآنی دعا

رَبِّ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِكَ
اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَیْسَ لِیْ
بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَ اِلَّا تَغْفِرْ لِیْ
وَ تَرْحَمْنِیْۤ اَكُنْ مِّنَ
الْخٰسِرِیْنَ ﴿47﴾

هود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

33- بڑھیا کی دعا

ایک بہت سرمایہ دار شخص عارضہ قلب میں مبتلا ہوا تو علاج کے لیے بیرون ملک چلا گیا۔ جس ہسپتال میں اس نے علاج کروانا شروع کیا وہ اس ملک کا سب سے اعلیٰ اور مہنگا ترین ہسپتال تھا۔ مگر یہاں پر بھی علاج کے باوجود اسے افاقہ نہ ہوا اور حالت دن بدن بگڑتی چلی گئی۔ ڈاکٹروں نے بتایا کہ سرجری کے علاوہ اس کا کوئی علاج نہیں اور اس آپریشن کی کامیابی کے بارے میں بھی یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن فوری آپریشن کے سوا کوئی چارہ کار بھی نہیں۔

جب اس نے یہ بات سنی تو ڈاکٹروں سے کہا مجھے کچھ دنوں کی مہلت دیں، میں اپنے ملک میں جا کر اپنے گھر والوں، اعزہ واقارب اور احباب سے ملنا چاہتا ہوں۔ پتا نہیں آپریشن کے بعد انہیں دیکھ سکوں گا یا نہیں۔ ڈاکٹروں نے اس کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے اجازت تو دے دی لیکن اسے بتایا کہ آپ جتنی جلدی واپس آجائیں گے اتنا ہی آپ کے حق میں بہتر ہوگا۔

وہ اپنے ملک لوٹ آیا۔ یہاں اپنے گھر والوں کے ساتھ کچھ وقت گزارا...... احباب سے ملا۔ کچھ ضروری امور نپٹائے اور سفر پر جانے کی تیاری کرنے لگا۔ سفر پر جانے سے پہلے وہ اپنے ایک دوست کے ساتھ قریبی مارکیٹ میں گیا۔ اس کا گزر ایک قصاب کی دکان کے پاس سے ہوا۔ اس نے دیکھا کہ ایک بڑھیا گوشت کے بچے کھچے ٹکڑے اور ہڈیاں اکٹھی کر رہی ہے۔ اس بڑھیا کی غربت اور ناداری دیکھ کر اس کے دل کو دھچکا سا لگا۔ اس نے عورت کو آواز دی اور نہایت احترام سے پوچھا:

اماں جان! یہ آپ کیا کر رہی ہیں؟ وہ کہنے لگی: میں ایک غریب عورت ہوں اور اپنی تین بیٹیوں کے ساتھ انتہائی تنگی اور عسرت سے گزارا کرتی ہوں۔ کئی کئی دن ہمیں کھانا نصیب نہیں ہوتا۔ گوشت تو مدتوں سے چکھا ہی نہیں۔

جب اس نے یہ بات سنی تو کہنے لگا: اماں میرے ساتھ چلیں۔ وہ اسے ساتھ لے کر اسی قصاب کی دکان پر گیا اور قصاب سے کہا: اس عورت کو جتنے گوشت کی ضرورت ہے اسے دے دو۔ عورت نے کہا: ہمارے لیے ایک کلو گوشت کافی ہوگا۔ اس نے کہا: کہ اس اماں کو دو کلو گوشت دے دو اور ہر ہفتے اسے دو کلو گوشت دے دیا کرو۔ پھر اس نے ایک سال کی رقم ایڈوانس میں یک مشت ادا کر دی۔ اس مسکین بڑھیا نے اسی وقت اپنے ہاتھ اٹھائے اور اس کے لیے دعا کرنی شروع کر دی۔ جتنی دعائیں اس بڑھیا کے دل ودماغ میں آسکتی تھیں وہ سب اس نے کر ڈالیں۔ اس شخص کے لیے بڑھیا کے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے دعائیں نکل رہی تھیں۔ بڑھیا کی دعاؤں کا سلسلہ ابھی منقطع نہیں ہوا تھا کہ اس شخص نے اپنے اندر تبدیلی محسوس کی۔ اسے محسوس ہوا کہ اس کا مرض کم ہو رہا ہے اور اس کی حالت بہتر ہو رہی ہے۔ جب وہ گھر واپس آیا تو اس کا اپنی بیٹی سے سامنا ہوا۔ اس کی بیٹی اسے دیکھ کر کہنے لگی: ابا جان! ماشاءاللہ آج تو آپ بڑے تروتازہ اور صحت مند نظر آرہے ہیں۔ اس نے اپنی بیٹی کو پیش آنے والا واقعہ بتایا۔ بیٹی بہت خوش ہوئی اور اپنے والد کے لیے دعا کرنے لگی:

یا اللہ! میرے والد کو صحت عطا فرما۔ جس طرح میرے والد نے اس بڑھیا کی مشکل دور کی میرے والد کی مصیبت بھی دور فرما۔

پھر اس نے دوبارہ رخت سفر باندھا اور ہسپتال پہنچ گیا۔ آپریشن سے پہلے جب اس کا میڈیکل چیک اپ کیا گیا تو ڈاکٹروں کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ میڈیکل کی تاریخ میں ایک عجوبہ ہو چکا تھا۔ اس کا دل بالکل ٹھیک کام کر رہا تھا اور اس کا مرض بالکل ختم ہو چکا تھا۔ ڈاکٹروں کی زبانوں پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے شمار سوال تھے۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ اس کیفیت میں مبتلا شخص بغیر آپریشن کے کیسے صحت یاب ہو گیا؟ سب کے جواب میں اس نے آسمان کی طرف نظریں اٹھائیں۔ اس کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں۔ وہ رقت آمیز لہجے میں کہنے لگا: اس ارحم الراحمین نے مجھے شفا دی ہے۔

اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے۔ یہ شخص زندگی کی نسبت موت کے زیادہ قریب تھا۔ اپنے گھر والوں اور عزیز واقارب کو الوداع کہنے آیا تھا کہ بڑھیا کا واقعہ پیش آ گیا۔ جب مسکین بڑھیا کے لیے اس کا دل نرم ہو گیا تو عرش عظیم کے اوپر ایسی ذات ہے جو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والی اور سخی ہے۔ وہ رحمٰن اور رحیم ہے۔ اللہ تعالی نے شفقت فرماتے ہوئے اس کی بیماری کو دور کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے سچ فرمایا ہے:

'ارْحَمُوا مَنْ فِي الْأَرْضِ، يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ'

''آپ زمین والوں پر رحم کریں، آسمان والا آپ پر رحم کرے گا''۔

سنن الكبرى للبيهقي: 9/41۔

فرمان باری تعالی ہے:

﴿ إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ﴾

''اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب ہے''۔

الأعراف: 56

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

'مَنْ أَرَادَ أَنْ تُسْتَجَابَ دَعْوَتُهُ وَأَنْ تُكْشَفَ كُرْبَتُهُ، فَلْيُفَرِّجْ عَنْ مُعْسِرٍ'

''جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی دعائیں قبول ہوں اور اس کے مصائب دور ہوں اسے مصیبت زدگان کی مدد کرنی چاہیے''۔

مسند الإمام أحمد: 8/372۔

34- مستجاب الدعوات

امام احمد بن حنبل اپنے گھر میں تشریف فرما تھے۔ رات کا وقت تھا۔ اچانک دروازے پر دستک ہوئی۔ امام صاحب نے پوچھا: کون ہے؟ جواب ملا: میں ایک نوجوان ہوں۔ امام صاحب نے اسے اندر آنے کی اجازت دے دی۔

وہ نوجوان کہنے لگا: امام صاحب! میری والدہ پر فالج کا حملہ ہوا ہے۔ کوئی دوا فائدہ نہیں دے رہی ہے۔ اس نے مجھے آپ کے پاس بھیجا کہ آپ اس کی شفایابی کے لیے اللہ تعالی سے دعا کریں۔ امام صاحب نے نوجوان سے کہا: آپ لوگوں سے کس نے کہا ہے کہ میں مستجاب الدعوات ہوں۔ اپنی ماں کے پاس جاؤ اور اس سے کہو، وہ ہمارے لیے دعا کرے۔

وہ نوجوان روتا ہوا چل دیا۔ اسے بڑی مایوسی ہوئی۔ اچانک امام صاحب کی والدہ محترمہ کی اس نوجوان پر نظر پڑی۔ انہوں نے پوچھا: بیٹے! کیوں رو رہے ہو؟ اس نے جواب دیا: اماں جان! میں نے اپنی والدہ کے لیے امام صاحب سے دعا کی درخواست کی تھی، لیکن امام صاحب نے دعا نہیں کی۔

امام صاحب کی والدہ محترمہ کہنے لگیں: اطمینان سے اپنی والدہ کے پاس جاؤ۔ میں نے احمد بن حنبل کو تمہاری والدہ کے لیے دعا کرتے ہوئے سنا ہے۔

یہ سن کر وہ نوجوان اپنے گھر کی طرف چل دیا۔ جب اس نے دروازے پر دستک دی تو اس نے دیکھا کہ والدہ کی طبیعت سنبھل چکی تھی۔ اللہ تعالی نے امام احمد بن حنبل کی دعا کی برکت سے اسے شفایاب کر دیا تھا۔

سلسلة أروع القصص۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

35- جیسی کرنی ویسی بھرنی

ام انمار انتہائی سنگدل خاتون تھی۔ خباب بن ارت رضی اللہ عنہ اس کے غلام تھے۔ جب خباب رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرلیا تو یہ انہیں طرح طرح کی اذیتیں دیا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ اس نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ خباب کی دکان کے پاس سے گزرتے ہوئے ان سے بات چیت کررہے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر ام انمار آگ بگولہ ہوگئی۔ اس نے بھٹی سے لوہے کا ایک گرم ٹکڑا نکالا اور خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کے سر پر رکھ دیا۔ سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ درد کی شدت سے بے ہوش ہوگئے۔ پھر وہ یہ عمل بار بار دہراتی رہی۔ خباب بن ارت کے لیے جب یہ اذیت ناقابل برداشت ہونے لگی تو انہوں نے ام انمار کے خلاف بددعا کردی۔

جب رسول اللہ ﷺ کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دی گئی تو سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بھی ہجرت مدینہ کے لیے رخت سفر باندھنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہجرت سے پہلے ہی ام انمار کا انجام دکھا دیا۔ اس کے سر میں اتنا شدید درد ہوتا جیسا پہلے کبھی کسی کو نہیں ہوا تھا۔ وہ درد کی شدت سے کتوں کی طرح چلاتی۔ اس کے بیٹے ہر جگہ اس کا علاج کروانے کے لیے لے جاتے لیکن کوئی افاقہ نہ ہوتا۔ پھر کسی نے بتایا۔ اسے سر میں اس طرح لوہا گرم کرکے داغا جائے جس طرح جانوروں کو داغا جاتا ہے۔ شاید اس سے افاقہ ہو۔ اس کے علاوہ اس کا کوئی علاج نہیں۔ گرم لوہے کے ساتھ داغنے سے اسے اتنی اذیت ہوتی کہ اپنا سر درد اسے بھول ہی جاتا۔

نهاية الظالمين، لإبراهيم الحازمي.

36- عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے نبوی

رسول اللہ ﷺ نے ایک نازک موقع پر دعا فرمائی تھی:

'اَللّٰهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَحَبِّ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ: بِأَبِي جَهْلٍ أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ'

''الٰہی! عمر بن خطاب اور ابوجہل بن ہشام میں سے جو آدمی تجھے زیادہ پسند ہے اُس کے ذریعے سے اسلام کو عزت عطا فرما۔''

جامع الترمذي، حديث:3681، ومسند أحمد:2/95.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو شرفِ قبولیت سے نوازا اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرلیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں 'فاروق' کا خطاب دیا۔

امام ابن اسحاق رحمہ اللہ نے اپنی بے مثال کتاب 'سیرت نبوی' میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ بیان درج کیا ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام فتح کی علامت تھا۔ اُن کی ہجرت، نصرت اور حکومت سراسر رحمت تھی۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام سے پہلے ہم کعبہ میں نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ انہوں نے جب اسلام قبول کیا تو قریش سے لڑ بھڑ کر کعبہ میں نماز پڑھی۔ تب ہم نے بھی ان کے ساتھ نماز پڑھی۔''

السيرة النبوية، ص: 225.

فتوحات اسلامیہ کا بیشتر سلسلہ امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں پھیلا۔ فارس، فلسطین، شام اور مصر کے علاقے اُنہی کے دورِ حکومت میں فتح ہوئے۔ یوں خلافت اسلامیہ کا رقبہ سلطنت روم وفارس سے بڑھ گیا۔

37- اور ملک الموت آپہنچا

قارئین کرام! یہ واقعہ جو آپ پڑھنے جا رہے ہیں بالکل سچا ہے اور ایک عرب ملک میں پیش آیا تھا۔ اس واقعہ کو قریباً دس یا بارہ سال گزرے ہوں گے۔ جب یہ رونما ہوا تھا تو اس کی بازگشت مقامی اخبارات اور مجالس میں سنائی دی تھی۔ بعض اوقات انسان تکبر کے باعث، جوانی کے نشے میں یا دولت واقتدار کے گھمنڈ میں بے حد غلط باتیں منہ سے نکال دیتا ہے۔ اسے معلوم نہیں ہوتا کہ عین ممکن ہے وہ قبولیت دعا کا وقت ہو۔

ایک نوجوان لڑکی ایک سپر مارکیٹ میں اپنے جسم کی نمائش کرتے ہوئے فتنہ انگیز انداز میں جا رہی تھی۔ اس کے انداز میں ایسی خود نمائی اور خود ستائی تھی جیسے دنیا اسی کی وجہ سے پیدا کی گئی ہو۔ وہاں سے ایک نیک اور صالح نوجوان گزر رہا تھا اس نے از راہ ہمدردی کہا: میری بہن! اپنی اس روش سے باز آ جاؤ۔ اگر اسی حالت میں ملک الموت تمہارے پاس آ پہنچا تو اللہ کو کیا جواب دو گی؟ اس کے جواب میں وہ مغرور لڑکی کہنے لگی: اگر تم میں جرأت ہے تو ابھی اپنا موبائل نکالو اور اپنے رب سے کال ملاؤ کہ وہ ملک الموت کو بھیجے۔

وہ نوجوان کہتا ہے: اس نے ایسی ہولناک بات کہی تھی کہ مجھے ڈر ہوا کہیں اس بازار کو ہی نہ ہم پر الٹا دیا جائے۔ میں ڈرتا ہوا جلدی سے وہاں سے نکلا۔ جب میں بازار کے کنارے پر پہنچا تو میں نے اپنے پیچھے چیخ و پکار اور آہ و بکا کی آوازیں سنیں۔ میں واپس مڑا تو دیکھا کہ ایک جگہ لوگ اکٹھے ہیں۔ یہ وہی جگہ تھی جہاں میری اس لڑکی سے بات ہوئی تھی۔ میں وہ منظر دیکھ کر ٹھٹک گیا۔ وہ لڑکی ٹھیک اس جگہ پر مردہ حالت میں پڑی تھی۔ جہاں اس نے ملک الموت کو بلانے کا چیلنج کیا تھا۔ میں تو اس چیلنج کے بعد فوراً وہاں سے نکل گیا، لیکن لڑکی اسی وقت منہ کے بل گری اور دم توڑ دیا۔

أنين القلوب، مصطفى كامل.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

38- ذرہ برابر بھلائی

میں ایک طویل سفر سے لوٹ رہا تھا۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ میرے آس پاس کی سیٹوں پر نوجوان براجمان تھے۔ جو قہقہے لگانے، سگریٹ نوشی کرنے اور گپیں ہانکنے میں مشغول تھے۔ جہاز کی ساری سیٹیں پر ہو چکی تھیں۔ میرے لیے اپنی نشست تبدیل کرنا بھی ممکن نہیں تھا۔ میں نے اس صورت حال سے فرار کے لیے نیند کا سہارا لینے کی کوشش کی۔ لاکھ جتن کیے لیکن نیند میری آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ میں نے قرآن کریم نکالا اور آہستہ آواز میں تلاوت شروع کر دی۔ کچھ دیر بعد یہ نوجوان بھی خاموش ہو گئے۔ کوئی جریدہ پڑھنے لگا، کوئی سونے لگا، میں بدستور تلاوت کرتا رہا۔ میرے پاس بیٹھا ہوا نوجوان اچانک کہنے لگا: بس! بس، اب مزید سننے کی ہمت نہیں۔ میں نے سمجھا شاید میری آواز کی وجہ سے اسے الجھن ہو رہی ہے۔ میں نے معذرت کی اور خاموشی سے قرآن پڑھنا شروع کر دیا۔ وہ انتہائی مضطرب اور بے چین دکھائی دے رہا تھا۔ وہ پھر مجھ سے مخاطب ہوا اور کہنے لگا: بس! بس، اب مجھ میں مزید ہمت نہیں ہے۔ یہ کہہ کر اپنی نشست سے اٹھا اور چلا گیا۔ کافی دیر بعد واپس آیا، تأسف بھرے لہجے میں مجھ سے معذرت کی اور بیٹھ گیا۔ وہ کچھ دیر خاموش بیٹھا رہا۔ میں محسوس نہ کر سکا کہ اس کے اندر کیا ہلچل ہے۔ کچھ دیر بعد اس پراسرار خاموشی کا سلسلہ ٹوٹا۔ وہ میری طرف متوجہ ہوا۔ اس کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں۔

وہ کہنے لگا: تین سال ہو چکے ہیں، میں نے اپنی پیشانی سجدے کے لیے زمین پر نہیں رکھی۔ ایک آیت تک نہیں پڑھی۔ میں یہ پورا مہینہ سفر میں رہا۔ اس دوران میں نے حلال وحرام یا اچھے برے کی

کوئی تمیز روا نہیں رکھی۔ جب آپ نے تلاوت شروع کی تو دنیا میری نظر میں حقیر ہو گئی۔ مجھے اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہوا۔ ایسے لگا کہ ہر آیت مجھے للکار رہی ہے۔ میں نے اپنے دل میں سوچا: یہ غفلت اور لاپروائی کب تک۔ کب تک میں اس روش پر چلوں گا...... پھر میں باتھ روم کی طرف گیا۔ آپ جانتے ہیں، کیوں؟

مجھے شدید رونا آ رہا تھا۔ میں لوگوں کی نظروں سے چھپ کر اپنے دل کی بھڑاس نکالنا چاہتا تھا۔ میں نے اسے توبہ اور رجوع الی اللہ کے بارے میں بتایا۔ اس کے بعد وہ اپنی سوچوں میں گم بیٹھا رہا۔ جب جہاز نے لینڈ کیا اور ہم طیارے سے باہر آئے تو اس نے مجھے اشارے سے ٹھہرنے کو کہا۔ وہ اپنے دوستوں سے علیحدہ ہو کر مجھ سے کچھ پوچھنا چاہتا تھا۔ اپنے دوستوں کو اللہ حافظ کہنے کے بعد وہ میری طرف بڑھا۔ اس کا چہرہ بالکل بدلا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ مجھ سے پوچھنے لگا: آپ کو کیا لگتا ہے، اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول فرما لے گا؟ میں نے کہا: اگر آپ سچے دل سے توبہ کریں۔ آئندہ سے گناہ آلود زندگی کی طرف نہ لوٹنے کا عزم کریں تو اللہ تعالیٰ ضرور آپ کی توبہ قبول کرے گا اور آپ کے گناہ معاف فرما دے گا۔

نوجوان بولا: لیکن میں نے تو بہت بڑے بڑے گناہ کیے ہیں۔

میں نے کہا: کیا آپ نے اللہ کا یہ فرمان نہیں سنا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

﴿ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴾

''میرے ان بندوں سے کہہ دیجیے جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے وہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں۔ بے شک اللہ تعالی سب گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ وہ بخشنے والا انتہائی مہربان ہے۔

الزمر: 53۔

میں نے دیکھا کہ اس کے چہرے پر ایک پاکیزہ مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ آنکھوں میں آنسو بھی تھے۔ پھر اس نے مجھے گرمجوشی سے الوداع کیا اور روانہ ہوگیا۔ سبحان اللہ العظیم! وہ ذات باری تعالی انتہائی پاکیزہ ہے۔

انسان اگرچہ فساد اور سرکشی کی اتھاہ گہرائیوں میں گر جائے مگر اس کے دل میں بھلائی کا ایک ذرہ بھی ہو تو کسی وقت وہ ذرہ برگ و بار لانا اور شاخیں نکالنا شروع کر دیتا ہے۔ شروع میں ناتواں ہونے والا یہ پودا وقت آنے پر تناور درخت بن جاتا ہے اور انسان کی کایا پلٹ جاتی ہے۔

اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاۗءِ ۭ ﴾

''اللہ تعالی جسے ہدایت دینا چاہتا ہے اسلام کے لیے اس کا سینہ فراخ کر دیتا ہے اور جس شخص کو گمراہ کرنا چاہتا ہے اس کا سینہ تنگ کر دیتا ہے گویا کہ وہ آسمان کی طرف چڑھ رہا ہے''۔

الأنعام 6: 125۔

39- میں تائب ہونا چاہتا ہوں

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ایک پڑوسی تھا جو ہر وقت فسق و فجور اور لہو و لعب میں مشغول رہتا تھا۔ ایک دن وہ امام صاحب کی مجلس میں آیا اور سلام کیا۔ امام احمد بن حنبل نے اسے بادل نخواستہ جواب دیا اور اس کی طرف کوئی خاص توجہ نہ دی۔ پڑوسی نے امام صاحب سے کہا: آپ جس وجہ سے میری طرف نظر التفات نہیں فرما رہے میں اس سے بخوبی آگاہ ہوں، مگر ایک خواب نے میری زندگی بدل ڈالی ہے۔ اب میں اپنی فسق و فجور والی زندگی سے تائب ہونا چاہتا ہوں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے پوچھا: آپ نے خواب میں کیا دیکھا ہے۔ اس نے بتایا: میں نے دیکھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بلند جگہ پر تشریف فرما ہیں۔ نیچے بہت سے لوگ بیٹھے ہیں۔ میں بھی ان میں شامل ہوں۔ وہ یکے بعد دیگرے اٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست کرنے لگے یہاں

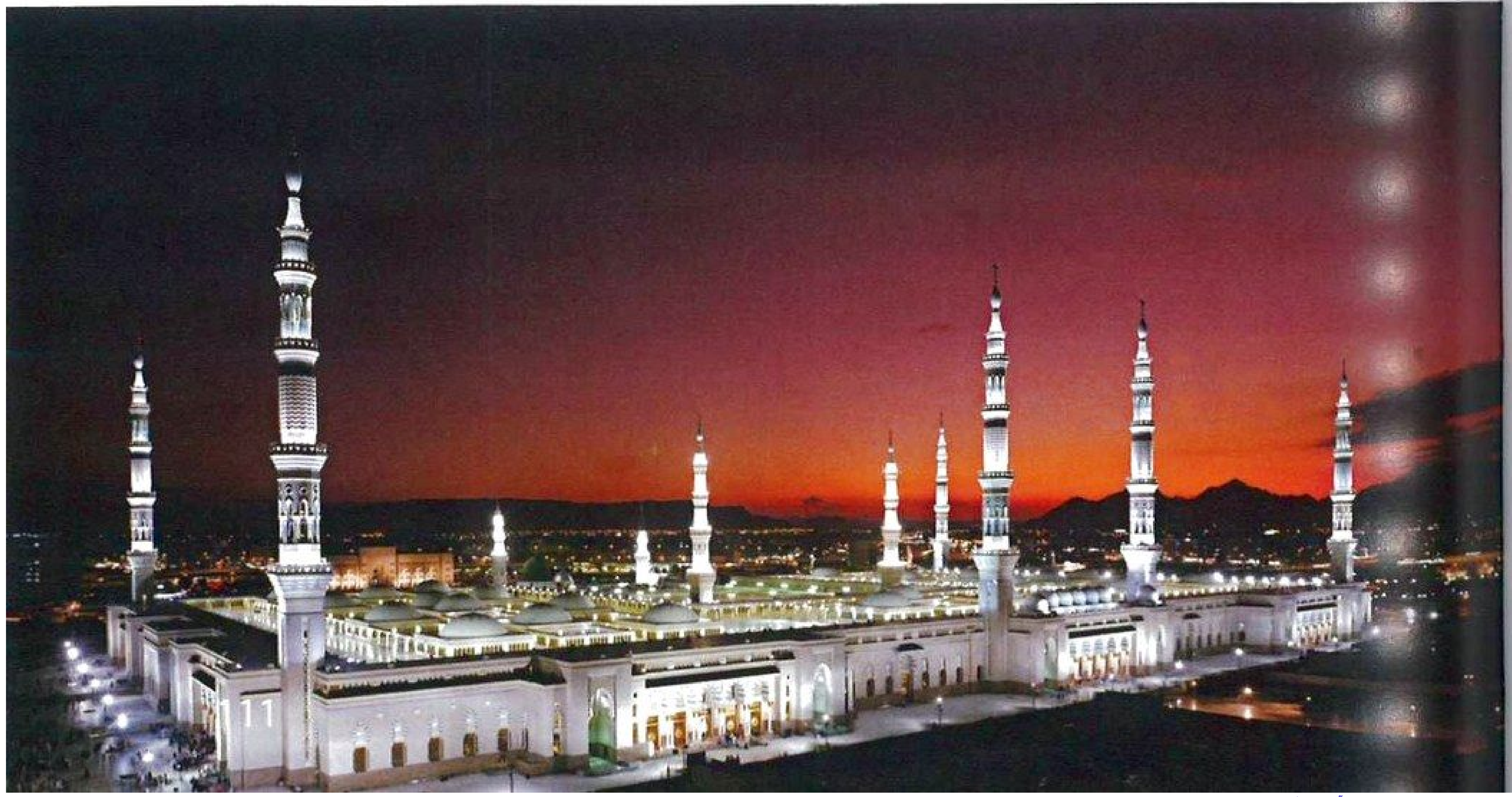

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک کہ میرے علاوہ کوئی نہ بچا۔ میں بھی دعا کی درخواست کرنا چاہتا تھا لیکن اپنے گناہوں کی وجہ سے مجھے حیا محسوس ہوئی کہ کس منہ سے دعا کی درخواست کروں۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے مخاطب ہوکر کہا: تم کیوں دعا کے لیے نہیں کہتے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اپنے گناہوں کی وجہ سے شرم محسوس ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر چہ تمھیں حیا محسوس ہوتی ہے۔ پھر بھی اٹھ کر مجھ سے دعا کے لیے کہو۔ میں تمہارے لیے دعا کروں گا کیونکہ تم میرے صحابہ میں کسی کو برا نہیں کہتے۔ میں کھڑا ہوگیا۔ آپ نے میرے لیے بھی دعا کی۔ اس کے بعد میں اپنی نیند سے بیدار ہوگیا۔ اللہ تعالی نے میرے دل میں میری پچھلی زندگی کے بارے میں نفرت ڈال دی۔ اب آپ مجھے ایک بدلا ہوا انسان پائیں گے۔ امام صاحب نے اپنے شاگردوں کو بلایا اور کہا: اس نوجوان سے یہ کہانی سنو، اسے یاد رکھو اور دوسروں کو سناؤ یقیناً اس سے فائدہ ہوگا۔

قرآنی دعا

رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ⑯

آل عمران

کتاب التوابین، لابن قدامة۔

40- موت وقت سے پہلے نہیں آسکتی

ایک مریض جس کی حالت دن بدن بگڑتی جارہی تھی۔ ڈاکٹر اس کے بارے میں مایوس ہوتے جارہے تھے۔ اسے خوراک کی نالیاں لگی ہوئی تھی۔ اس مایوسی اور ناامیدی کی کیفیت میں اس نے اس ذات کے دروازے پر دستک دی جہاں سے کوئی نامراد نہیں لوٹتا۔ اس نے گڑگڑا کر اللہ سے دعا کی:

'یَا رَبِّ لَیْسَ مِنْ رَجَاءٍ إِلَّا فِیكَ'

''اے میرے رب! تیرے علاوہ کسی سے کوئی امید نہیں''۔

اس نے ڈاکٹروں سے کہا: خوراک کی نالیاں اتار دیں۔ ڈاکٹروں نے بھی اس کی بات مان لی کیونکہ انہیں اس کے صحت یاب ہونے کی کوئی توقع نہیں تھی۔ وہ سمجھتے تھے کہ یہ اب چند گھڑیوں کا ہی مہمان ہے، اس لیے اس کی خواہش کا احترام ہونا چاہیے۔ آپ خود اندازہ کریں کہ ڈاکٹروں کی حیرت واستعجاب کی کیا کیفیت ہوگی جب اگلے دن انہیں یہ معلوم ہوا کہ اس مریض کی حالت بہتری کی جانب گامزن ہے۔ پھر دن بدن اس کی حالت بدلنے لگی اور ایک وقت آیا کہ وہ مکمل شفایاب ہوکر ہسپتال سے فارغ ہوگیا۔ اللہ کا فرمان بالکل سچا ہے:

﴿لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ﴾ ''ہر کام کے لیے ایک وقت معین ہے''۔

الرعد: 38۔

﴿فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴾

''جب ان کی موت کا مقررہ وقت آپہنچتا ہے تو ایک گھڑی بھی آگے پیچھے نہیں ہوسکتے''۔

الأعراف: 34۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

41- سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے نبوی

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح خیبر سے ایک روز پہلے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کل میں جھنڈا ایک ایسے آدمی کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ ورسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں فتح عطا فرمائے گا۔''

وہ رات لوگوں نے یہ باتیں کرتے گزاری کہ دیکھتے ہیں کل جھنڈا کس خوش نصیب کو ملتا ہے۔

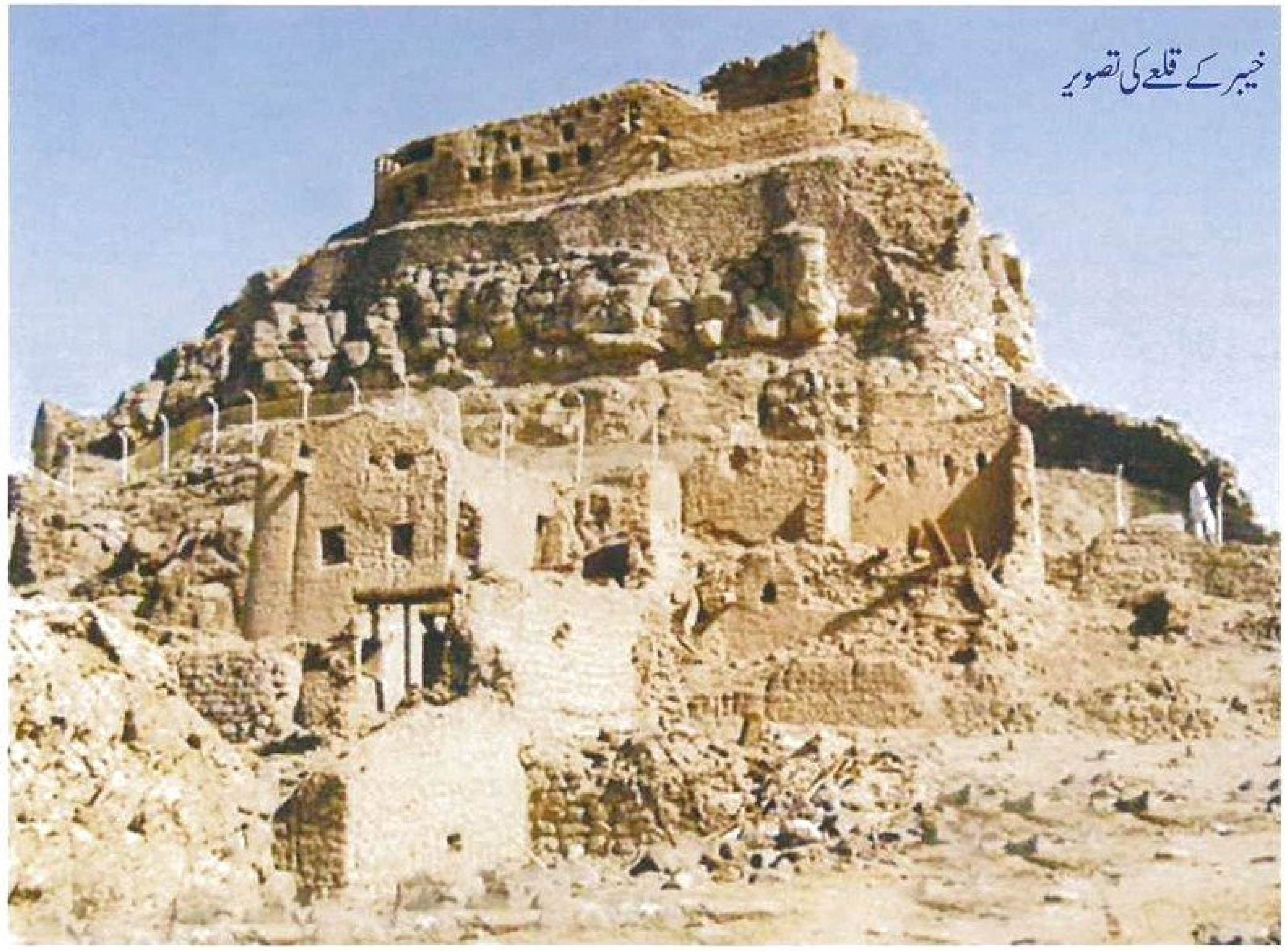
خیبر کے قلعے کی تصویر

صبح ہوئی تو تمام لوگ خدمت نبوی میں حاضر ہوئے۔ دریافت فرمایا: علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ صحابۂ کرام نے بتایا: اللہ کے رسول! اُن کی آنکھیں خراب ہیں۔ فرمایا: اُنہیں بلواؤ۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا، ان کے لیے دعا فرمائی تو وہ بھلے چنگے ہو گئے۔ گویا کبھی تکلیف تھی ہی نہیں۔ تب آپ نے اُنہیں علم عطا فرمایا۔

انہوں نے عرض کیا: ''اللہ کے رسول! کیا میں اُن سے اُس وقت تک جنگ کرتا رہوں جب تک وہ ہمارے جیسے نہیں ہو جاتے''

فرمایا: ''تم اطمینان سے جاؤ۔ جب اُن کے ہاں جا اترو تو انہیں اسلام کی دعوت دو اور بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے کیا کیا حقوق اُن پر عائد ہوتے ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر ایک شخص کو بھی اللہ تعالیٰ نے تمہارے ذریعے سے ہدایت دے دی تو یہ تمہارے لیے اِس سے کہیں بہتر ہوگا کہ تمہیں سرخ اونٹ (قدیم عرب باشندوں کا سب سے قیمتی سرمایہ) مل جائیں۔''

صحيح البخاري، حديث:3701.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

42- صبح وشام کے اذکار

ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب ''الهواتف'' میں ابو اسمر العبدی سے بیان کیا ہے۔ ایک شخص رات کے وقت کوفہ میں نکلا۔ دور سے اسے ایک تخت نما چیز نظر آئی۔ وہ تجسس بھری نظروں سے دیکھتا ہوا اسی طرف چل دیا۔ جب وہ وہاں پہنچا تو دیکھا کہ تخت پر کوئی بیٹھا ہے اور اس کے اردگرد کچھ ہیولے سے جمع ہیں۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ شیاطین یا جنات ہیں۔ وہاں پہنچ کر وہ شخص ایک طرف چھپ گیا۔ تخت پر بیٹھنے والے ان کے سردار نے حاضرین سے کہا: میں عروہ بن مغیرہ پر کیسے قابو پا سکتا ہوں؟ ان میں سے ایک کہنے لگا: میں اس کام کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ سردار کہنے لگا: یہ کام فی الفور ہونا چاہیے۔ چنانچہ وہ شتونگڑا اسی وقت مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ کافی دیر بعد وہ اکیلا ہی واپس آ گیا اور کہا: ہم عروہ بن مغیرہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ ان کا سردار پوچھنے لگا: آخر ایسی کونسی وجہ ہے کہ وہ ہم سب پر بھاری ہے؟ اس شخص نے بتایا: اس کی وجہ وہ کلمات ہیں جو وہ صبح وشام پڑھتا ہے۔ پھر یہ لوگ منتشر ہو گئے اور اپنے اپنے گھروں کو چل دیے۔ اوٹ میں چھپے ہوئے شخص کے دماغ میں یہ بات بیٹھ گئی۔ اس نے صبح ہوتے ہی ایک اونٹ خریدا اور اس پر سوار ہو کر مدینہ طیبہ میں عروہ بن مغیرہ کے پاس پہنچا۔ اسے یہ واقعہ بتایا اور پوچھا: آپ صبح وشام کیا پڑھتے ہیں؟ عروہ بن مغیرہ نے بتایا میں صبح وشام یہ کلمات پڑھتا ہوں:

'أَصْبَحْتُ آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَحْدَهُ، وَكَفَرْتُ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ، وَاسْتَمْسَكْتُ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى، لَا انْفِصَامَ لَهَا، وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ'

''میں نے اس حالت میں صبح کی ہے کہ میں ایک اللہ پر ایمان رکھتا ہوں اور بتوں، شیطانی قوتوں اور طاغوت کا انکار کرتا ہوں۔ میں نے اسلام کے اس مضبوط کڑے کو تھاما ہے جو کبھی نہیں ٹوٹ سکتا۔ اللہ تعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے''۔

(لقط المرجان، للسيوطي)

43- رسول اللہ ﷺ کی دعائے شفا

عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بدن کے درد کی شکایت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا: ''درد کی جگہ اپنا ہاتھ رکھو اور تین مرتبہ بسم اللہ پڑھو، پھر سات مرتبہ یہ کہو:

'أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ'

''میں اللہ کی عزت وقدرت کی پناہ میں آتا ہوں اُس درد کے شر سے جسے میں محسوس کرتا ہوں اور جس کے متعلق فکر مند ہوں۔''

عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ میں نے یہ عمل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے بدن کا درد دور کر دیا۔ اب میں یہی عمل گھر والوں کو بھی بتاتا ہوں اور لوگوں کو بھی اس کی تلقین کرتا ہوں۔

صحيح مسلم، حديث 2202، وسنن أبي داود، حديث: 3891.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

44 - یہودی جن

میں مکہ مکرمہ کی ایک مسجد میں نماز ادا کر رہا تھا۔ میرے پاس مکہ کے دونو جوان آئے اور کہنے لگے: آپ ہسپتال میں ہمارے بھائی کو دیکھیں۔ اسے ایسا مرض لاحق ہے جو ڈاکٹروں کی سمجھ سے باہر ہے۔ اس کا جگر خراب ہے اور ہاتھ پاؤں مفلوج ہو چکے ہیں۔ ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ یہ دونوں مرض ناقابل علاج ہیں۔

میں نے انہیں بتایا: میں ہسپتالوں میں نہیں جاتا کیونکہ ڈاکٹر اس بات پر اعتراض کرتے ہیں اور میں کسی ناخوشگوار واقعہ سے بچنا چاہتا ہوں۔ آپ اسے میرے گھر یا مسجد میں لے آئیں۔ دونوں بھائی کہنے لگے: ہم آپ کو قطعاً زحمت نہ دیتے، لیکن مریض کی کیفیت ایسی ہے کہ اسے یہاں لانا ممکن نہیں۔ میں نے رات کے وقت ان کے ساتھ جانے کا وعدہ کرلیا۔ رات کو جب ہم مریض کے پاس پہنچے۔ وہ رنج والم اور اذیت و بے بسی کی تصویر بنا ہوا تھا اور اپنے جگر کی تکلیف کی وجہ سے کراہ رہا تھا جبکہ اس کے ہاتھ بالکل بے حس و حرکت تھے۔ ان میں زندگی کے کوئی آثار نہیں تھے۔ میں نے اس کا حال احوال پوچھا اور اسے تسلی دی کہ اللہ تعالیٰ اسے شفا دے گا۔ پھر میں نے قرآن مجید کی تلاوت شروع کردی۔ ابھی میں اپنی تلاوت کے نصف میں پہنچا تھا کہ اچانک اس کے ہاتھوں نے تیزی سے حرکت کرنا شروع کردی۔ یہ دیکھ کر اس کا ایک بھائی حیرت سے چلا اٹھا: اللہ اکبر، اللہ اکبر، اس کے ہاتھوں نے حرکت کرنی شروع کردی ہے۔ میں نے اپنی تلاوت کی رفتار بڑھا دی ہاتھوں نے اور

زیادہ تیز حرکت کرنی شروع کردی۔ میں نے تلاوت جاری رکھی۔ اس کے پیروں نے بھی حرکت کرنی شروع کردی۔ اس کے چہرے کی کیفیت بھی بدلنے لگی اور وہ بالکل ایک مختلف شخص نظر آنے لگا۔ پھر اس نے چیخنا چلانا شروع کردیا۔ مجھے پتا چل گیا کہ اسے کسی جن نے قابو کیا ہوا ہے اور اس کے اندر جن ہی یہ چیخ و پکار کر رہا ہے۔ میں نے جن کو مخاطب کیا: تم کون ہو؟ اس نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا: میں یوحنا ہوں۔ میں نے پوچھا: تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ اس نے جواب دیا: میں اس میں داخل ہو چکا ہوں کیونکہ یہ مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔ یہ انتہائی نفیس آدمی ہے۔ کیا آپ اچھے لوگوں کو پسند نہیں کرتے؟ وہ خالص عربی لہجے میں بات کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا: تم اس میں داخل کیسے ہوئے؟ اس نے بتایا: ہم جہاں مقیم تھے یہ اس کے قریب ہی تھا اس لیے مجھے اس میں داخل ہونے کا موقع مل گیا۔

> ڈاکٹر یہ دیکھ کر ہکا بکا رہ گئے۔ وہ ہاتھ اور پاؤں جنہیں وہ ناقابل علاج قرار دے چکے تھے بالکل ٹھیک کام کر رہے تھے۔

پھر میں نے جن سے مخاطب ہو کر کہا: یوحنا! میں تمہیں ایک شرط پر کوئی سزا نہیں دوں گا کہ تم دوبارہ اس کے ہاتھ پاؤں کو مفلوج نہیں کرو گے۔ اگر تم نے دوبارہ ایسی حرکت کی تو میں تمہیں عبرتناک سزا دوں گا۔ اس نے آئندہ ایسی حرکت نہ کرنے کا وعدہ کرلیا۔ ہماری یہ مجلس اسی بات پر برخاست ہوگئی۔ ہم نے آپس میں اتفاق کیا کہ آئندہ اس کا علاج کسی اور جگہ ہوگا تاکہ اس کی چیخ و پکار سے دوسرے مریض ڈسٹرب نہ ہوں۔ اگلے دن جب ڈاکٹر آئے تو اس کی حالت کو دیکھ کر ہکا بکا رہ گئے۔ وہ ہاتھ اور پاؤں جنہیں وہ ناقابل علاج قرار دے چکے تھے بالکل ٹھیک کام کر رہے تھے۔ ڈاکٹروں نے اس کے بھائیوں سے پوچھا: یہ معجزہ کیسے ہوا۔ انہوں نے بتایا کہ ایک قرآنی معالج نے قرآن مجید کے ذریعہ اس کا علاج کیا ہے۔ یہ (27) رمضان المبارک کا دن تھا۔ ڈاکٹروں نے اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مریض کے بھائیوں کی درخواست پر اسے عید کے ایام گھر پر گزارنے کی اجازت دے دی۔

(28) رمضان کو میں مریض سے اس کے گھر میں ملا۔ میں نے حسب معمول قرآن مجید کی تلاوت شروع کر دی۔ پھر اس مریض کی کیفیت بدلی اور اس کے اندر سے جن نے کلام شروع کر دیا۔ میں نے اس سے پوچھا: یوحنا! تم نے بتایا تھا کہ تم نے اس کے ہاتھ اور پاؤں کو مفلوج کر رکھا تھا۔ کیا اس کے جگر کی کیفیت بھی تمہاری وجہ سے ہے؟ اس نے جواب دیا: اس ذات کی قسم! جس نے موسی علیہ السلام کے لیے سمندر کو پھاڑا تھا۔ میرا اس کے جگر کی بیماری کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ میں نے کہا: تم نے اللہ کی قسم اٹھائی ہے اور موسی علیہ السلام کا ذکر کیا ہے۔ وہ کہنے لگا: ہم ایسے ہی قسم کھاتے ہیں کیونکہ میں یہودی ہوں۔

پھر میں نے اسے اسلام کی دعوت دی جیسا کہ ہم غیر مسلم جنوں کو دیتے ہیں۔ اس نے انکار کر دیا۔ میں نے اسلام کے محاسن کا ذکر کیا۔ اسے اسلام کی ضرورت واہمیت بتائی پھر بھی اس کے دل پر کوئی اثر نہ ہوا۔ میں دلائل دیتا رہا لیکن اس کا انکار اور یہودیت پر اصرار بڑھتا رہا۔ پھر میں نے اس سے مطالبہ کیا کہ اس کی جان چھوڑ دو۔ وہ کہنے لگا: جب تک مجھے کوئی اور جگہ میسر نہیں ہوتی میں اس کی جان نہیں چھوڑوں گا۔ میں نے کہا: تم کہیں بھی جا سکتے ہو۔ تم لوگوں کو کسی ملک میں داخل ہونے کے لیے اجازت کی ضرورت تو ہوتی نہیں۔ پھر دوسری طرف خاموشی چھا گئی۔ میں نے دوبارہ تلاوت شروع کر دی پھر بھی دوسری طرف سے کوئی ردعمل نہ ہوا۔ اب مریض کی حالت بالکل سنبھل گئی جیسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔ دو سال بعد اچانک میری اس مریض کے بھائی سے ملاقات ہوئی۔ میں نے اس کے مریض بھائی کے بارے میں پوچھا۔ اس کے ہاتھ پاؤں تو بالکل ٹھیک کام کر رہے تھے لیکن اس کے جگر کا مرض بڑھ گیا اور وہ ایک سال قبل فوت ہو گیا۔ رحمة اللّٰہ علیه رحمة واسعة۔

45 - فریادرس اور سہارا

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ واسط میں حجاج بن یوسف کے پاس تشریف لے گئے اس کے محل پر ایک سرسری نظر دوڑائی اور کہا: یہ حکمران اپنی ذات میں عبرت ہیں۔ یہ محلات بناتے ہیں اور عمدہ سواریاں حاصل کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ لالچی مکھیوں اور پتنگوں کے گھر ہیں۔ پھر وہ کہتے ہیں: دیکھو! میں نے کیا کچھ بنا دیا ہے؟! حسن بصری کا جب حجاج سے سامنا ہوا تو کہنے لگے: اے اللہ کے دشمن! ہمیں معلوم ہے تم نے کیا بنایا ہے۔ فاسق حکمرانوں کو زمین و آسمان والے ناپسند کرتے ہیں۔ پھر حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ یہ کہتے ہوئے وہاں سے نکل گئے: اللہ تعالی نے علمائے حق سے یہ عہد لیا ہے کہ وہ حق بات کہہ دیں گے اور اسے نہیں چھپائیں گے۔ یہ کہا اور جلدی سے وہاں سے چل دیے۔ حجاج یہ سن کر غضبناک ہو گیا اور کہا: اہل شام! یہ بصری شخص میرے گھر میں آ کر مجھے گالیاں دے کر چلا گیا ہے اور اسے کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں۔ اللہ کی قسم! میں اسے قتل کر دوں گا۔ امام حسن بصری کے جانے کے چند روز بعد حجاج کے کچھ اہل کار حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے اور انہیں گرفتار کر کے حجاج کی طرف چل دیے۔ حسن بصری کو پہلے ہی پتا چل چکا تھا کہ حجاج نے ان کے بارے میں کن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ واپسی کے سفر میں سارا راستہ ان کے ہونٹ ہلتے رہے اور وہ کچھ پڑھتے رہے۔ جب انہیں حجاج کے پاس لایا گیا تو وہاں کا منظر یہ تھا کہ ان کے قتل کے لیے تلوار رکھی ہوئی تھی اور چمڑے کی چٹائی بچھ چکی تھی۔ حجاج بن یوسف جھاگ اڑا رہا تھا اور آپے سے باہر ہو رہا تھا۔ ان کے قتل کی تیاریاں مکمل تھیں۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حجاج سے بات شروع کی، بہت نرم لہجے میں اس سے مخاطب ہوئے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اسے وعظ ونصیحت کی۔ حجاج بن یوسف نے اپنے ملازموں سے کہا: تلوار لے جاؤ اور یہ چٹائی اٹھالو۔ حسن بصری نے سلسلہ کلام جاری رکھا۔ حجاج بن یوسف نے حکم دیا: دستر خوان لگایا جائے۔ اس نے انہیں کھانا کھلایا اور بڑی عمدہ قسم کی خوشبو انہیں اپنے ہاتھ سے لگائی اور انتہائی عزت واحترام سے رخصت کیا۔ لوگوں نے حسن بصری سے کہا: راستے میں بھی آپ کے ہونٹ ہلتے رہے ہیں۔ آپ کیا پڑھ رہے تھے؟ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا: میں سارے راستے یہ دعا کرتا رہا:

’يَا غِيَاثِي عِنْدَ عَوْذَتِي، وَيَا عُدَّتِي عِنْدَ كُرْبَتِي وَيَا صَاحِبِي فِي شِدَّتِي، وَيَا وَلِيِّي فِي نِعْمَتِي، وَيَا إِلَهِي وَإِلَهَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ، وَالْأَسْبَاطِ، وَمُوسَى وَعِيسَى وَيَارَبَّ النَّبِيِّينَ كُلِّهِمْ أَجْمَعِينَ، وَيَا رَبَّ كَهَيَعَص، وَطَهَ وَيَس، وَيَارَبَّ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ، صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ، وَارْزُقْنِي مَوَدَّةَ عَبْدِكَ الْحَجَّاجِ وَخَيْرَهُ وَمَعْرُوفَهُ، وَاصْرِفْ عَنِّي أَذَاهُ وَشَرَّهُ وَمَكْرُوهَهُ وَمَعَرَّتَهُ‘

”اے میرے فریادرس، مصائب میں میرے کام آنے والے، سختیوں میں میری مدد کرنے والے، مجھے نعمتوں سے نوازنے والے، میرے معبود حقیقی، ابراہیم، اسماعیل، یعقوب، ان کی اولاد، موسیٰ، عیسیٰ اور تمام انبیاء علیہم السلام کے معبود، کھیعص، طٰہٰ ویٰس اور قرآن کریم کے رب، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی پاکیزہ آل پر درود بھیج اور اپنے بندے حجاج کے دل میں میری محبت ڈال دے، مجھے اس کی طرف سے خیر اور بھلائی ہی پہنچے۔ اس کی اذیت، شر، ناپسندیدگی اور انتقام کو مجھ سے ہٹادے۔“

الفرج بعد الشدة، للقاضي التنوخي، ص: 43.

46- اللہ کی طرف سے حج کے لیے بلاوا

موسم حج ختم ہونے اور حجاج کرام کے مشاعر سے منتشر ہو جانے کے بعد ہر کوئی واپسی کی تیاریوں میں مصروف ہے۔ اپنے اپنے ممالک کو لوٹنے والے حجاج کا ائیر پورٹ پر ہجوم ہے۔ ہر کوئی اپنے وطن کو جانے والی فلائٹ کا منتظر ہے، جہاں احباب بے صبری سے اس کا انتظار کر رہے ہیں۔ سعید بھی فلائٹ کے انتظار میں ایک کرسی پر جا بیٹھا۔ اس کے برابر والی کرسی پر بھی ایک حاجی براجمان تھا۔ دونوں نے سلام وکلام اور باہمی تعارف کا تبادلہ کیا۔ پھر اس شخص نے سعید سے کہا:

سعید بھائی! میں ایک ٹھیکیدار ہوں اور اللہ تعالی کے فضل وکرم سے اس دفعہ مجھے ایک ایسے پروجیکٹ کا ٹینڈر حاصل کرنے میں کامیابی ہوئی جس میں اتنی کمائی ہے جو پوری زندگی کے لیے کافی ہے۔ چنانچہ میں نے اللہ تعالی سے وعدہ کیا کہ اس نعمت کے شکرانہ کے طور پر اس مرتبہ حج ضرور کروں گا۔ الحمد للہ یہ میرا دسواں حج ہے۔ یہاں آنے سے پہلے میں نے اپنے مال کی تمام زکاۃ بھی ادا کر دی تاکہ میرا حج اللہ کی بارگاہ میں قبول ہو جائے۔ اللہ کا شکر ہے کہ میں دسویں بار حج کر کے وطن لوٹ رہا ہوں۔ سعید نے اپنا سر ذرا سا ہلایا اور کہا: اللہ تمہارے حج کو قبول فرمائے، تمہاری محنت کو قبول فرمائے اور تمہارے گناہوں کو معاف فرمائے۔ اس نے کہا: اللہ سب کا حج اسی طرح قبول فرمائے۔ پھر وہ سعید کی طرف متوجہ ہو کر گویا ہوا: سعید بھائی! اگر تمہارے حج کا بھی کوئی خاص قصہ ہے تو مجھے سناؤ۔ سعید نے تھوڑے سے تردد اور ہچکچاہٹ کے بعد کہا: میرے بھائی! یہ ایک طویل

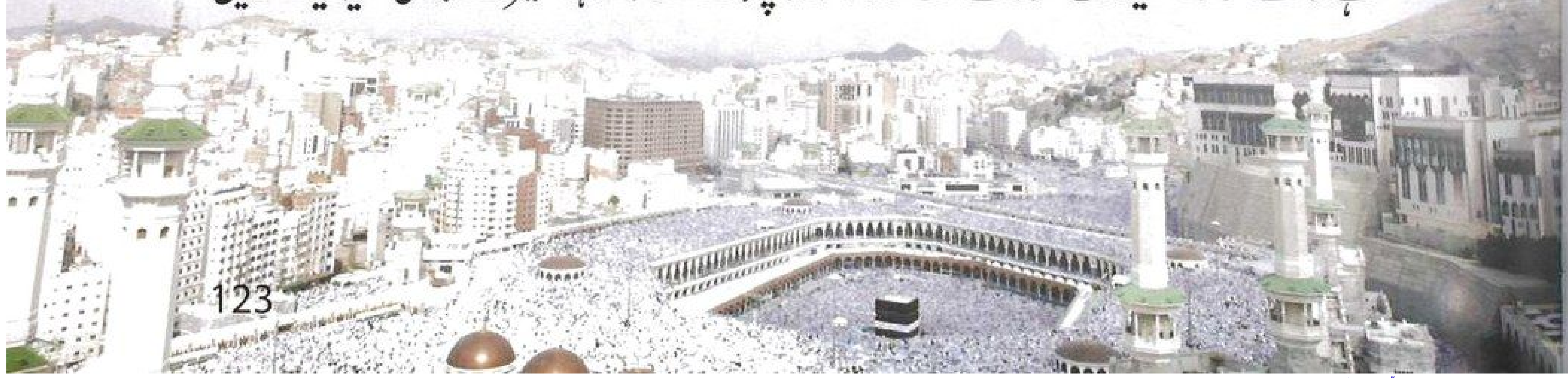

www.KitaboSunnat.com

داستان ہے اور میں اتنی لمبی بات کر کے تمہارے لیے دردسر کا باعث نہیں بننا چاہتا۔

اللہ کے لیے اپنا قصہ ضرور سناؤ۔ ہمیں یہاں سوائے انتظار کے کچھ کرنا تو ہے نہیں۔ وہ شخص مسکرا کر بولا۔

ہاں جی یہ بات تو ہے جب انتظار ہی کرنا ہے تو پھر سنو! سعید نے کہا:

بہت سال پہلے کی بات ہے میں نے ایک ماہر اعصاب فزیشن کے طور پر ڈاکٹری کی تعلیم مکمل کی۔ تیس برس تک اس پیشہ سے منسلک رہا۔ جب میں ریٹائرمنٹ کے قریب پہنچا، بچوں کی شادیوں سے فارغ ہو چکا اور کچھ ذہنی فراغت نصیب ہوئی تو میں نے اپنی جمع شدہ پونجی سے فریضہ حج کی ادائیگی کے بارے میں سوچا۔ جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ کسی شخص کو اپنی موت کے وقت کا پتہ نہیں، اور یہ ایک فرض تھا جو میرے ذمہ تھا۔ سعید نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔

جی بالکل، حج اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے۔ جس کسی کے پاس استطاعت ہو اس کے لیے یقیناً یہ فرض کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس شخص نے گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

آپ نے بجا فرمایا۔ سعید نے اس کی بات کی تکمیل کرتے ہوئے کہا۔ عین اس دن جس روز مجھے اپنی ڈیوٹی ختم کر کے ٹریول ایجنٹ کے پاس پہنچ کر اخراجات سفر کی ادائیگی کرنا تھی، میں نے اس غرض سے اپنے اکاؤنٹ سے تمام رقوم بھی نکلوا لی تھیں کہ یک دم ایک غیر متوقع صورت حال پیش آ گئی۔ اچانک ایک خاتون میرے سامنے آ گئی جس کا فالج زدہ بیٹا اسی ہسپتال میں زیر علاج تھا جہاں میں ڈیوٹی کرتا تھا۔ غم واندوہ اور حسرت و یاس کی گہری پرچھائیاں اس کے چہرے سے ہویدا تھیں۔ اللہ حافظ ڈاکٹر سعید! آج کے بعد ہم لوگ اس ہسپتال میں نہیں آ سکیں گے۔ میں اس کی بات سن کر بے حد حیران ہوا اور سوچنے لگا کہ شاید یہ اماں اپنے بیٹے کے علاج سے مطمئن نہیں اور اسے کسی

دوسری جگہ منتقل کرنا چاہتی ہے۔ وہ کہنے لگی: ڈاکٹر صاحب! میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ آپ نے میرے بیٹے کے ساتھ باپ والی شفقت کا مظاہرہ کیا۔ ایک وقت تھا کہ ہم اس کی شفایابی سے مایوس ہو چکے تھے مگر آپ کے علاج سے بہت افاقہ ہوا۔

عجیب وغریب عورت تھی۔ جب وہ خود تسلیم کر رہی تھی کہ وہ آپ کے علاج سے مطمئن ہے اور بیٹا روبصحت بھی ہے تو پھر وہ کیوں اس کا علاج بند کرنے پر تل گئی۔ اس شخص نے سعید کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

یہی سوچ کر تو میں پریشان ہو گیا۔ سعید نے جواب دیا۔ میں نے ہسپتال کی انتظامیہ سے رابطہ کیا اور کیشیر سے پوچھا: ہاں بھئی ایسا کیا ہوا کہ اس خاتون نے علاج بند کرنے کا فیصلہ کر لیا، کہیں اس میں میری کسی کوتاہی کا دخل تو نہیں ہے؟ میں نے بے صبری سے پوچھا۔

جی نہیں! آپ کا اس معاملہ میں کوئی قصور نہیں۔ کیشیر نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔ ہوا دراصل یہ ہے کہ اس کے شوہر کی ملازمت اچانک ختم ہو گئی ہے۔ گھر کے مالی حالات دفعتاً سخت خراب ہو گئے ہیں اور ان لوگوں کے پاس علاج کے اخراجات برداشت کرنے کی طاقت نہیں رہی۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے علاج بند کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

کہانی سننے والا ٹھیکیدار بھی غمزدہ ہو گیا اور کہنے لگا: جی ہاں اس مسکین خاتون کی طرح اور بھی بہت سے لوگ تھے جنہیں حالیہ کساد بازاری میں اپنے روزگار سے ہاتھ دھونے پڑے۔ آپ نے پھر کیا اقدام کیا؟ اس نے سعید سے پوچھا۔

میں فوری طور پر ہسپتال کے ڈائریکٹر سے ملا، ڈاکٹر سعید نے کہا۔ اور اس سے درخواست کی کہ وہ ہسپتال کی جانب سے اس کے علاج کے اخراجات کا انتظام کر دے لیکن اس نے صاف انکار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہوئے کہا: دیکھیے ڈاکٹر صاحب! یہ پرائیویٹ ہسپتال ہے۔ یہ تجارتی ادارہ ہے کوئی خیراتی ادارہ تو ہے نہیں۔ جس کے پاس پیسہ نہیں اسے ہم کیسے علاج فراہم کر سکتے ہیں؟!

میں غمزدہ ہو کر بوجھل قدموں کے ساتھ ڈائریکٹر کے کمرے سے نکلا اور خاتون کے پاس آیا۔ ایک ایسے وقت میں جب کہ اس کے بیٹے کی حالت سنبھلنے لگی تھی اور وہ تیزی سے صحت یاب ہو رہا تھا، علاج بند کرنے کا مطلب بہت واضح تھا کہ اس مریض کو پھر اسی حال کو پہنچا دیا جائے جس سے وہ بڑی مشکلوں سے نکلا تھا۔ پھر دفعتاً یہ ہوا کہ غیر ارادی طور پر میرا ہاتھ جیب کی طرف بڑھ گیا جہاں حج کے اخراجات کی رقم رکھی ہوئی تھی۔ میں ایک لمحے کے لیے اپنی جگہ رکا اور پھر میں نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے رب سے ایک دعا کرتے ہوئے عرض کیا:

یا اللہ! تو اچھی طرح جانتا ہے کہ میرے دل میں تیرے گھر کے حج کا اور تیرے نبی کی مسجد کی زیارت کا کس قدر شوق تھا۔ اس کے لیے میں نے سالہا سال تک تیاری کی اور گن گن کر لمحات گزارے۔ لیکن آج میں تیرے ساتھ کیے ہوئے اس وعدے کو مؤخر کرنے پہ مجبور ہو گیا ہوں۔ تیری

بارگاہ میں التجا کرتا ہوں کہ میری خطا معاف فرمانا۔ یہ کہہ کر میں کیشیر کے پاس گیا اور اپنے حج کی ساری رقم اس کے حوالے کرتے ہوئے کہا: یہ اس بچے کے چھ ماہ کے علاج کا پیشگی خرچہ ہے۔ آپ خاتون سے کہہ دینا کہ ہسپتال کے پاس ایسے نادار مریضوں کے لیے ایک خصوصی فنڈ ہوتا ہے۔

ٹھیکیدار کی آنکھیں بھیگ گئیں اور اس نے سعید سے پوچھا: پھر تم نے حج کیسے کیا؟

میرا خیال ہے آپ جلد نتیجہ سننا چاہتے ہیں۔ شاید آپ میری داستان کی طوالت سے اکتا گئے ہیں؟ سعید نے ہنستے ہوئے کہا۔ ٹھہریے جناب! اس کہانی کا اگلا حصہ سماعت فرمائیے۔

میں بوجھل دل سے گھر لوٹا۔ مجھے اپنی زندگی میں ملنے والا حج کا یہ موقع ہاتھ سے نکلنے کا قلق بھی تھا لیکن اس بات پر خوشی بھی تھی کہ میں اس خاتون کی مدد کر سکا۔ اب اس کے بیٹے کا علاج ہوتا رہے گا۔ میرے آنسو میرے رخساروں کو تر کر رہے تھے کہ اسی عالم میں میری آنکھ لگ گئی۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں بیت اللہ شریف کا طواف کر رہا ہوں اور لوگ مجھے سلام کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں: تمہیں مقبول حج مبارک ہو۔ حاجی سعید! ہماری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔ مجھے ایک عجیب وغریب خوشی کا احساس ہو رہا تھا حالانکہ مجھے معلوم تھا کہ میں حج نہیں کر سکا۔ بہر حال میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور اس کی تقدیر پر راضی ہو گیا۔

جیسے ہی میں نیند سے بیدار ہوا، میرے فون کی گھنٹی بجی اور دوسری جانب ہسپتال کے ڈائریکٹر کی آواز سنائی دی: سعید صاحب! ایک بڑے بزنس مین حج کرنا چاہتے ہیں اور ان کا اصرار ہے کہ وہ اس وقت تک حج کے لیے نہ جائیں گے جب تک ان کے ہمراہ ایک ایسا ڈاکٹر نہ ہو جو اعصابی امراض کا ماہر ہو۔ ان صاحب کا ذاتی معالج جوان کے ساتھ جانے والا تھا اس کی اہلیہ اس وقت حمل کے آخری ایام میں ہے اور ڈاکٹر اس کو چھوڑ کر جانے کے لیے تیار نہیں۔ تو کیا آپ اس ڈاکٹر کی جگہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حج پر جانے کے لیے تیار ہیں؟ میں اس کو ناراض نہیں کرسکتا کیونکہ وہ ہسپتال کے آدھے شیئرز کا مالک ہے۔اس کی ناراضگی سے میری نوکری جاسکتی ہے، ڈائریکٹر نے کہا۔

کیا وہ مجھے حج کرنے کی اجازت دے گا؟ میں نے جواباً پوچھا۔انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو میں نے کہا: میں ان کے ساتھ جاؤں گا اوران سے کوئی معاوضہ بھی نہیں لوں گا۔ چنانچہ جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں میں نے حج کیا اورنہایت آسانی اورسہولت کے ساتھ کیا۔ان صاحب نے میری خدمات سے خوش ہوکر جب مجھے کچھ رقم باصرار دینا چاہی تو میں نے انہیں وہی عورت والا قصہ سنا دیا۔انہوں نے ساری بات سن کرہسپتال کی انتظامیہ کوحکم دیا کہ اس بچے کا علاج ان کے خاص حساب سے کیا جائے اور ساتھ ہی یہ حکم بھی جاری کیا کہ ہسپتال میں ایک خاص فنڈ قائم کیا جائے جس سے نادار مریضوں کا علاج کیا جائے۔انہوں نے اسی پربس نہیں کیا بلکہ اس خاتون کے شوہر کواپنی ایک کمپنی میں مناسب ملازمت بھی فراہم کردی۔

وہ شخص اٹھا، ڈاکٹر سعید کی پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا: واللہ! میں زندگی میں اس قدر شرمسار کبھی نہیں ہوا جس قدر آج ہوں، سعید بھائی! میں جب بھی حج کرتا ہوں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں نے بہت عظیم کام کیا ہے اور ہر حج کے بعد اللہ کے ہاں میرا درجہ اور بھی بڑھ جاتا ہوگا، مگر آج مجھے احساس ہورہا ہے کہ تمہارا حج میرے جیسوں کے حج سے بہت زیادہ قیمتی ہے۔

میں نے تو بیت اللہ کا حج کیا ہے مگر تمہیں اللہ تعالی نے خود اپنے گھر بلایا۔وہ بار بار یہی کہہ رہا تھا:

اللہ مجھے معاف کردے......اللہ مجھے معاف کردے۔

مختارات، للعماد عبد الرؤف۔

47- انوکھی دعا

مسلمہ بن عبدالملک نے ایک قلعے کا محاصرہ کیا۔مسلمانوں کو قلعے کی دیوار میں ایک جگہ اتنا بڑا سوراخ نظر آیا جس سے بمشکل ایک شخص داخل ہوسکتا تھا۔لوگوں نے اس سوراخ کی طرف دیکھا ایک دوسرے کوتوجہ دلائی۔انہیں اندر کے حالات کی کوئی خبرنہیں تھی اس سوراخ کے پاس کتنے لوگ موجود ہیں۔آیا اس شخص کو سوراخ سے نکلنے اورلڑنے کا موقع بھی مل پائے گا یانہیں۔یہ سیدھی موت کو گلے لگانے والی بات تھی۔

لوگ ایک دوسرے کے منہ کی طرف دیکھ رہے تھے کہ سب سے پہلے کون اس کے ذریعہ قلعے کے اندر جائے۔اسلامی لشکر میں سے ایک غیر معروف شخص سامنے آیا اور کہا: میں جاتا ہوں۔یہ کہہ کروہ اس سوراخ کے ذریعے قلعے کے اندر چلا گیا اورصورت حال کوسنبھال لیا اوراس کے بعد اور بھی بہت سے لوگ اس کے ذریعہ قلعے میں داخل ہوئے اور مسلمانوں نے قلعہ فتح کرلیا۔فتح کے بعد مسلمہ بن عبدالملک نے اعلان کیا کہ ''صاحب نقب'' یعنی سوراخ کے ذریعہ سب سے پہلے اندر جانے والا شخص میرے پاس آئے۔لیکن کوئی نہ آیا۔اس نے دوبارہ سہ بارہ یہ اعلان کروایا۔

پھراعلان کرنے والے کے پاس ایک شخص آیا اور کہا: سپہ سالار سے میرے لیے ملاقات کی اجازت حاصل کرو۔اعلان کرنے والے نے پوچھا: کیا آپ ''صاحب نقب'' ہیں۔اس نے جواب دیا: میں اس کے بارے میں جانتا ہوں۔اعلان کرنے والے نے مسلمہ کو بتایا۔مسلمہ نے فوراً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجازت دے دی۔ اس شخص نے مسلمہ سے کہا: ''صاحب نقب'' کی اپنے بارے میں کچھ بتانے کے لیے تین شرطیں ہیں۔ مسلمہ نے کہا: اس نے ایسا عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ ہم اس کی ہر شرط ماننے کے لیے تیار ہیں۔ اس نے کہا: پہلی شرط یہ ہے کہ خلیفہ کو اس کا نام لکھ کر نہ بھیجا جائے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اسے کسی انعام کی پیش کش نہ کی جائے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ اس سے اس کا نام نہ پوچھا جائے اور نہ یہ پوچھا جائے کہ اس کا تعلق کس قبیلے سے ہے۔ مسلمہ نے کہا: مجھے منظور ہے۔ اس شخص نے جواب دیا: میں ہی وہ شخص ہوں۔ مسلمہ اس واقعہ کے بعد جب بھی نماز پڑھتا تو یہ دعا ضرور کرتا:

'اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مَعَ صَاحِبِ النَّقْبِ'

اے اللہ! مجھے آخرت میں ''صاحب نقب'' کا ساتھ نصیب فرما۔

عيون الأخبار، لابن قتيبة:72/1۔

48- اللہ تعالیٰ کس طرح فریادیں سنتا ہے!!

یہ واقعہ بریدہ سعودی عرب میں 1361 ہجری میں پیش آیا۔ کچھ لوگ اونٹوں پر سفر کر رہے تھے۔ ان مسافروں میں عبداللہ سحان اور اس کا بیٹا ابراہیم بھی تھا۔ ان کے بیٹے کی عمر اس وقت تقریباً پندرہ سال تھی۔ موسم انتہائی گرم تھا۔ موسم کی شدت کا مقابلہ کرنے کے لیے انہیں بار بار پانی پینا پڑتا۔ پانی کا ذخیرہ ان کے پاس کم ہو رہا تھا جبکہ ابھی ایک لمبا سفر طے کرنا باقی تھا۔ عبداللہ بن سحان اس راستے اور راستے میں آنے والے کنوؤں اور تالابوں کے بارے میں بخوبی جانتے تھے۔ ان کی معلومات کے مطابق قریب قریب کوئی بھی کنواں نہیں تھا۔ انہیں پانی کے حصول میں شدید مشکلات کا

سامنا کرنا پڑ سکتا تھا۔

جب ان کے پاس پانی کا ذخیرہ خاصا کم ہو گیا اور ان کے لیے مزید سفر جاری رکھنا دشوار ہو گیا تو انہوں نے قافلے کو ایک جگہ ٹھہرایا اور وہ مفلح سبیعی کو ساتھ لے کر پانی کی تلاش کے لیے روانہ ہوئے۔ تلاش بسیار کے باوجود انہیں پانی نہ ملا۔ انہیں پیاس بھی ستانے لگی پھر وہ خطرناک لمحہ بھی آ گیا جب ان کے پاس پانی بالکل ختم ہو گیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی پیاس بڑھتی گئی اور وہ نڈھال ہو گئے۔ بالآخر وہ چلنے پھرنے سے عاجز آ گئے اور پھر ان کے لیے کلام کرنا بھی دوبھر ہو گیا۔ وہ صرف اشاروں سے بات چیت کرنے لگے۔ اب سارے ظاہری اسباب ختم ہو گئے تھے۔ صرف اور صرف ایک ہی در کھلا تھا۔ انہوں نے بھی اسی در کی طرف توجہ کی اور بڑی عاجزی وانکساری سے اللہ تعالیٰ سے التجا شروع کر دی کہ وہ انہیں اس گمبھیر صورت حال سے نکالے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی التجا سنی۔ دور کہیں سے ایک بادل آیا اور ان کے اوپر یہ بادل کچھ دیر گرجا، پھر موسلا دھار بارش برسنے لگی۔ پانی کے لیے ترسے ہوئے سیراب ہو گئے۔ انہوں نے خوب جی بھر کے پانی پیا اور اپنے پاس موجود مشکیزوں کو بھی بھر لیا۔ پھر واپس آ کر اپنے ساتھیوں کو بھی پلایا اور اطمینان کے ساتھ اپنے سفر پر رواں دواں ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے:

﴿ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ یَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴾

''مجبور جب انتہائی لاچاری کے عالم میں پکارتا ہے تو کون اس کی پکار کو سنتا ہے اور اس کی پریشانی دور کرتا ہے۔ اس نے تمہیں زمین میں خلفاء بنایا ہے۔ کیا اللہ کے علاوہ بھی کوئی اور معبود برحق ہے۔ تم کم ہی نصیحت حاصل کرتے ہو۔''

النمل: 62 .

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

49- اور میری کایا پلٹ گئی

ایک مراکشی نوجوان جو مغربی ماحول میں پلا بڑھا۔ مسلمان ہونے کے باوجود اسلام کے ساتھ اس کا تعلق محض رسمی سا تھا۔ اسلامی تعلیمات کو اس نے کبھی اپنی زندگی کا حصہ نہیں بنایا۔ نماز بھی کبھی کبھار ہی پڑھتا تھا۔ نیکی اور بدی کے چکر میں وہ کم ہی پڑتا تھا۔ پھر یکا یک ایسا ہوا کہ اس کی کایا ہی پلٹ گئی۔ اگلے ہی لمحے وہ ایک بدلا ہوا انسان تھا۔ یہ کیسے ہوا خود اس کی اپنی زبانی سنیے:

میں ایک مرتبہ ستائیس رمضان کو اپنے گھر والوں کے ساتھ بیٹھ کر ٹیلیویژن پر حرم مکی سے نشر ہونے والی نماز تراویح دیکھ رہا تھا۔ حرم پاک کا ماحول اور ائمہ حرمین کی دل نشین تلاوت نے ایک سماں باندھ دیا تھا۔ ہر ہر لفظ دل و دماغ میں اترتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ ایک آیت پر تو میں چونک ہی اٹھا اور میرے دماغ سے غفلت کے سارے بادل چھٹ گئے۔ امام صاحب بھی انتہائی پرسوز انداز میں اس آیت کو بار بار پڑھ رہے تھے۔ شاید انہیں بھی احساس تھا کہ مجھ جیسے کئی گنہگاروں کی روحیں اس سے گھائل ہو رہی تھیں۔ وہ آیت یہ تھی:

﴿ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴾

''(اے میرے نبی) کہہ دیجئے! (کہ اللہ فرماتا ہے) میرے ایسے بندو جنہوں نے (گناہ کر کے) اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا۔ اللہ تعالی سب گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ وہ بخشنے والا انتہائی مہربان ہے''۔(الزمر: 53)

میں نے محسوس کیا کہ یہ آیت میرے دل کی اتھاہ گہرائیوں میں اتر گئی ہے۔ اس لمحے مجھے احساس ہوا کہ اللہ کی رحمت انتہائی وسیع ہے۔ اللہ تعالی سب گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔ مجھے بھی اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہیے۔ جس لمحے میں نے اللہ کی طرف رجوع کیا میں نے ایسی راحت اور طمانینت محسوس کی کہ دنیا کی کوئی نعمت اس کا متبادل نہیں ہوسکتی۔

المجلة العربية -

50- دن کے اولین اوقات کے لیے دعائے برکت

سیدنا صخر غامدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ یہ دعا فرمائی تھی:

'اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا'

''اے اللہ! میری امت کے لیے دن کے اولین اوقات میں برکت عطا فرما۔''

رسول اللہ ﷺ کا یہ معمول تھا کہ آپ لشکر کو ہمیشہ صبح سویرے روانہ کرتے۔ راویِ حدیث صخر غامدی رضی اللہ عنہ تاجر تھے۔ وہ بھی سامانِ تجارت صبح سویرے بازار بھیج دیتے۔ یوں وہ بہت مالدار ہو گئے۔

سنن ابن ماجه، حديث: 2236.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

51- جنت کا طلب گار

ام ابراہیم ہاشمیہ بصرہ کی ایک عبادت گزار خاتون تھیں۔ ایک مرتبہ رومی عیسائیوں نے بصرہ پر چڑھائی کر دی۔ بصرہ کے سرکردہ افراد لوگوں کو جہاد کی ترغیب دینے لگے۔ امیر لشکر عبدالواحد بن زید ایک دن کھڑے ہوئے اور جہاد کی ترغیب کے لیے اتنی مؤثر تقریر فرمائی کہ لوگوں کی نظروں میں دنیاوی آرائش وزیبائش حقیر ہوگئی اور وہ دنیا کے اس عارضی ٹھکانے کو خیر باد کہنے کے لیے تیار ہوگئے۔ ان کی آنکھوں کے سامنے اب دو ہی مقاصد تھے کہ یا تو اپنے دشمن کو شکست دے کر پسپا ہونے پر مجبور کیا جائے یا شہید ہو کر اللہ کے حضور سرخرو ہو کر جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوا جائے۔

حاضرین کے درمیان سے ام ابراہیم آگے آئیں اور عبدالواحد رحمہ اللہ سے کہا: ابو عبید! آپ میرے بیٹے ابراہیم کو جانتے ہیں۔ بصرہ کے اونچے اونچے گھرانوں سے اس کے لیے رشتے آئے ہیں۔ لیکن اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں اپنے بیٹے کی شادی جنت کی اس حور سے کروں گی جس کی صفات آپ نے اپنی تقریر میں بیان فرمائی ہیں۔ کیا آپ میرے بیٹے کی شادی اس حور سے کروا سکتے ہیں؟ میرا بیٹا آپ کے ساتھ میدان جہاد میں جائے گا۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ اسے شہادت عطا فرمائے اور قیامت والے دن اپنے والدین کا سفارشی بن جائے۔ عبدالواحد بن زید نے جواب دیا: اے محترم خاتون! اگر آپ نے ایسا کیا تو یہ آپ کی، آپ کے خاوند اور بیٹے کی بہت بڑی کامیابی ہوگی۔ بیٹا جو یہ مکالمہ سن رہا تھا حاضرین کے درمیان سے بولا: اماں جان! مجھے یہ رشتہ منظور ہے۔ ماں نے

پھر پوچھا: کیا تو اللہ کی رضا کے لیے جہاد کر کے جنت کی اس حور سے شادی کے لیے تیار ہے اور اس کے حصول کے لیے دل و جان سے اللہ کی راہ میں اپنی توانائیاں صرف کرنے اور گناہوں کو چھوڑنے کے لیے پرعزم ہے؟ بیٹے نے جواب دیا: اماں جان! اللہ کی قسم! میں راضی ہوں۔ پھر اس خاتون نے اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہو کر کہا:

'اللّٰهُمَّ إِنِّي أُشْهِدُكَ أَنِّي قَدْ زَوَّجْتُ وَلَدِي هَذَا مِنْ هَذِهِ الْحُورِيَّةِ، بِبَذْلِ مُهْجَتِهِ فِي سَبِيلِكَ، وَتَرْكِ الْعَوْدَةِ إِلَى الذُّنُوبِ فَتَقَبَّلْهُ مِنِّي يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ'

''اے اللہ! میں تجھے گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ میں نے اپنے بیٹے کی شادی جنت کی ایک حور سے کر دی ہے۔ اس کے حصول کے لیے یہ تیری راہ میں اپنی ساری توانائیاں صرف کر دے گا اور گناہوں کی طرف کبھی نہیں لوٹے گا۔ اے ارحم الراحمین مجھ سے یہ بیٹا قبول فرمالے''۔

پھر وہ خاتون اپنے گھر گئی اور دس ہزار دینار لا کر ابو عبید کے حوالے کیے اور کہا: یہ میرے بیٹے کا حق مہر ہے۔ اس کو آپ جہاد میں خرچ کریں۔ پھر اس نے اپنے بیٹے کے لیے ایک انتہائی عمدہ گھوڑا اور قیمتی ہتھیار خریدے۔ لشکر اپنی پوری تیاری اور عزم صمیم کے ساتھ نکلا اور سب کی زبانوں پر یہ الفاظ تھے:

﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾

''اللہ تعالیٰ نے جنت کے بدلے میں مومنین سے ان کی جانوں اور مالوں کا سودا کر لیا ہے کہ وہ اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے''۔ التوبة: ۱۱۱۔

جب ام ابراہیم کے اپنے بیٹے سے علیحدہ ہونے کا وقت آیا تو اس عظیم ماں نے کفن اور خوشبو اپنے عزیز از جان بیٹے کے حوالے کی اور کہا: پیارے بیٹے! جب تم دشمن کے مدمقابل جانے لگو تو اسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنا لباس بنا لینا۔ انتہائی محتاط رہنا، اللہ کے راستے میں کوئی کوتاہی نہ ہونے پائے۔ پھر اپنے بیٹے کو سینے سے لگایا، ماتھا چوما اور کہا: اب ان شاء اللہ قیامت کو ملاقات ہوگی۔ عبدالواحد رحمہ اللہ میدان جنگ کی صورت حال بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: جب دشمن سے ہمارا سامنا ہوا تو ابراہیم اگلی صفوں میں تھے۔ انہوں نے بہت سے رومیوں کو قتل کیا اور پھر دشمنوں کی ایک بڑی تعداد نے انہیں گھیرے میں لے لیا۔ کافی دیر تک وہ بے جگری سے لڑتے رہے۔ اکیلا آدمی اتنے زیادہ لوگوں کا کب تک مقابلہ کرسکتا ہے؟ آخر کار وہ شہید ہو کر اللہ کے ہاں سرخرو ہوگئے۔

جب لڑائی ختم ہوئی اور ہم مال غنیمت لے کر بصرہ واپس آئے تو اہل بصرہ نے ہمارا بھرپور استقبال کیا۔ ان استقبال کرنے والوں میں ام ابراہیم بھی تھیں۔ ام ابراہیم مجھے ملیں اور کہا: اگر میرا تحفہ قبول کرلیا گیا ہے تو مجھے مبارک باد دیجیے اور اگر قبول نہیں ہوا تو مجھ سے تعزیت کیجیے۔ عبدالواحد نے جواب دیا، آپ کا تحفہ قبول کرلیا گیا ہے۔ آپ کا بیٹا ابراہیم ان شاء اللہ دیگر شہداء کے ساتھ اللہ کی نعمتوں سے مستفید ہو رہا ہوگا۔ ام ابراہیم نے اسی وقت سجدۂ شکر ادا کیا اور قربانی کی قبولیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی۔ اگلے دن ام ابراہیم میرے پاس آئی تو انتہائی مسرور تھی۔ میں نے وجہ پوچھی تو اس نے بتایا: میں نے گزشتہ رات خواب میں دیکھا کہ میرا بیٹا ابراہیم انتہائی خوبصورت باغ میں ہے۔ وہاں ایک سبز رنگ کا انتہائی نفیس گنبد ہے۔ وہ ہیرے جواہرات سے مرصع ایک تخت پر بیٹھا ہے۔ اس نے سر پر ایک انتہائی خوبصورت تاج پہنا ہوا ہے۔ اس نے مجھے دیکھ کر کہا: اماں جان! خوش ہو جائیے! آپ کا دیا ہوا حق مہر قبول کرلیا گیا ہے اور دلہن کو دولہا کے سپرد کر دیا گیا ہے۔

مشارق الأشواق إلى مصارع العشاق، للحافظ ابن النحاس: 215/1 -

52- اور زنگ اتر گیا

میں نے ایک ایسے خاندان میں آنکھ کھولی جس میں حلال وحرام کی کوئی تمیز نہیں تھی۔ شراب ہمارے دسترخوان پر دیگر مشروبات کی طرح موجود ہوتی۔ سودی لین دین میں بھی ہمیں کوئی قباحت محسوس نہیں ہوتی تھی۔ مسجد میں جانے کی ہم نے کبھی زحمت گوارا نہیں کی تھی۔ ہمارے پڑوس میں ایک بہت بڑی مسجد تھی۔ اس مسجد میں شیخ ابراہیم خطیب تھے۔ لوگ ان کی شخصیت اور خطابت کو بہت پسند کرتے تھے لیکن ہمارے گھر والوں کو ان سے کوئی سروکار نہیں تھا۔

ایک دن میں اپنے گھر کے بالا خانے پر موجود تھا اور مسجد سے شیخ ابراہیم کی آواز آرہی تھی۔ مجھے ان کی آواز میں بڑی کشش محسوس ہوئی۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد میں بے اختیار مسجد کی طرف جا رہا تھا۔ شیخ کی باتیں میرے دل ودماغ میں سرایت کر رہی تھیں۔ مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ میرے اندر لگا سالوں کا زنگ اتر رہا ہے اور میں بالکل ایک بدلا ہوا انسان ہوں۔

شیخ ابراہیم رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان سنا رہے تھے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’أَيُّمَا جَسَدٍ نَبَتَ مِنْ حَرَامٍ فَالنَّارُ أَوْلَى بِهِ‘

’’جو جسم مال حرام سے پرورش پاتا ہے، جہنم ہی اس کے لیے سب سے مناسب جگہ ہے‘‘۔

مجھے یہ سن کر دھچکا سا لگا کہ ہم بے خیالی میں تباہی کی طرف جا رہے ہیں۔ اپنے لیے جہنم میں جانے کے اسباب کے ڈھیر لگا رہے ہیں۔ میرے دل میں آیا کہ اپنا گھر چھوڑ دوں، کسی اور جگہ چلا جاؤں، وہاں یہ راحت و آرام تو نہیں ہوگا، مشکلات کا سامنا ہوگا، لیکن جہنم کی آگ سے تو بچ جاؤں گا۔ بہر حال یہ کوئی چھوٹا فیصلہ نہیں تھا۔ ابھی مجھ میں ایسا کرنے کی ہمت نہیں تھی۔ میں نے اپنا گھر تو نہ چھوڑا لیکن اپنے گھر سے کھانا پینا ترک کر دیا۔ اب کیفیت یہ تھی کہ میرے گھر والے تو اپنے من پسند کھانے کھا رہے ہوتے اور میں دہی، پنیر اور روٹی وغیرہ لے کر کم سے کم پیسوں میں گزارا کر رہا ہوتا، کیونکہ میں اپنے والدین کے پیسے استعمال کرنا نہیں چاہتا تھا۔

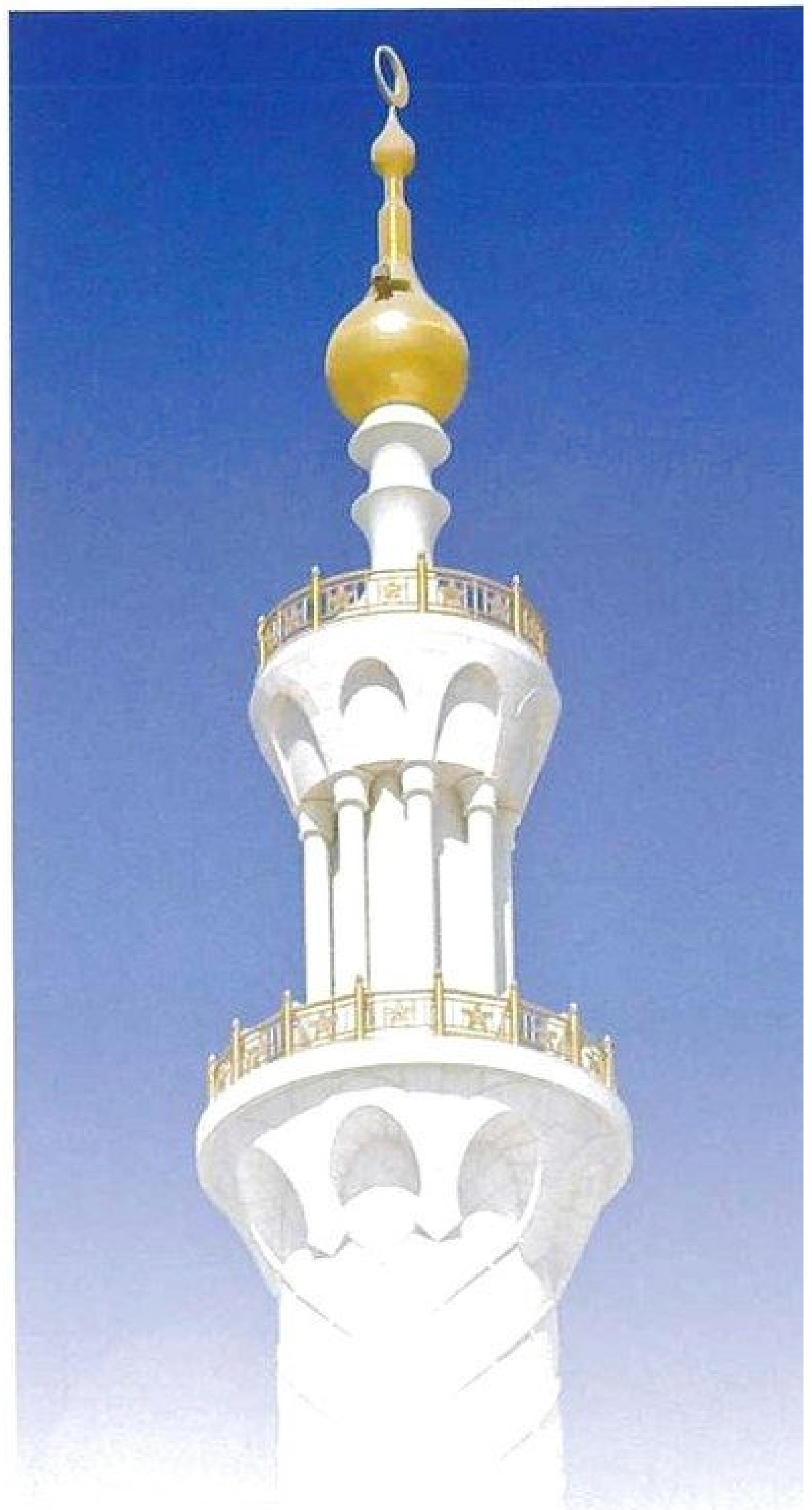

میری اس کیفیت پر والدہ بہت دکھی تھیں۔ میرے بغیر وہ بھی بادل نخواستہ ہی چند لقمے کھاتی تھیں۔ ان کی شدید خواہش تھی کہ میں بھی ان کے ساتھ کھانے میں شریک ہوا کروں۔ وہ مجھے بڑے لاڈ و پیار سے سمجھانے کی کوشش کرتیں۔ میں انہیں بڑے احترام اور محبت بھرے انداز میں جواب دیتا: امی جان! آپ بھی جانتی ہیں کہ میرے باپ کا مال حرام ہے۔ اس میں سود کی آمیزش ہے۔ شراب ہمارے دستر خوان پر عام مشروب کی طرح استعمال ہوتی ہے۔ یہ روش ہمیں جہنم میں لے جائے

گی۔ آہستہ آہستہ والدہ بھی میرے ساتھ شامل ہو گئیں۔ اب انہوں نے نمازیں بھی پابندی سے ادا کرنی شروع کر دیں۔ پھر میری بہن بھی ہمارے ساتھ آملی۔ لیکن میرے والد کا تکبر، ضد اور انا برقرار رہی۔ وہ اپنی اس روش کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ ہم نے ان کے ساتھ کبھی کوئی بدتمیزی نہیں کی۔ ہمارا رویہ انتہائی مؤدبانہ تھا۔ ہم انہیں قائل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ ان کے لیے رات کے آخری حصوں میں، قبولیت کی گھڑیوں میں دعائیں بھی کرتے رہے۔ آج بھی میرے کانوں میں اپنی والدہ اور بہن کی وہ التجائیں اور آہ وزاریاں گونج رہی ہیں۔

قرآنی دعا

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (201)

البقرة

ایک دن صبح کے وقت میرے والد نے ہمارے سامنے آکر زار وقطار رونا شروع کر دیا۔ پھر انہوں نے مجھے سینے سے لگا لیا اور کہا: بیٹے! میں وعدہ کرتا ہوں کہ ہر وہ کام چھوڑ دوں گا جس سے اللہ تعالی ناراض ہوتا ہے۔ جب نماز کا وقت ہوا تو میں اور میرے والد دونوں مسجد میں گئے۔ پھر ہم نے باقاعدگی سے مسجد جانا شروع کر دیا۔ ہم بڑی توجہ اور دلچسپی سے شیخ ابراہیم کے دروس وخطبات سنتے، جن کی تقاریر ہمارے لیے ہدایت اور رہنمائی کا باعث بنی تھیں۔ الحمدللہ آج ہمارے گھر سے شراب، سود اور دیگر خبائث کا بالکل خاتمہ ہو چکا ہے۔ اب ہر کام میں ہمارا گھرانہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو مقدم رکھتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

53- نظر بد کا علاج

میں ایک مرتبہ کسی کام کی غرض سے ایک سرکاری آفس میں گئی۔ ایک شخص نے اس انداز میں مجھے گھور کر دیکھا کہ میرے سارے جسم میں خوف کی ایک لہر دوڑ گئی۔ مجھے اس سے شدید گھبراہٹ اور دہشت کا احساس ہوا۔ میں جلدی سے اپنا کام ختم کر کے گھر پہنچی۔ گھر پہنچنے تک مجھے شدید تھکاوٹ کا احساس ہو رہا تھا۔ میرے قویٰ مضمحل اور اعصاب شل ہو چکے تھے۔ ایسے محسوس ہوتا تھا کہ بدن میں جان ہی نہیں ہے۔ میں ڈاکٹر کے پاس گئی۔ چیک اپ کے بعد اس نے بتایا کہ کوئی مسئلہ نہیں، نہ ہی پریشانی کی کوئی بات ہے۔ ہر چیز نارمل ہے۔ لیکن میرے جسم میں جان نہیں تھی۔ کوئی ایسی چیز تھی جو ڈاکٹروں کی پہنچ سے باہر تھی۔

میں نے اپنی بڑی نند سے ذکر کیا۔ وہ بڑی نیکوکار اور عبادت گزار خاتون تھیں۔ قرآن مجید سے دم بھی کیا کرتی تھیں۔ انہوں نے بتایا کہ مجھے نظر لگ گئی ہے، پھر انہوں نے قرآن مجید پڑھ کر دم کرنا شروع کیا تو میری حالت سنبھلنا شروع ہوگئی۔ جب انہوں نے اپنا دم مکمل کیا تو ایسے ہوگیا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔ میں پہلے کی طرح صحت مند اور پرسکون ہوگئی۔ یہ واقعہ پڑھتے ہی انسان کی توجہ حدیث نبوی میں موجود سیدنا سہل بن حنیف کے واقعہ کی طرف مبذول ہو جاتی ہے۔

امامہ بن سہل بن حنیف کہتے ہیں: میرے والد نہایت خوبصورت جسم کے مالک ایک پرکشش انسان تھے۔ ایک دفعہ وہ غسل کر رہے تھے کہ عامر بن ربیعہ کا وہاں سے گزر ہوا۔ انہوں نے غور سے

میرے والد کے جسم کو دیکھا اور کہا: واہ! میں نے اس قدر حسین وجمیل بدن تو آج تک دیکھا ہی نہیں۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ سیدنا سہل بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ رسول اللہ ﷺ کو خبر دی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرے اس صحابی کو نظر لگ گئی ہے۔ مجھے بتاؤ کہ ان کے غسل کرتے وقت کون وہاں سے گزرا تھا؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: اللہ کے رسول! عامر بن ربیعہ وہاں سے گزرے تھے۔ آپ ﷺ نے عامر کو بلوایا اور فرمایا: تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کس بنا پر قتل کرتا ہے؟ جب کوئی شخص اپنے کسی مسلمان بھائی میں کوئی خوبی دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے بھائی کے لیے برکت کی دعا کرے۔ پھر آپ ﷺ نے عامر بن ربیعہ سے کہا کہ وہ وضو کریں۔ اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئیں۔ اپنے دونوں گھٹنوں اور پوشیدہ اعضا کو بھی دھوئیں اور یہ سارا پانی ایک برتن میں جمع کر کے سہل بن حنیف پر چھڑکاؤ کر دیا جائے۔ اس طرح وہ شفایاب ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور سہل بن حنیف بھلے چنگے ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

جب کوئی شخص اپنے کسی مسلمان بھائی میں کوئی خوبی دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے بھائی کے لیے برکت کی دعا کرے۔

سنن ابن ماجه، حديث: 3509، قال الشيخ ناصر الدين الألباني: حديث صحيح۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

54- مچھلی کے پیٹ میں دعائے یونس علیہ السلام

یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں یہ دعا کی تھی:

'لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، سُبْحَانَكَ، إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ'

''تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، تو پاکیزہ ہے، بلاشبہ میں ہی ظالموں میں تھا۔''

اللہ تعالیٰ نے ان کی فریاد رسی کی اور فرمایا:

﴿وَ ذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿87﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَ نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ وَكَذٰلِكَ نُـۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿88﴾﴾

''مچھلی والے یونس علیہ السلام کو یاد کرو، جب کہ وہ غصہ سے چل دیے اور خیال کیا کہ ہم انہیں

قرآنی دعا

رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿16﴾

آل عمران

نہ پکڑ سکیں گے۔ بالآخر وہ اندھیروں کے اندر سے پکار اٹھے کہ الٰہی آپ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، آپ (ہر کمزوری وعیب سے) پاک ہیں، بلاشبہ میں ہی ظالموں میں ہو گیا۔ تو ہم نے ان کی پکار سن لی اور انہیں غم سے نجات عطا کر دی۔ ہم اسی طرح مؤمنوں کو بچا لیا کرتے ہیں۔''

الأنبياء 21: 87، 88.

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا تھا: ''مچھلی والے کی دعا جبکہ اُس نے مچھلی کے پیٹ میں اپنے رب کو پکارا تھا، کوئی بھی مسلمان کسی بھی معاملے میں اس دعا کے ساتھ رب تعالیٰ کو پکارے تو رب تعالیٰ اس کی فریاد رسی ضرور کرتا ہے۔''

'لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ'

''اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، تو پاک ہے بلاشبہ میں ہی ظالموں میں سے ہوں''۔

جامع الترمذي، حديث: 3505، ومسند أحمد: 17/1.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

55- ظالموں اور شریروں سے بچنے کی دعا

بعض لوگوں کو حکمران، حاسدین اور دیگر مختلف اداروں کے ذمہ داران ناجائز طور پر تنگ کرتے ہیں، احادیث میں ان کے شر سے بچنے کی دعائیں بتائی گئی ہیں، صبح وشام ان کو باقاعدگی سے پڑھیں، اللہ تعالیٰ آپ کو ظالموں، حاسدوں اور شریروں سے محفوظ رکھے گا۔

'اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، كُنْ لِي جَارًا مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ وَأَحْزَابِهِ مِنْ خَلَائِقِكَ أَنْ يَفْرُطَ عَلَيَّ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَوْ يَطْغَى، عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ'

''اے اللہ ساتوں آسمانوں کے رب، اور عرش عظیم کے رب، پناہ بن جائیے آپ میرے لیے فلاں بن فلاں سے اور اپنی مخلوق میں سے اس کے گروہوں سے، اس بات سے کہ ان میں سے کوئی ایک مجھ پر زیادتی یا سرکشی کرنا چاہے، آپ کی پناہ بہت مضبوط ہے آپ کی تعریف بڑی شان والی ہے آپ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں''۔ (یہ دعا ایک مرتبہ پڑھیں)

'اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَعَزُّ مِنْ خَلْقِهِ جَمِيعًا، اللَّهُ أَعَزُّ مِمَّا أَخَافُ وَأَحْذَرُ، أَعُوذُ بِاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، الْمُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ أَنْ يَقَعْنَ عَلَى الْأَرْضِ، إِلَّا بِإِذْنِهِ، مِنْ شَرِّ عَبْدِكَ فُلَانٍ، وَجُنُودِهِ وَأَتْبَاعِهِ وَأَشْيَاعِهِ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ، اللَّهُمَّ كُنْ لِي جَارًا مِنْ شَرِّهِمْ، جَلَّ ثَنَاؤُكَ وَعَزَّ جَارُكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ'

''اللہ سب سے بڑا ہے اللہ تعالی اپنی تمام مخلوق پر غالب ہے اللہ تعالی ان چیزوں سے کہیں زیادہ طاقت والا ہے جن سے میں خوف کھاتا اور ڈرتا ہوں۔ میں اس اللہ کی پناہ میں آتا ہوں جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں جس نے ساتوں آسمانوں کو زمین پر گرنے سے روک رکھا ہے مگر اس کی اجازت سے (گر سکتے ہیں) اے اللہ میں آپ کے فلاں بندے کے شر سے، اس کے لشکروں کے شر سے، اس کے پیروکاروں اور کے ساتھی جنوں اور انسانوں کے شر سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ اے اللہ ان کے شر سے آپ میرے لیے پناہ بن جائیے، آپ کی تعریف بڑی شان والی ہے، آپ کی پناہ بہت مضبوط ہے، آپ کا نام بابرکت ہے اور آپ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں''۔ (اسے تین مرتبہ پڑھیں)

حصن المسلم اردو صفحہ 140 مطبوعہ دار السلام۔

قرآنی دعا

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿87﴾

الأنبياء

تراشے

لوگ عام طور پر اس وقت کثرت سے دعائیں مانگتے ہیں جب انہیں کوئی پریشانی لاحق ہوتی ہے اور بلاشبہ یہ فطرت کا تقاضہ ہے مگر حدیث شریف میں جو ہمیں تعلیمات دی گئی ہیں وہ یہ ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ مصیبتوں اور تکلیفوں میں اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمائے تو اسے چاہیے کہ خوشحالی کے وقت کثرت سے دعا کیا کرے۔

یہ حدیث حسن ہے اور اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

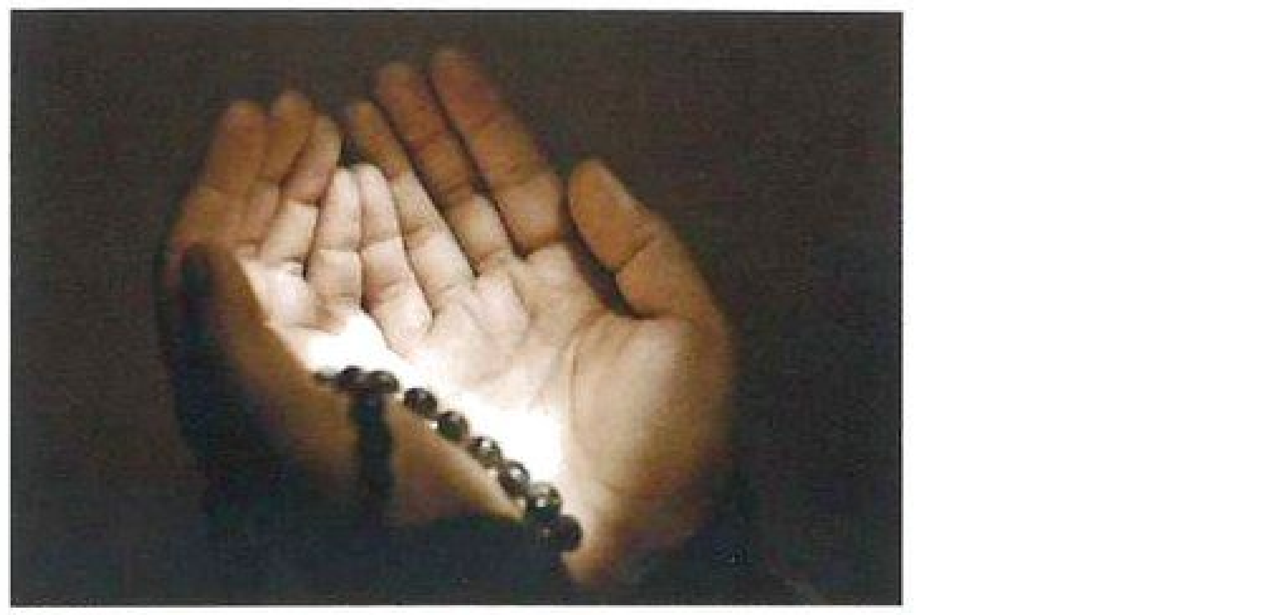

56- ماں کی دعا

ایک بوڑھی عورت اپنے بیٹے کے ساتھ اکیلی رہتی تھی۔ وہ اکلوتا بیٹا ہی اس کی متاع حیات تھا۔ وہ بڑی نیک صالحہ خاتون تھی۔ نماز، نفلی روزے، قیام اللیل اور تلاوت قرآن ہی اس کے مشاغل تھے۔ وہ اپنے بیٹے کو بھی نیک و صالح دیکھنا چاہتی تھی لیکن بیٹا اس کی بات سننے کے لیے تیار نہیں تھا۔ وہ اس کی ساری پندو نصائح ایک کان سے سنتا اور دوسرے سے نکال دیتا۔ اس کا بیشتر وقت فلمیں اور ڈرامے دیکھنے میں صرف ہوتا تھا۔ ماں بیچاری ہر وقت کڑھتی رہتی۔ وہ جوان بیٹے کو کوئی سزا تو نہیں دے سکتی تھی۔ اس کے لیے سب سے کارگر ذریعہ دعا تھا، سو وہ اسے استعمال کر رہی تھی۔ وہ ہر نماز کے وقت اور رات کی تنہائیوں میں اللہ کے حضور گڑگڑا کر اپنے بیٹے کی ہدایت کے لیے دعا کرتی رہتی۔

حسب معمول وہ ایک رات اللہ کے حضور التجائیں کر رہی تھی۔ اسے اپنے بیٹے کے کمرے سے آواز سنائی دی۔ وہ جلدی سے اپنے بیٹے کے کمرے میں پہنچی۔ اسے خوشگوار حیرت ہوئی۔ اس کا بیٹا ٹی وی بند کر کے اسے کمرے سے باہر پھینک رہا تھا اور کہہ رہا تھا: یہ شیطان کا پھندا تھا جس میں پھنسا کر شیطان نے مجھے دین سے دور کر دیا۔ یہ سارا منظر دیکھ کر اس ماں کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل آئے۔ یہ پہلے کی طرح پریشانی اور اضطراب کے آنسو نہیں تھے بلکہ یہ تو جذبہ سپاس گزاری اور تشکر کا اظہار تھا اور روحانی مسرت اور خوشی سے اس کی آنکھیں چھلک پڑی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آج اس کی التجائیں سن لی تھیں۔ آج اسے اپنی شب بیداریوں اور ریاضتوں کا صلہ مل رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے:

﴿ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴾

”جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں۔ ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے قبول کرتا ہوں۔ اس لیے لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں۔ یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔“

البقرۃ: 2/ 186۔

قرآنی دعا

رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۖ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ (38)

آل عمران

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

57- تمھیں سات تسبیحات سے کس نے روکا ہے؟!

سلیمان بن عبدالملک بنوامیہ کا مشہور خلیفہ گزرا ہے۔ رجاء بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ سلیمان کو کسی شخص کے بارے میں رپورٹ ملی کہ وہ اس کا شدید مخالف اور باغی ہے اور اس کے خلاف بغاوت کی قیادت کرسکتا ہے۔ سلیمان نے اس کے قتل کا حکم صادر کر دیا۔ پولیس کو حکم ملا کہ اسے زندہ یا مردہ گرفتار کرلیا جائے۔ ادھر اس شخص کو بھی اطلاع مل گئی کہ اس کے وارنٹ گرفتاری جاری ہو چکے ہیں چنانچہ وہ روپوش ہو گیا اور پناہ کی تلاش میں ادھر ادھر بھٹکنے لگا۔ ادھر پولیس بھی اس کی تلاش میں مختلف جگہوں پر چھاپے مارتی پھرتی تھی۔ وہ جہاں بھی جاتا اس کے واقف کار اسے بتاتے کہ پولیس تمھاری تلاش میں یہاں بھی آئی تھی۔ اس نے ایک ایسے علاقے میں جانے کا فیصلہ کیا جہاں پر امویوں کی علمداری ختم ہو جاتی تھی۔ وہ صحراء میں سفر کر رہا تھا۔ دور اس نے دیکھا کہ ایک شخص مصلی بچھائے نماز پڑھ رہا ہے۔ پہلے تو وہ ڈرا کہ کہیں یہ شخص اسے نقصان نہ پہنچائے۔ پھر اپنے آپ سے کہنے لگا کہ نہ تو تمھارے پاس سواری ہے نہ ہی نان ونفقہ جس کے چھن جانے کا تمھیں ڈر ہو۔ اس کی خشوع وخضوع والی لمبی نماز دیکھ اس کے ساتھ شریک ہو گیا اور اس کی اقتداء میں دو رکعت نماز ادا کرنے لگا۔ جو شخص نماز پڑھ رہا تھا اس نے جب سلام پھیرا تو اس کی طرف مڑ کر کہنے لگا: اللہ کے بندے تم کون ہو؟ اور کہاں مارے مارے پھر رہے ہو؟ اس نے کہا: خلیفہ کی پولیس میرے پیچھے لگی ہوئی ہے، کوئی مجھے پناہ دینے کی ہامی نہیں بھر رہا۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں ایک کمزور اور عمر رسیدہ

انسان ہوں۔ کہنے لگا: تمھیں سات تسبیحات سے کس نے روکا ہے؟!

میں نے پوچھا: سات تسبیحات سے تمھاری کیا مراد ہے؟

کہنے لگا: تم یوں کہو:

”سُبْحَانَ الْوَاحِدِ الأَحَدِ الَّذِي لَيْسَ غَيْرُهُ إِلَهٌ، سُبْحَانَ الدَّائِمِ الَّذِي لَا نَفَادَ لَهُ، سُبْحَانَ الْقَدِيمِ الَّذِي لَا بَدْءَ لَهُ، سُبْحَانَ اللَّهِ يُحْيِي وَيُمِيتُ، سُبْحَانَ اللَّهِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ، سُبْحَانَ اللَّهِ خَلَقَ مَا يُرَى وَمَا لَا يُرَى، سُبْحَانَ الَّذِي عَلِمَ كُلَّ شَيْءٍ بِغَيْرِ تَعْلِيمٍ“

”پاک ہے وہ جو ایک اکیلا ہے اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، پاک ہے وہ جو ہمیشہ رہنے والا ہے، اسے کبھی فنا نہیں، پاک ہے وہ جو ازل سے ہے اور اس کی کوئی ابتدا نہیں، پاک ہے وہ جو زندگی عطا کرتا اور موت دیتا ہے، پاک ہے اللہ جو ہر روز ایک نئی شان میں ہوتا ہے، پاک ہے اللہ جس نے ہر نظر آنے والی اور نظر نہ آنے والے شے کو پیدا فرمایا، پاک ہے وہ جس نے ہر چیز کو بغیر کسی سے سیکھے ہوئے جان لیا“۔

میں اس کے پیچھے پیچھے دعا کے ان الفاظ کو دہراتا رہا حتی کہ یہ مجھے حفظ ہو گئے۔ وہ شخص وہاں سے روانہ ہو گیا اور یہ دعا مسلسل مانگنے سے مجھے اطمینان اور سکون میسر آ گیا۔ دل سے خوف اور ڈر ختم ہو گیا۔ حوصلہ پا کر میں نے یہ فیصلہ کیا کہ مجھے ہر حالت میں اپنے گھر والوں کے پاس واپس جانا ہے جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ چنانچہ میں نے واپسی کا سفر اختیار کیا۔ جب میں اپنے گھر واپس پہنچ گیا تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ چلو تم خلیفہ سلیمان بن عبدالملک سے ملاقات کرو جو ہو گا دیکھ لیں گے۔ میں سلیمان بن عبدالملک کی ملاقات کے لیے دیوان میں آیا تو وہ ایسا دن تھا جس روز کوئی بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلیفہ سے عام ملاقات کرسکتا تھا۔ چنانچہ میں ایک ملاقاتی کے روپ میں اس کے دربار میں پہنچ گیا۔ خلیفہ ایک اونچی جگہ پر مسند لگائے بیٹھا ملاقاتیوں کو دیکھ رہا تھا۔ اچانک اس کی نظر مجھ پر پڑی تو اس نے مجھے اشارہ کیا کہ میں اس کے قریب آجاؤں۔ میں اس کے قریب ہوا تو اس نے اشارہ کیا کہ مزید قریب آجاؤ۔ میں اپنی جگہ سے کھسکتا رہا اور وہ مسلسل مجھے اشارے سے مزید قریب کرنے کے لیے کہتا رہا۔ حتی کہ میں اس کی مسند کے پاس پہنچ گیا۔ اب اس نے اشارہ کیا کہ آگے بڑھو اور میرے ساتھ مسند پر بیٹھ جاؤ۔ میں ہمت کر کے اس کی مسند پر بیٹھ گیا۔

اب خلیفہ نے مجھے اشارہ کیا کہ آگے بڑھو اور میرے ساتھ مسند پر بیٹھ جاؤ۔ میں ہمت کر کے اس کی مسند پر بیٹھ گیا۔

خلیفہ مجھے کہنے لگا: لگتا ہے کہ تم جادوگر ہو جس نے مجھ پر جادو کر دیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ مجھے تمہارے بارے میں خطرناک اطلاعات ملی ہیں کہ تم میرے باغی ہو۔ میں نے کہا: امیر المؤمنین میں نہ تو جادوگر ہوں، نہ جادو جانتا ہوں نہ ہی میں نے آپ پر جادو کیا ہے۔

خلیفہ کہنے لگا: یہ کیسے ممکن ہے؟ میں تمہیں قتل کرنے کا پختہ ارادہ رکھتا تھا۔ تم میرے باغی ہو اور باغی کی سزا قتل ہے۔ مگر جب تمہیں اپنے دربار میں دیکھا تو صبر نہ کرسکا اور تمہیں مسلسل اپنے قریب بلاتا رہا حتی کہ تم اب میرے ساتھ مسند پر بیٹھے ہو۔ یہ جادو نہیں تو اور کیا ہے؟

خلیفہ کہنے لگا: سچ سچ بتاؤ کہ ماجرا کیا ہے؟

میں نے اسے صحراء میں ملنے والے شخص اور اس کی دعا کے بارے میں بتایا اور کہا کہ یہ دعا کی قبولیت کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو میرے لیے مسخر کر دیا ہے۔ خلیفہ نے نہ صرف مجھے معاف کر دیا بلکہ انعام اور خلعت شاہی دے کر روانہ کیا۔

58- سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دشمن کا انجام

ایک اندھا شخص جس کا ہاتھ بھی مفلوج تھا اور سوکھ کر کانٹا ہو چکا تھا، بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے کہہ رہا تھا: اے اللہ! مجھے معاف فرما، لیکن مجھے لگتا نہیں ایسا ہوگا۔ لوگوں کو اس کی اس بات سے تعجب ہوا اور کہا: اللہ سے ڈرو، کیا اوٹ پٹانگ کہے جا رہے ہو۔ اس شخص نے کہا: اگر آپ میری پوری بات سنیں گے تو آپ بھی کہیں گے کہ میں ٹھیک ہی کہہ رہا ہوں۔ پھر اس نے بتایا: میں ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ ہم ان کے کمرے میں داخل ہوئے تو ان کی اہلیہ بھی وہاں تھیں۔ اس گمبھیر صورت حال میں بھی انہوں نے پردے کا خاص اہتمام کر رکھا تھا اور انہوں نے اپنے چہرے کو بھی ڈھانپا ہوا تھا۔ میں نے انہیں تحکمانہ لہجے میں کہا: اپنے چہرے سے کپڑا ہٹاؤ؟

وہ کہنے لگیں: کیوں؟

میں نے کہا: میں تمہارے چہرے پر تھپڑ مارنا چاہتا ہوں۔ وہ کہنے لگیں: تمہیں پتا نہیں رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عثمان کے بارے میں کیا فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''میں اس سے کیوں نہ حیا کروں جس سے آسمان کے فرشتے بھی حیا محسوس کرتے ہیں''۔ میرے دیگر ساتھی تو یہ جملہ سن کر شرمندہ ہو گئے اور پیچھے ہٹ گئے۔ لیکن میں اپنی بات پر مصر رہا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اپنے چہرے سے کپڑا ہٹانے پر کسی صورت بھی آمادہ نہ ہوئیں میں نے ویسے ہی ایک زناٹے دار تھپڑ ان کے چہرے پر رسید کر دیا۔ سیدہ نائلہ کہنے لگیں: اللہ تعالیٰ تیری آنکھوں کو اندھا اور ہاتھ کو مفلوج کرے اور تمہیں کبھی معاف نہ کرے۔

اللہ کی قسم! میں جیسے ہی باہر نکلا میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اور میرے ہاتھ نے کام کرنا چھوڑ دیا اور یہ خشک ہونے لگا۔ یہ دونوں دعائیں تو پوری ہو چکی ہیں مجھے خدشہ ہے کہ ان کی تیسری دعا بھی قبول کر لی جائے گی۔

مجابو الدعوة، ص:70

تراشے

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تمہارا رب بہت حیا کرنے والا سخی ہے، جب بندہ اس کے حضور ہاتھ اٹھاتا ہے تو انہیں خالی لوٹاتے ہوئے اسے شرم آتی ہے''۔

سنن أبي داود، حديث: 1488۔

قرآنی دعا

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ێ وَاغْفِرْ لَنَا ێ وَارْحَمْنَا ێ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿286﴾

البقرة

59- اے اللہ! میرے بیٹے کو قرآن کا عالم بنا دے

ایک خاندان انتہائی عسرت اور تنگدستی کی زندگی گزار رہا تھا۔ وہ شخص غربت کی وجہ سے اپنے بچوں کو تعلیم بھی نہ دلا سکا۔ اس شخص کے بیٹے نے سوچا: مجھے گھریلو مشکلات کو کم کرنے کے لیے اپنے باپ کا ہاتھ بٹانا چاہیے۔ وہ مزدوری کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ ایک جگہ اسے مزدوری مل گئی۔ شام کو وہ جب اجرت لے کر گھر پہنچا تو اسے یہ رقم والد کو پیش کرتے ہوئے حیا محسوس ہوئی۔ اس نے یہ پیسے باپ کے تکیے کے نیچے رکھ دیے۔ باپ اپنے بیٹے کی اس ساری کارروائی سے آگاہ تھا۔ اس کے جواب میں اس کی زبان سے بے اختیار یہ الفاظ نکلے:

'اَللّٰهُمَّ ارْزُقْ ابْنِي الْقُرْآنَ وَاجْعَلْهُ مِنْ أَهْلِهِ'

''اے اللہ! میرے بیٹے کو قرآن کا عالم اور اس پر عمل کرنے والا بنا دے''۔

یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہا۔ بیٹے کی محنت و مزدوری بھی چلتی رہی، باپ کی دعا بھی جاری رہی۔ اب اس لڑکے کی عمر بیس سال ہو چکی تھی۔ ایک دن حسن اتفاق سے اس لڑکے کی ملاقات شہر کے سب سے بڑے مفتی سے ہوئی۔ مفتی صاحب کو اس سے چہرے سے اس کی ذہانت و فطانت کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندازہ ہوگیا۔ انہوں نے پوچھا: کیا کرتے ہو؟ لڑکے نے بتایا: جی محنت ومزدوری کرتا ہوں۔ انہوں نے مزید پوچھا: کیا ہفتے میں ایک دن پڑھائی کے لیے نکال سکتے ہو؟ لڑکے نے فوراً ہاں کردی اور دل ہی دل میں سوچا: شاید میرے والد کی دعا کے پورا ہونے کا وقت آگیا ہے۔

لڑکے نے ہفتے میں ایک دن جانا شروع کر دیا۔ یہ سلسلہ کافی عرصہ چلتا رہا۔لڑکے کا علمی ذوق بھی بڑھتا گیا اور مفتی صاحب کی سرپرستی میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ پھر یہ دورانیہ بھی بڑھنے لگا۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ وہ لڑکا تفسیر قرآن میں پی، ایچ، ڈی کی ڈگری لے رہا تھا۔ جب وہ اپنے مقالے کے بارے میں مناقشے کے لیے اساتذہ کے سامنے پیش ہوا وہ انتہائی جذباتی کیفیت میں تھا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بے اختیار بہہ رہے تھے۔

اساتذہ نے حیرانی سے پوچھا: ہم تو تمہارے مقالے سے انتہائی متاثر ہیں۔ تم نے ایک غیر معمولی مقالہ لکھا ہے۔ ہم تو یہاں تمہاری عزت افزائی کے لیے بیٹھے ہیں۔ ایسی بڑی کامیابی کے وقت یہ اضطراب اور پریشانی کیسی ہے؟ اس نے جواب میں ساری روداد سنا دی اور بتایا کہ اپنے والد کی دعاؤں کی قبولیت کے احساس تشکر سے میری آنکھیں چھلک پڑی ہیں۔

بتصرف من شريط (رحمة الضعفاء) للشيخ محمد الشنقيطي إنتاج مؤسسة أحد۔

60- سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے اللہ کے رسول ﷺ کی دعا

سیدہ ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا کا تعلق بنونجار سے تھا۔ قدیم الاسلام تھیں۔ اللہ کے رسول ﷺ سے بے حد محبت وعقیدت رکھتی تھیں۔ ان کی شادی زمانہ جاہلیت میں مالک بن نضر سے ہوئی تھی۔ جس سے ایک بیٹا پیدا ہوا۔ جو خادم رسول کے نام سے مشہور ہوا۔ ہر ماں کو اپنی اولاد سے بڑی محبت ہوتی ہے۔ ام سلیم بھی اپنے لاڈلے انس کو خوشی خوشی کھلاتی اور بار بار تلقین کرتی تھیں کہ 'لَا إِلَـهَ إِلَّا اللّـهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّـهِ' کہو۔ معصوم سا بچہ انس جب توتلی زبان سے ''لا الہ الا اللہ'' کہتا تو ام سلیم کو بے حد خوشی ہوتی۔ ان کا شوہر مالک اپنی بیوی سے سخت نالاں ہوتا اور کہتا:

'لَا تُفْسِدِي عَلَيَّ ابْنِي' ''میرے بیٹے کو بگاڑنے کی کوشش نہ کرو''۔ وہ اس کے جواب میں کہتیں: آپ فکر نہ کریں میں اسے بگاڑ نہیں سنوار رہی ہوں۔ مالک بن نضر شام چلا گیا وہاں کسی دشمن نے اسے حالت کفر میں ہی قتل کر دیا۔

اللہ کے رسول ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو اس عظیم خاتون نے دیکھا کہ اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت کے لیے گھر میں کوئی نوعمر لڑکا نہیں جو گھر کے چھوٹے موٹے کام کر سکے تو وہ چھوٹے سے انس کو لیکر اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! میں اس چھوٹے سے انس کو آپ کی خدمت میں پیش کرتی ہوں، میرا یہ بیٹا آپ کا خادم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوگا۔اللہ کے رسول ﷺ نے انس بن مالک کو قبول فرمالیا۔ یہ آپ کے گھر کے چھوٹے موٹے کام کرنے لگے اور لوگوں میں خادم رسول اللہ ﷺ کے نام سے مشہور ہوئے۔ یہ خدمت چند برس نہیں بلکہ دس برس پر محیط ہے۔ اس دوران اللہ کے رسول ﷺ کے اعلی اخلاق کی شہادت وہ اس طرح دیتے ہیں: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کی دس سال خدمت کی۔ اس پورے عرصے میں اللہ کے رسول ﷺ نے نہ تو مجھے مارا نہ برا بھلا کہا حتی کہ اف تک نہیں کہا۔

کچھ عرصہ گزرا کہ ایک دن سیدہ ام سلیم اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور نہایت لجاجت سے عرض کیا: 'یَا رَسُولَ اللّٰہِ! خَادِمُکَ، ادْعُ اللّٰہَ تَعَالٰی لَہُ' اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ آپ کا خادم انس ہے۔ اللہ تعالی سے اس کے لیے دعا فرمادیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ننھے سے انس کے لیے دعا فرمائی:

'اَللّٰھُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ، وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ'

''اے اللہ! اس کو کثرت سے مال و اولاد عطا فرما اور جو کچھ تو اسے عطا فرمائے اس میں برکت نصیب فرما''۔

قارئین کرام! کیا آپ جانتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کی اس دعا کا نتیجہ کیا نکلا؟ سیدنا انس خود فرماتے ہیں: اللہ نے مال اتنا دیا کہ کہ مدینہ میں میرا باغ سال میں دو مرتبہ پھل دیتا ہے جب کہ دوسرے سب لوگوں کے باغ سال میں ایک ہی مرتبہ پھل دیتے ہیں۔ اولاد اتنی ہوئی کہ میرے بیٹوں اور پوتے پوتیوں کی تعداد اس وقت سو سے زیادہ ہے اور عمر اس قدر طویل ہوئی کہ اب مجھے مزید جینے کی تمنا نہیں اور اللہ کے پاس جانا چاہتا ہوں۔

مکہ مکرمہ سے طائف جانے والے راستے کا خوبصورت منظر

61- اہلِ ثقیف کے لیے دعائے نبوی

عرب کے مشہور ترین قبائل میں سے ایک قبیلہ بنو ثقیف بھی ہے۔ یہ لوگ بڑے بہادر تھے اور طائف کے علاقہ میں رہتے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ جب دعوت توحید لے کر طائف تشریف لے گئے تھے تو ان لوگوں نے آپ ﷺ سے جو بدترین سلوک کیا تھا وہ کسی سے مخفی نہیں مگر اس کے باوجود اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے لیے ایک مرتبہ اس طرح دعا فرمائی تھی:

'اَللّٰھُمَّ اهْدِ ثَقِيفًا وَائْتِ بِهِمْ'

''یا اللہ! ثقیف کو ہدایت دے اور انہیں میرے پاس لے آ''۔

الطبقات الکبریٰ، لابن سعد: 159/2.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسری روایت میں آپ ﷺ کی دعا کے الفاظ اس طرح وارد ہیں:

'اَللّٰھُمَّ اھْدِ ثَقِیفًا'

''یا اللہ! ثقیف کو ہدایت عطا فرما۔''

جامع الترمذي، حديث: 3942، ومسند أحمد: 343/3.

قارئین کرام! دعائے نبوی کا حسنِ اثر ملاحظہ ہو: امام ابن اسحاق نے 'سیرت نبوی' میں یہ واقعہ درج کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں تبوک سے لوٹے تھے۔ اسی مہینے ثقیف کا وفد بھی حاضر خدمت ہوا تھا۔ انھوں نے اسلام قبول کرلیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو امان نامہ لکھ دیا۔ آپ نے عثمان بن ابو العاص کو ان کا امیر مقرر فرمایا۔ عثمان بن ابو العاص ان میں سب سے نوعمر تھے۔ تاہم انہیں دینی احکامات سمجھنے اور قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنے کا سب سے زیادہ شوق تھا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تھا:

''ان میں یہ لڑکا دینی احکامات کے سمجھنے اور قرآنِ مجید کی تعلیم حاصل کرنے کا سب سے زیادہ شوق رکھتا ہے۔''

السيرة النبوية، ص: 618.

تراشے

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''دعا عین عبادت ہے'' اور پھر آپ نے قرآن کریم کی اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ﴿60﴾

''تمہارا رب کہتا ہے مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا''

اسے ترمذی، احمد، نسائی، ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور حدیث صحیح ہے۔

62- سیدنا ابوسلمہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہما کی دعائیں

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نام ہند تھا۔ ان کے والد سردار ابوامیہ قریش کے مشہور سخی انسان تھے۔ ان کا لقب ''زاد الراکب'' یعنی مسافروں کو ساز وسامان فراہم کرنے والا تھا۔ سیدہ کی پہلی شادی اللہ کے رسول ﷺ کے پھوپھی زاد اور رضاعی بھائی ابوسلمہ بن الاسد سے ہوئی تھی۔ دونوں میاں بیوی ''السابقون الاولون'' میں سے تھے۔ ان کے درمیان مثالی محبت تھی۔ انہوں نے اسلام کے لیے بے حد قربانیاں دیں۔ خاص طور پر ہجرت مدینہ کے لیے انہوں نے جو جانی اور مالی قربانیاں دیں اس کی مثال نہیں ملتی۔

ایک دن دونوں میاں بیوی مدینہ طیبہ اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ گھر کا بڑا شاندار ماحول، آپس میں مثالی محبت، سیدہ ام سلمہ نے ابوسلمہ سے ایک آرزو کی اور خواہش ظاہر کی۔ کہنے لگیں: میں نے سنا ہے جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اور وہ خاوند جنتی ہو وہ عورت اپنے شوہر کے مرنے کے بعد شادی نہ کرے تو اللہ تعالی ان دونوں کو جنت میں اکٹھا کر دے گا۔ اس لیے آؤ ہم دونوں باہم عہد کریں کہ تمہارے بعد نہ میں شادی کرونگی اور نہ تم میرے بعد شادی کروگے۔ سیدنا ابوسلمہ اپنی اہلیہ کی بات سن کر گویا ہوئے: ام سلمہ! کیا تم میری ایک بات مانوگی؟ سیدہ بولیں: ہاں کیوں نہیں۔ ابوسلمہ کہنے لگے کہ اگر میری وفات ہو جائے تو تم دوسری شادی کر لینا۔ پھر انہوں نے اللہ تعالی سے یہ دعا مانگی: اے اللہ! میرے بعد ام سلمہ کو مجھ سے بہتر شوہر عطا فرما جو نہ تو اسے تکلیف پہنچائے اور نہ ہی غمگین کرے۔

سیدنا ابوسلمہ نے جنگ بدر اور احد میں شرکت کی تھی۔ احد میں ان کو زخم لگا تھا جو بظاہر ٹھیک بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گیا تھا، بلکہ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کو قبیلہ بنو اسد کے خلاف ایک لشکر کی قیادت کی ذمہ داری بھی سونپی تھی جس سے وہ کامیاب لوٹے اور دشمن کے اونٹوں اور بکریوں کی ایک تعداد پر قبضہ بھی کر لیا تھا۔ ڈیڑھ سو انصار و مہاجرین پر مشتمل یہ لشکر مال غنیمت سمیٹتا ہوا واپس آیا۔ یہ فوجی دستہ محرم 4 ہجری کا چاند نمودار ہونے پر روانہ کیا گیا تھا۔ واپسی پر سیدنا ابوسلمہ کا غزوہ احد والا زخم کھل گیا۔ انہوں نے اپنی زوجہ محترمہ سے کہا: ام سلمہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا ہے:

'لا تُصِيبُ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ مُصِيبَةٌ فَيَسْتَرْجِعُ عِنْدَ مُصِيبَتِهِ ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَاخْلُفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا، إِلَّا فُعِلَ ذَلِكَ بِهِ'

''کسی مسلمان کو جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے اور وہ اس پر انا للہ وانا الیہ راجعون کہتا ہے اور یوں کہتا ہے: اے اللہ میری اس مصیبت میں مجھے اجر و ثواب دیجیے اور مجھ کو اس سے بہتر چیز عطا فرمائیے تو اس کے ساتھ اسی طرح کر دیا جاتا ہے''۔

مسند الإمام أحمد، حديث: 16344۔

ایک دن اللہ کے رسول ﷺ صبح سویرے اپنے پھوپھی زاد اور رضاعی بھائی ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی تیمار داری کے لیے ان کے گھر تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے وہاں سے جانے کے تھوڑی دیر بعد ہی ابوسلمہ رضی اللہ عنہ وفات پا گئے۔ رؤف و رحیم نبی کو خبر دی گئی۔ آپ واپس تشریف لائے اپنے مبارک و مطہر ہاتھوں سے ابوسلمہ کی آنکھوں کو بند کیا اور پھر چہرہ انور آسمان کی طرف کر کے ارشاد فرمایا:

'اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ، وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ، وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ'

''اے اللہ ابوسلمہ کی مغفرت فرمائیے، اس کا مقام و مرتبہ ہدایت یافتہ لوگوں کے درمیان بلند فرما دیجیے اور اس کے پس ماندگان کو اس کا اچھا جانشین عطا فرمائیے، اے رب العالمین! ہمیں بھی اور

اسے بھی معاف فرما دیجیے، اس کی قبر کو فراخ اور روشن کر دیجیے''۔

صحيح مسلم، حديث: 920۔

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بہت غم زدہ تھیں۔ ایک دن انہیں اللہ کے رسول ﷺ کی وہ حدیث یاد آ گئی جو ان کے خاوند نے سنائی تھی جس میں 'اللَّهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَاخْلُفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا' کے الفاظ تھے۔ سیدہ نے ان الفاظ کو دہرایا تو ان کی محبتیں اور وفائیں یاد آ گئیں۔ اپنے طور پر کہنے لگیں:

'وَمَنْ عَسَاهُ أَنْ يَكُونَ خَيْرًا مِنْ أَبِي سَلَمَةَ'

''میرے لیے ابوسلمہ سے بہتر کون ہو سکتا ہے''۔

قارئین کرام! مگر دعا تو دعا ہے، اس کی اپنی ایک تاثیر ہے اور پھر جب اللہ کے رسول ﷺ نے بنفس نفیس سکھائی ہو تو ایسی دعا کے کیا کہنے؟! دعا تو عبادت ہوتی ہے انہوں نے اس دعا کو حرز جاں بنا لیا۔ وقت گزرتے دیر نہیں لگتی۔ وہ وقت بھی آیا جب ان کی عدت پوری ہو گئی۔ ان کا تعلق بنو مخزوم سے تھا۔ خالد بن ولید کی رشتہ دار تھیں۔ بڑے معزز اور مکرم باپ کی نہایت سمجھ دار اور ذہین بیٹی تھیں۔ انہیں کئی کبار صحابہ کرام نے نکاح کا پیغام بھیجا جو انہوں نے مسترد کر دیا۔ اور پھر ایک دن اللہ کے رسول ﷺ نے خود ان کو نکاح کا پیغام بھجوا دیا۔

قارئین کرام! سیدہ ام سلمہ کو دعا کے الفاظ یاد آ گئے 'وَاخْلُفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا' مجھے اپنے مرحوم خاوند سے بہتر عطا فرما اور پھر خود ہی اپنے دل میں کہنے لگیں: 'هَذَا هُوَ الْخَيْرُ'' اللہ کے رسول ﷺ ابوسلمہ سے کہیں بہتر اور افضل ہیں۔ ابوسلمہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما دونوں کی دعائیں قبول ہوئیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے شادی کر لی اور وہ ام المؤمنین کے عظیم اور اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہو گئیں۔ بلاشبہ اللہ کے رسول کی زوجہ مکرمہ بننا ان کے لیے بہت بڑے شرف کی بات تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

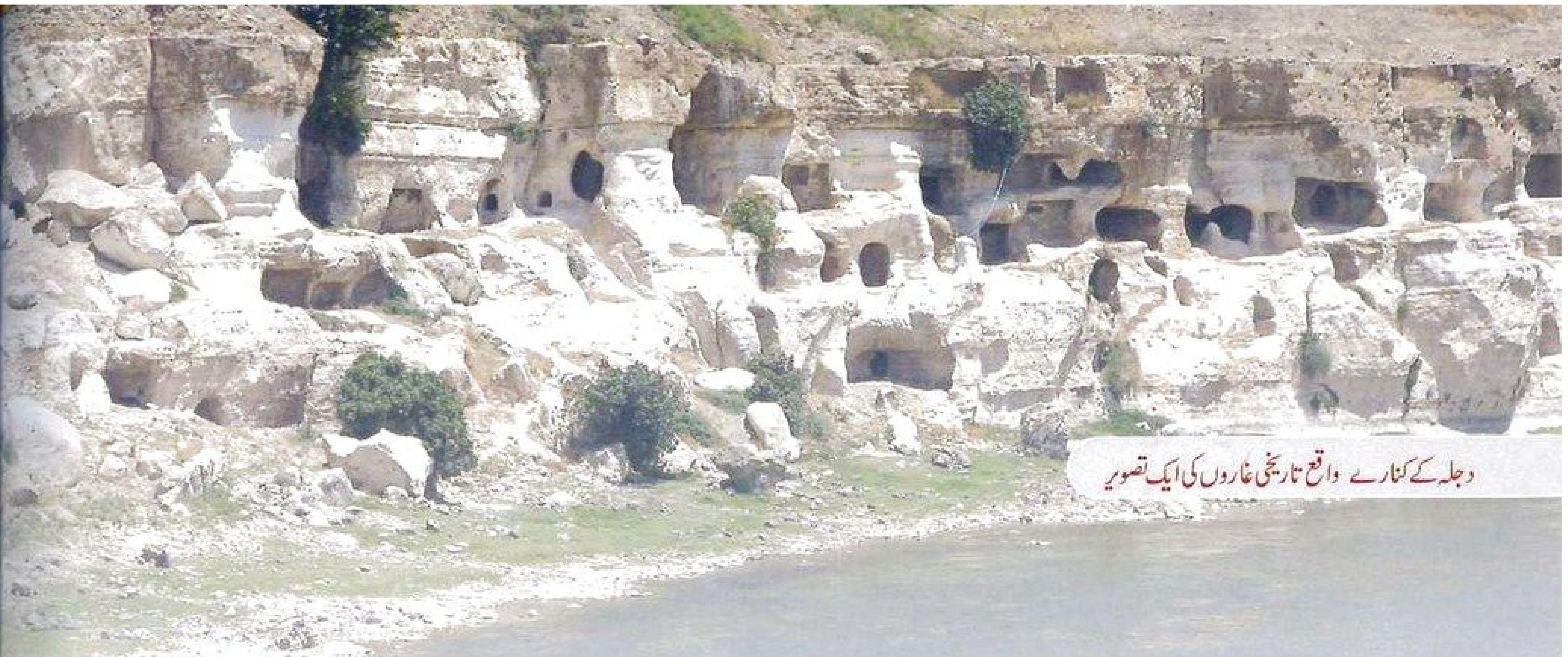

دجلہ کے کنارے واقع تاریخی غاروں کی ایک تصویر

63- ابومسلم خولانی کی دعا

ابومسلم خولانی یمن کے رہنے والے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی میں اسلام قبول کیا مگر آپ ﷺ کی زیارت نہ کر سکے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ اپنے دور کے نہایت عبادت گزار مجاہد اور مستجاب الدعوات تھے۔ ایک مرتبہ یہ مسلمانوں کی فوج کے ساتھ دجلہ کے کنارے پر کھڑے تھے۔ مسلمانوں نے دجلہ عبور کیا تو دریا میں طغیانی کے باعث نہ صرف کشتیوں کو نقصان پہنچا بلکہ بہت سارا سامان بھی ہاتھ سے نکل گیا۔ دجلہ کی لہریں مختلف اشیاء کنارے پر پھینک رہی تھیں۔ سیدنا ابومسلم خولانی رحمہ اللہ فوج سے مخاطب ہوئے اور کہا:

”ہم اللہ کے بندے اور اس کے سپاہی ہیں اس کے دین کے دفاع کے لیے نکلے ہیں۔ ہمارا رب ہم پر مہربان ہے۔ وہ ہماری دعاؤں کو یقیناً سنتا ہے۔ سپاہیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اگر تم میں سے کسی کا کوئی سامان گم ہو گیا ہو تو مجھے بتائے میں اپنے رب سے دعا کرتا ہوں۔ ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا: میرا تھیلا گم ہو گیا ہے۔ انہوں نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیئے اور پھر اس شخص سے فرمایا: میرے پیچھے آؤ۔ وہ شخص آپ کے پیچھے گیا تو اس نے دیکھا کہ اس کا تھیلا کسی چیز کے ساتھ اٹکا ہوا دریا کے کنارے پڑا تھا۔ اس نے اپنے تھیلے کو اٹھا لیا اور چلتا بنا۔ اللہ رب العزت نے اپنے موحد مجاہد کی دعا کو قبول فرما لیا تھا۔

64- صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی دعائیں

جزیرہ نمائے عرب میں بارش کی ہمیشہ سے بڑی اہمیت رہی ہے۔ یہ خطہ ایسا ہے جہاں بعض اوقات لمبی مدت تک بارش نہیں ہوتی۔ ایمان والے ہر دور میں قحط سالی یا بارش میں کمی کے موقع پر اپنے گھروں سے باہر نکل کر کسی کھلے میدان میں جمع ہو کر باران رحمت طلب کرنے کے لیے نماز استسقاء ادا کرتے رہے ہیں اور اللہ رحمٰن ورحیم سے دعائیں مانگتے رہے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کا اپنی مبارک زندگی میں یہی معمول رہا کہ جب بھی ضرورت محسوس ہوئی آپ ﷺ بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے اور بارش ہو جاتی۔

رسول اللہ ﷺ کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد ایک دفعہ ایسی ہی صورت حال صحابہ کرام کو پیش آ گئی۔ سیدنا عمر فاروق کے عہد خلافت میں قحط سالی کا سامنا ہوا تو امیر المؤمنین نے رسول اللہ ﷺ کے محترم چچا سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیا اور مدینہ سے باہر نکل کر نماز استسقاء ادا کی اور اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا مانگی۔ آپ اس موقع پر کن الفاظ سے دعا فرماتے ہیں؟ آئیے دیکھتے ہیں:

'اللّٰهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا'

”الٰہی! ہم تیری جناب میں اپنے نبی ﷺ کو وسیلہ بنایا کرتے تھے۔ تو ہم پر بارش برسا دیتا تھا۔ آج ہم رسول اللہ ﷺ کے محترم چچا کو تیرے حضور وسیلہ بناتے ہیں۔ ہم پر بارش برسا۔“

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ اللہ تعالی نے دعا قبول فرمائی اور بارش شروع ہوگئی۔

صحيح البخاري، حديث: 1010 .

خلیفہ راشد ثانی کے عمل سے معلوم ہوا کہ جائز وسیلے کی تین صورتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کسی نیک زندہ آدمی سے دعا کروائی جائے۔ باقی دو جائز وسیلوں میں سے ایک تو نیک اعمال کا وسیلہ ہے یعنی اللہ تعالی کی بارگاہ میں اپنے نیک اعمال پیش کرکے ان کی برکت سے دعا قبول کرنے کی درخواست کی جائے جیسا کہ غار میں بند ہو جانے والے تین دوستوں نے کیا تھا۔ وسیلے کی دوسری جائز شکل یہ ہے کہ اللہ تعالی کے اسمائے حسنی اور صفات علیا کا وسیلہ پیش کرکے دعا مانگی جائے اور تیسرا جائز وسیلہ یہ ہے کہ کسی زندہ نیک آدمی سے دعا کروائی جائے جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔

قرآنی دعا

رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ
وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ
مِنۡ لَّدُنۡكَ سُلۡطٰنًا نَّصِيۡرًا ﴿۸۰﴾

الإسراء

65- الحساب...... یوم الحساب

ایک شخص جس کا مطمح نظر بھی دیگر دنیادار لوگوں کی طرح صرف اور صرف پیسے کا حصول تھا۔ ان کی طرح اس کی زندگی کی فلاسفی بھی صرف مادہ پرستی کے گرد ہی گھومتی تھی کہ اپنے لیے زیادہ سے زیادہ مال واسباب، جائیدادیں اور بینک بیلنس جمع کرو۔ ان چیزوں کا حصول زندگی میں راحت وآرام کا باعث ہے۔ وہ شخص پبلک ٹرانسپورٹ سے ٹیکس جمع کرنے والے ادارے میں ملازم تھا۔ اس سلسلے میں ایک نوجوان داعی کا وہاں سے گزر ہوا، اس شخص نے نوجوان سے کہا: ''الحساب''، یعنی اپنا حساب پیش کرو۔ اس نے ہنستے ہوئے کہا: 'الحساب، یوم الحساب' ''اصل حساب تو قیامت والے دن دینا پڑے گا''۔ پھر اس نے اپنے واجبات ادا کیے اور چل دیا۔

لیکن اس کے کہے ہوئے الفاظ ''الحساب، یوم الحساب'' نے اس شخص پر عجیب اثر کیا۔ یہ الفاظ اس کے ذہن سے نکلنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ ہر وقت اس کے ذہن میں ایک ہی سوچ اور فکر تھی کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے اس حساب کے لیے کیا تیاری کی ہے۔ میں دنیاوی مشاغل میں اتنا کھو گیا ہوں کہ اپنی زندگی کے اصل مقصد کو ہی بھول گیا ہوں۔ مجھے اس دن کے حساب کا بالکل خیال نہیں ہے۔ پھر اس کے اندر جما ہوا زنگ آنکھوں کے راستے باہر نکلنے لگا اور اس کی زبان پر یہی الفاظ بار بار آ رہے تھے:

'.... إِلَٰهِي ... عَفْوَكَ ....' "اے اللہ! مجھے معاف فرما"۔

قرآنی دعا

سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ﴿285﴾

البقرة

اس واقعہ کو کئی ماہ گزر گئے۔ یہ نوجوان داعی کسی مسجد میں نماز ادا کر رہا تھا۔ اسے ایک گھنی داڑھی والا شخص ملا، جس کے چہرے پر نیکی اور تقوی کے آثار تھے۔ اس گھنی داڑھی اور چہرے کے تقدس کی وجہ سے اس کی شخصیت انتہائی باوقار محسوس ہو رہی تھی۔ وہ شخص گرم جوشی سے اس داعی کو ملا اور کہا: مجھے پہچانا؟ نوجوان نے معذرت خواہانہ انداز میں کہا: میں آپ کو نہیں پہچان سکا۔ اس نے کہا: میں وہی ٹیکس کلکٹر ہوں جسے آپ نے کہا تھا: 'الحساب، یوم الحساب' اصل حساب تو قیامت والے دن ہوگا۔ یہ مختصر سا کلمہ میرے لیے لمبی چوڑی تقریروں اور وعظ ونصیحت سے زیادہ مؤثر ثابت ہوا۔ اس کلمہ نے میری زندگی ہی بدل ڈالی۔ میں اس وقت سے آپ کی تلاش میں تھا کہ اپنے محسن کا شکریہ ادا کر سکوں۔ آج اللہ تعالی نے ملاقات بھی کروادی۔

اس کے بعد ان دونوں کے درمیان اللہ کی خاطر محبت اور برادرانہ تعلقات پیدا ہوگئے۔

تأملات بعد صلاة الفجر، لعبدالحميد البلالي۔

66- درویش اور سلطان محمد فاتح

مسلمانوں کا وہ خواب جس کی تعبیر کے وہ صدیوں سے منتظر تھے پورا ہو گیا۔ بازنطینیوں کو شکست ہو گئی اور مسلمانوں نے قسطنطنیہ فتح کر لیا۔ فتح کے بعد اس کا نام اسطنبول ہو گیا۔ سلطان محمد الفاتح فتح کے بعد اپنے سفید گھوڑے پر توپ کاپی (Tophkopi) کی جانب سے شہر میں داخل ہو رہا تھا۔ سلطان کے ساتھ علماء، فوجی افسران اور دیگر قائدین تھے۔

ہزاروں لوگوں نے آیا صوفیا کے گرجے میں پناہ لے رکھی تھی جنہیں کسی معجزے کی توقع تھی کہ آخری وقت پر انہیں باحفاظت یہاں سے نکال لیا جائے گا۔ ان کے پادریوں نے ان میں یہ غلط فہمی پھیلا رکھی تھی کہ آسمان سے ایک فرشتہ اترے گا جو ان مسلمانوں کو بھسم کر دے گا۔ مسلمان آیا صوفیہ کے گرجے میں داخل نہیں ہو سکیں گے۔ فرشتہ انہیں "جامبرلی طاش" نامی جگہ سے آگے نہیں بڑھنے دے گا۔ یہ جگہ کنیسہ سے بمشکل تین سو میٹر کے فاصلے پر تھی۔ یہ پادریوں کی باتوں پر یقین رکھنے والے چند لوگ تھے۔ شہر کے باقی لوگوں کو ان پادریوں کی باتوں پر یقین نہیں تھا۔ وہ نئے فاتح کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے راستوں پر کھڑے تھے۔

سلطان محمد فاتح اپنے سارے لاؤ لشکر کے ساتھ جا رہے تھے۔ عثمانی ترکوں سے ایک درویش سلطان کے سامنے آیا اور کہا: اے سلطان! ہماری دعاؤں کی اہمیت سے آپ انکار نہیں کر سکتے۔ یہ شہر ہماری دعاؤں کی بدولت فتح ہوا ہے۔ سلطان محمد فاتح مسکرایا پھر میان سے اپنی تلوار نکالی اور کہا: درویش صفت بزرگ محترم! مجھے دعاؤں کی اہمیت سے انکار نہیں ہے، لیکن اس فتح میں آپ کو اس تلوار کے کردار کو نہیں بھولنا چاہیے۔

روائع من التاريخ العثماني، لأورخان محمد علي، ص: ٤٢۔

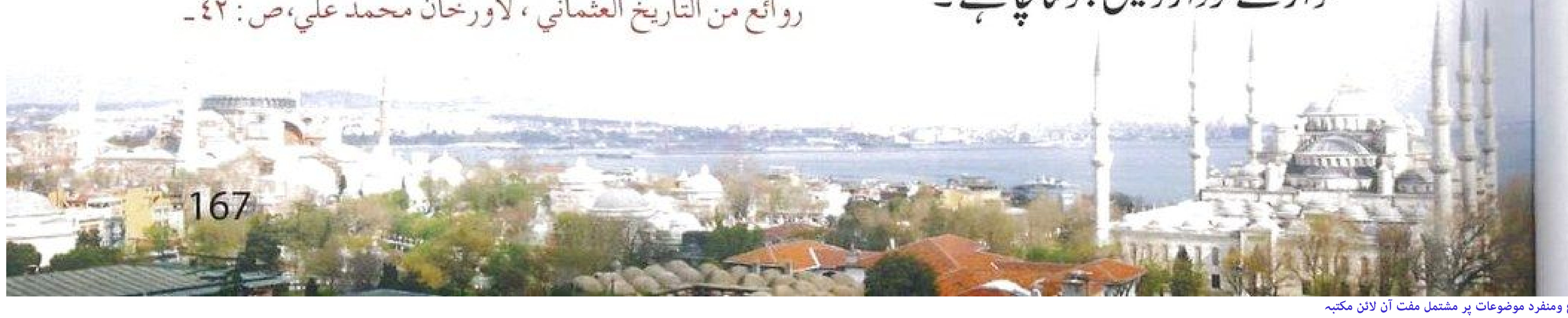

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

67- عمرو بن جموح کی دعا

سیدنا عمرو بن جموح کا تعلق بنو سلمہ سے تھا۔ یہ مدینہ طیبہ کے نمایاں افراد میں سے تھے۔ ان کے ایک پاؤں میں لنگ تھا اس لیے لنگڑا کر چلتے تھے۔ ان کے چار نوجوان بیٹے تھے۔ اس گھرانے کو یہ شرف حاصل ہوا کہ سارا گھرانہ ہی مسلمان ہو گیا۔ جب اللہ کے رسول ﷺ بدر کی طرف روانہ ہونے لگے تو عمرو بن جموع بھی میدان جہاد کے لیے تیار ہو گئے۔ ان کے بیٹوں نے اپنے باپ کو روکا اور کہنے لگے: ابا جان! آپ پاؤں سے معذور ہیں آپ پر جہاد فرض نہیں ہے۔ اس لیے آپ نہ جائیں۔ عمرو رک گئے اور بدر میں شرکت نہ کر سکے۔ مگر انہیں بدر میں شریک نہ ہونے کا ملال بہت تھا۔ ایک سال کے بعد غزوہ احد کا موقع آیا تو اپنے بیٹوں سے کہنے لگے: میرے بیٹو! تم نے مجھے بدر میں جانے سے روکا تھا اب احد میں جانے سے مجھے روکنے کی کوشش نہ کرنا۔ بیٹوں نے کہا: ابا جان آپ تو شرعی طور پر جنگ سے معذور ہیں۔

قارئین کرام! شہادت کا یہ خواہش مند بوڑھا اللہ کے رسول ﷺ کے پاس لنگڑاتا ہوا شکایت لے کر پہنچ گیا۔ کہنے لگا: اللہ کے رسول ﷺ! میری اولاد مجھے اس خیر سے روک رہی ہے۔ وہ کہتے ہیں: میں آپ کے ساتھ احد میں نہ جاؤں۔ پھر ان کے دل کی تمنا زبان پر آ گئی۔ کہنے لگے:

'وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أُسْتَشْهَدَ فَأَطَأَ بِعُرْجَتِي هَذِهِ فِي الْجَنَّةِ'

اللہ کی قسم! میری دلی خواہش ہے کہ میں اللہ کی راہ میں شہید ہو کر اسی طرح لنگڑاتا ہوا جنت میں

جاؤں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے بھی انہیں وہی بات فرمائی جو ان کی اولاد ان سے کہہ رہی تھی:

'أَمَّا أَنْتَ فَقَدْ وَضَعَ اللّٰهُ عَنْكَ الْجِهَادَ'

''آپ معذور ہیں اللہ نے آپ کو جنگ سے رخصت عطا کی ہے''۔

بوڑھے عمرو پر جہاد فرض نہیں تھا مگر ان کا ذوق و شوق دیکھ کر آپ ﷺ نے ان کے بیٹوں سے فرمایا:

'وَلَا عَلَيْكُمْ أَنْ تَدَعُوهُ، لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَرْزُقَهُ الشَّهَادَةَ'

آپ لوگ اگر انہیں احد میں جانے کے لیے بلا لیں تو کوئی حرج نہیں۔ ہو سکتا ہے انہیں اللہ تعالیٰ مقام شہادت پر فائز کر دے''۔

سنن الكبرى للبيهقي: 9/24۔

عمرو بن جموح نے اپنی تلوار لی اور احد کے میدان کی طرف نکلنے لگے۔ گھر بار اور گھر والوں کی طرف دیکھا اور پھر اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھایا اور کہنے لگے:

اے اللہ! مجھے شہادت نصیب فرما اور مجھے میرے خاندان میں واپس نہ لانا۔

قارئین کرام! پھر یہ بوڑھا عمرو میدان جنگ میں پہنچ جاتا ہے۔ لڑائی ہوتی ہے اور جنگ کے اختتام پر خلعت شہادت پا لیتا ہے۔ ان کی تمنا پوری اور دعا قبول ہو گئی۔ ان کی اہلیہ ہند بنت عمرو میدان احد میں پہنچ جاتی ہیں۔ ان کے بھائی عبداللہ بن عمرو بن حرام اور عمرو بن جموح میں گہری دوستی تھی۔ وہ بھی احد میں شہید ہو گئے۔ ان دونوں دوستوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ذات الٰہی کی قسم! اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ اگر اللہ کو قسم ڈال دیں تو وہ ان کی قسم پوری فرما دیتا ہے۔ ان میں سے ایک عمرو بن جموح بھی ہیں۔ میں نے دیکھا کہ وہ جنت میں لنگڑاتے ہوئے داخل ہو رہے ہیں''۔

صحيح ابن حبان، حديث: 7024۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

68- بوسیدہ ہڈیاں

ایک شخص لوگوں میں دینار العیار کے نام سے معروف تھا۔ دھوکہ دہی، فراڈ اور فسق وفجور ہی اس کے مشاغل تھے۔ اس کی والدہ ہر وقت اسے سمجھاتی رہتی، لیکن وہ والدہ کی باتیں ایک کان سے سنتا اور دوسرے سے نکال دیتا۔ ایک دن اس کا گزر قبرستان سے ہوا۔ اسے ایک بوسیدہ ہڈی نظر آئی۔ اس نے بوسیدہ ہڈی کو پکڑا تو وہ بکھر گئی۔ اسے یہ دیکھ کر دھچکا سا لگا کہ یہ بھی میری طرح ایک انسان تھا۔ یہ بھی میری طرح سانس لیتا، چلتا پھرتا اور کھاتا پیتا تھا۔ آج یہ خاک بن چکا ہے۔ کل مجھے بھی اسی طرح مر کر مٹی میں مل جانا ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ دوبارہ اس خاک میں روح ڈال کر اٹھائیں گے اور گزری ہوئی زندگی کے متعلق پوچھیں گے تو میں کیا جواب دوں گا۔ یہ تو ایک ایسی حقیقت ہے جس سے انکار نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

﴿وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۭ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿78﴾
قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ﴿79﴾﴾

''اس نے ہمارے لیے مثال بیان کی اور وہ اپنی پیدائش کو بھول گیا اور کہنے لگا: ان گلی سڑی ہڈیوں کو کون زندہ کرسکتا ہے۔ آپ کہہ دیجیے ان کو وہی (اللہ) زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی بار پیدا کیا اور وہ ہر طرح کی پیدائش کو خوب جانتا ہے۔

یٰس 36: 78، 79۔

اس شخص کو اپنی سابقہ زندگی پر بڑی سخت ندامت ہوئی اور اس نے توبہ کرنے کا پختہ عزم کر لیا۔ اس نے آسمان کی طرف اپنا منہ اٹھایا اور کہا:

'إلٰهي! إلَيْكَ مَقَالِيدُ أَمْرِي، فَاقْبَلْنِي وَارْحَمْنِي'

''اے اللہ! میرا سارا معاملہ تیرے سپرد ہے۔ میری توبہ قبول فرما اور مجھ پر رحم فرما''۔

پھر وہ اپنی والدہ کے پاس گیا اس کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ اپنی والدہ سے پوچھنے لگا: اماں جان! اگر کسی بھاگے ہوئے غلام کو اس کا مالک پکڑ لے تو اس کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے؟ اس کی والدہ نے بتایا کہ وہ اسے بیڑیوں میں باندھ کر رکھتا ہے۔ اسے کمتر لباس اور کھانا فراہم کرتا ہے۔ اس نے اپنی والدہ سے کہا: میں بھی خود کو ایک بھاگے ہوئے غلام کی طرح اللہ کے حضور پیش کرتا ہوں تاکہ وہ میری نافرمانی اور سرکشی سے درگزر کر دے۔ رسول اللہ ﷺ نے بتلایا کہ اللہ تعالیٰ کو اس گناہ گار کے آنے سے کتنی خوشی ہوتی ہے۔ فرمایا:

ایک بندہ کسی بیابان ریگستان میں سفر کر رہا ہے۔ اس کے پاس محدود سا کھانے پینے کا سامان اور ایک سواری ہے۔ ایک جگہ وہ آرام کرنے کے لیے ٹھہرتا ہے۔ جب وہ سو کر اٹھا تو اس کی سواری سامان سمیت غائب ہوتی ہے۔ اب وہ فکر مند ہو جاتا ہے: میں سواری کے بغیر اس لق و دق صحرا کو کیسے عبور کروں گا۔ کھائے پیے بغیر کیسے زندہ رہوں گا؟ شاید اب اس صحرا میں سسک سسک کر مرنا ہی میرا مقدر ہے۔ وہ شخص انتہا درجے کی مایوسی کا شکار ہو جاتا ہے۔ آپ اس کیفیت پر غور کریں اور سوچیں اگر اس شخص کو اچانک کھانے پینے کا سامان بھی مل جائے، سواری بھی مل جائے تو وہ کس قدر خوش ہوگا۔ جب کوئی نافرمان بندہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس بندے سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے۔

موقع مجلة الشباب.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

69- ذوالنون مصری کی دعا

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی طرح ذوالنون مصری رحمہ اللہ نے بھی فتنہ خلق قرآن کے دوران بڑی ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔ یہ بڑے مستجاب الدعوات تھے۔انہوں نے بھی اس فتنہ میں بہت سی تکلیفیں اٹھائیں اور حکومت کی تمام ترغیبات کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا۔

قارئین کرام! یہ عباسی خلیفہ واثق باللہ کے دور کی بات ہے کہ اس نے بعض علمائے سوء کے کہنے پر انہیں قتل کرنے کا فیصلہ کرلیا اور انہیں گرفتار کر کے لانے کا حکم جاری کیا۔ دربار میں چٹائیاں بچھا دی گئیں۔ جلاد کو تیار رہنے کا حکم دے دیا گیا۔ ذوالنون مصری جب دربار میں پہنچے تو لوگوں کو دیکھ کر بڑا تعجب ہوا کہ خلیفہ انہیں سزا دینے کے بجائے خوش آمدید کہہ رہا تھا۔ اس نے قیمتی خوشبو منگوا کر اپنے ہاتھ سے انہیں لگائی اور کہنے لگا: ابوالفیض! ہم نے خواہ مخواہ آپ کو مشقت میں ڈالا۔ آپ امن وسلامتی سے تشریف لے جائیں۔ جب وہ دربار سے نکل گئے تو ان کا وزیر ان سے کہنے لگا: ایسا منظر میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا کہ کوئی شخص اس طرح معاف کر دیا گیا ہو۔ واثق نے کہا: تم نے صحیح کہا لیکن کیا تم نے دیکھا نہیں تھا کہ اس کے ہونٹ ہل رہے تھے یقیناً وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہا تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اسے نقصان پہنچاتے اور وہ شخص ہمارے خلاف بددعا کر دیتا تو ہماری شامت آجاتی۔ اس لیے میں نے اسے چھوڑنے کا حکم دے دیا۔

الدعاء المأثور وآدابه، للحافظ أبي بكر الطرطوشي، ص: ١٥٦ بتصرف۔

70- مدینہ طیبہ کے لیے دعائے نبوی

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ طیبہ کے لیے حسب ذیل دعائیں فرمائی تھیں:

’اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْ بِالْمَدِينَةِ ضِعْفَيْ مَا بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ‘

’’اے اللہ! مدینہ میں مکہ سے دگنی برکت عطا فرما۔‘‘

صحیح مسلم، حدیث: 1369.

آپ ﷺ کی ایک دعا اس طرح بھی وارد ہے:

’اَللّٰهُمَّ! حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَمَا حَبَّبْتَ مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَ صَحِّحْهَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَحَوِّلْ حُمَّاهَا إِلَى الْجُحْفَةِ‘

’’الٰہی! مدینہ بھی ہمارے لیے ویسے ہی محبوب بنا دے جیسے تو نے مکہ کو ہمارے لیے محبوب بنایا تھا بلکہ مدینہ کو مکہ سے بھی زیادہ محبوب بنا دے۔ مدینہ کے تمام عیب دور کر دے۔ ہمارے لیے مدینہ کے صاع و مد (دو پیمانے) میں برکت عطا فرما۔ مدینہ کے بخار کو جحفہ منتقل کر دے۔‘‘

صحیح مسلم، حدیث: 1376.

اب دعائے رسول ﷺ کی برکات ملاحظہ کیجیے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”مدینہ کے راستوں پر فرشتے تعینات ہیں۔ مدینہ میں طاعون اور دجال داخل نہیں ہو سکتے۔“

صحیح مسلم، حدیث: 1379.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مدینہ کا پھل پک جاتا تو لوگ اسے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے۔ آپ پھل ہاتھ میں لیتے اور دعا فرماتے:

”اَللّٰهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِي ثَمَرِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا، اَللّٰهُمَّ! إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَبْدُكَ وَخَلِيلُكَ وَنَبِيُّكَ، وَإِنِّي عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ، وَإِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ، وَإِنِّي أَدْعُوكَ لِلْمَدِينَةِ بِمِثْلِ مَادَعَاكَ لِمَكَّةَ وَمِثْلِهِ مَعَهُ“

”الٰہی! ہمارے پھل میں برکت دے۔ ہمارے مدینہ میں برکت دے۔ ہمارے صاع میں برکت دے۔ ہمارے مد میں برکت دے۔

اے اللہ! ابراہیم تیرا بندہ اور تیرا خلیل تھا۔ میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں۔ اُس نے تجھ سے مکہ کے لیے دعا کی تھی۔ میں تجھ سے مدینہ کے لیے وہی شے دگنی مانگتا ہوں جو اُس نے مکہ کے لیے مانگی تھی۔“

دعائے برکت کے بعد آپ سب سے چھوٹے بچے کو بلاتے اور اسے وہ پھل عنایت کرتے۔

صحیح مسلم، حدیث: 1373.

71- ابن خزیمہ کی دعا

ابن جریر، ابن خزیمہ، محمد بن نصر مروزی اور محمد بن ہارون رویانی رحمہم اللہ جیسے علماء نے خود کو دینی تعلیم کے لیے مختص کیا ہوا تھا۔ اس کے لیے انہیں بڑی مشکلات اور آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن ان کے پاؤں کبھی ڈگمگائے نہیں۔ کئی دفعہ نوبت فاقوں تک جا پہنچی مگر وہ لوگ ایک عظیم مقصد کے لیے سب کچھ جھیلتے رہے۔ اسی طرح کے ایک موقع پر ان ائمہ کا سارا راشن ختم ہو گیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ بھوک کی شدت بڑھنے لگی۔ باہمی مشاورت سے وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ قرعہ اندازی کی جائے، جس کے نام قرعہ نکلے وہ کسی سے اپنی اس صورت حال کا تذکرہ کرے۔ قرعہ فال ابن خزیمہ کے نام نکلا۔

ابن خزیمہ کہنے لگے: میں کسی سے ذکر کرنے کی بجائے سب سے بڑے دربار میں التجا کروں گا جہاں سے کوئی نامراد نہیں لوٹتا۔ انہوں نے نوافل ادا کرنے شروع کر دیے۔ اس دوران دروازے پر دستک ہوئی۔ انہوں نے دروازہ کھولا تو سامنے حاکم مصر کے نمائندے کھڑے تھے۔ وہ پوچھنے لگے: محمد بن نصر کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ محمد بن نصر ہیں۔ انہوں نے ایک تھیلی نکالی اس میں پچاس درہم تھے۔ وہ ان کے حوالے کی۔ پھر پوچھا: محمد بن جریر کون ہے؟ پچاس درہم ان کو بھی دیئے۔ ان لوگوں نے حیرانی سے پوچھا: امیر کو ہمارے بارے میں کیسے پتا چلا۔ حاکم مصر کے نمائندوں نے بتایا کہ گزشتہ دن وہ آرام کر رہے تھے کہ۔ انہیں خواب میں بتایا گیا کہ فلاں جگہ پر ہمارے کچھ بندے بھوکے ہیں ان کے کھانے کا انتظام کرو۔ انہوں نے یہ درہم بھیجے ہیں اور وہ آپ لوگوں سے حلف لینا چاہتے ہیں کہ جب یہ ختم ہو جائیں تو آپ اپنے کسی نمائندے کو ان کے پاس بھیج دیں۔

وقفات مع سلفنا الصالح: 318۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقام بدر کی حالیہ تصویر

72- بدر کے شرکاء کے لیے اللہ کے رسول ﷺ کی دعا

اللہ کے رسول ﷺ اپنے صحابہ کرام سمیت جب مکہ سے ہجرت کے لیے نکلے تو ہر چیز اللہ کے لیے چھوڑ کر مدینہ آئے تھے۔ یہ خالی ہاتھ اور تہی دامن تھے۔ تن ڈھانپنے کے لیے کپڑے، پیٹ بھرنے کو کھانا اور نہ ہی سفر کے لیے سواری میسر تھی۔ مگر ان کے سینے ایمان سے منور تھے۔ مدینہ طیبہ آنے کے اگلے ہی سال دو ہجری میں بدر کے لیے نکلے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کے لیے بدر کے راستے میں بڑی خوبصورت اور پیاری دعا فرمائی تھی۔ آیئے سنن ابی داود کے حوالے سے اس دعا کو پڑھتے ہیں۔ پھر دیکھتے ہیں کہ وہ دعا کیسے قبول ہوئی تھی۔

عرب کے مانے ہوئے نہایت ذہین وفطین شخص سیدنا عمرو بن العاص کے بیٹے عبداللہ بیان کرتے ہیں: اللہ کے رسول ﷺ جب بدر کے لیے روانہ ہوئے تو آپ ﷺ نے اللہ تعالی سے تین دعائیں فرمائیں:

’اللَّهُمَّ إِنَّهُمْ حُفَاةٌ فَاحْمِلْهُمْ،

اللَّهُمَّ إِنَّهُمْ عُرَاةٌ فَاكْسُهُمْ،

اللَّهُمَّ إِنَّهُمْ جِيَاعٌ فَأَشْبِعْهُمْ‘

”اے اللہ! یہ لوگ پیدل ہیں ان کو سواری عطا فرما۔ اے اللہ! ان لوگوں کے پاس کپڑے نہیں ان کو کپڑے پہنا۔ اے اللہ! یہ لوگ بھوکے ہیں ان کو شکم سیر کر دے۔“

سنن أبي داود، حديث: 2747۔

قارئین کرام! اللہ کے رسول ﷺ کی یہ تینوں دعائیں قبول ہوئیں۔ اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو بدر کے دن فتح ونصرت عطا فرمائی۔ مسلمان بدر سے مدینہ طیبہ اس حالت میں واپس لوٹے کہ ہر ایک اپنے ساتھ ایک یا دو اونٹ لیے ہوئے تھا۔ انہوں نے کپڑے بھی زیب تن کیے اور کھانا بھی سیر ہو کر کھایا۔

قرآنی دعا

رَبِّ اشْرَحْ
لِي صَدْرِي ﴿25﴾
وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ﴿26﴾
وَاحْلُلْ عُقْدَةً
مِّن لِّسَانِي ﴿27﴾
يَفْقَهُوا قَوْلِي ﴿28﴾

طٰه

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

73- اے اللہ
میرے اخلاق کو بہتر کر دے

ایک رات ام درداء رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ ابو درداء قیام اللیل کے دوران ایک ہی دعا مانگتے رہے:

'اللّٰهُمَّ أَحْسَنْتَ خَلْقِي فَأَحْسِنْ خُلُقِي'

''اے اللہ! تو نے میری شکل وصورت اچھی بنائی ہے میرے اخلاق کو بھی اچھا بنا دے''۔

صبح کے وقت ام درداء نے پوچھا: آپ ساری رات ایک ہی دعا کرتے رہے ہیں؟ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: انسان کا اچھا اخلاق اسے جنت میں لے جاتا ہے اور برا اخلاق اسے جہنم میں لے جاتا ہے۔ انسان سو رہا ہوتا ہے جبکہ دوسری طرف اس کی مغفرت کا سامان ہو رہا ہوتا ہے۔ ام درداء نے پوچھا: وہ کیسے؟ فرمانے لگے: اس کا بھائی تہجد پڑھتا ہے اور اپنے لیے اللہ سے معافی طلب کرتا ہے جو اسے عطا کر دی جاتی ہے پھر وہ اپنے اس بھائی کی مغفرت کے لیے دعا کرتا ہے۔ یہ دعا بھی اللہ کے ہاں شرف قبولیت سے ہمکنار ہوتی ہے۔

الزهد للإمام أحمد، ص: 174۔

قرآنی دعا

رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿16﴾

آل عمران

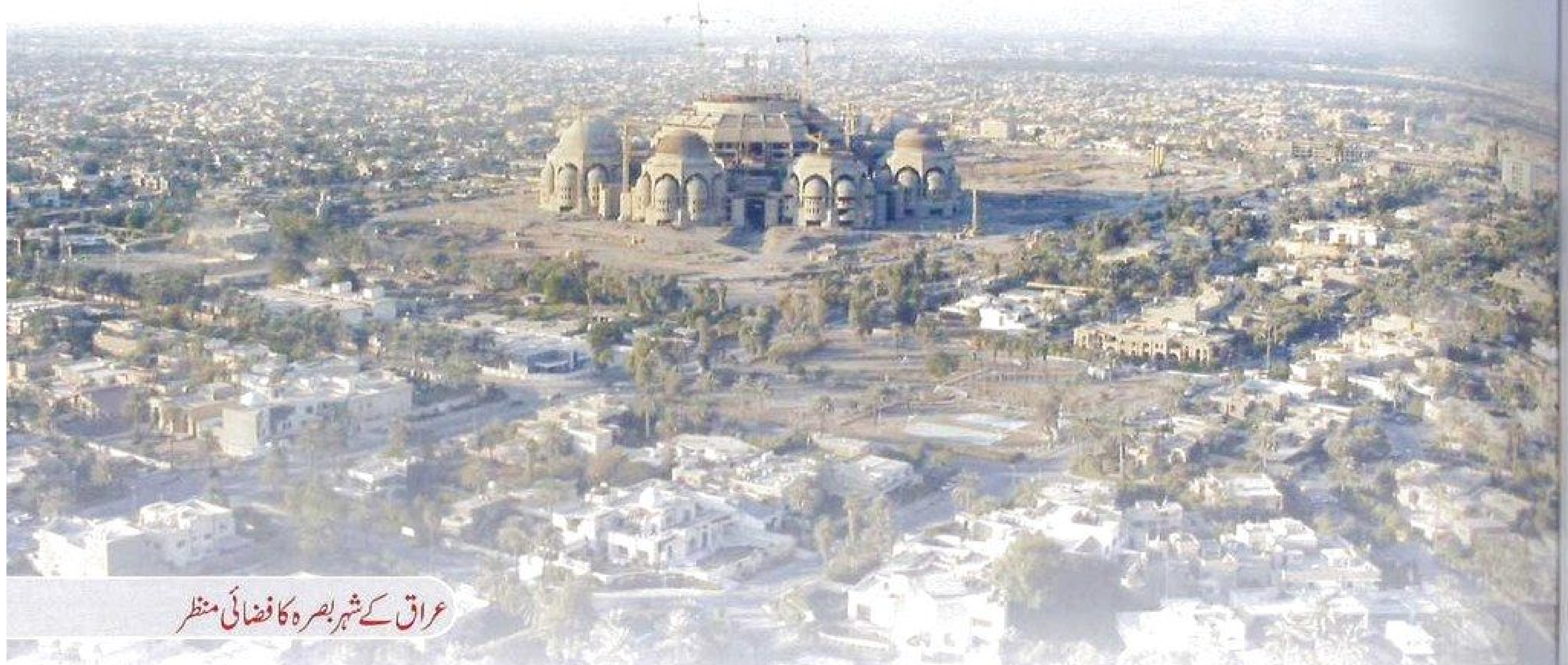

عراق کے شہر بصرہ کا فضائی منظر

74- ادعونی أستجب لکم

اہل علم ودانش میں سے ایک شخص ایک مرتبہ بصرہ تشریف لائے۔ ان کے گرد لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہو گیا۔ اہل بصرہ ان سے پوچھنے لگے: ہماری دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ﴾

''مجھے پکارو! میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا''۔

المؤمن: 60۔

انہوں نے جواب دیا: اہل بصرہ! آپ لوگوں کے دل مردہ ہو چکے ہیں۔ لوگوں نے تعجب سے پوچھا: وہ کیسے؟ عالم کہنے لگے: اس کے دس اسباب ہیں:

1۔ تم اللہ کو پہچانتے تو ہو لیکن اس کا حق ادا نہیں کرتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآنی دعا

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿53﴾

آل عمران

2۔تم لوگ قرآن پڑھتے تو ہو لیکن اس پر عمل نہیں کرتے۔

3۔تم رسول اللہ ﷺ کی محبت کا دعوی تو کرتے ہو، لیکن آپ کی سنت پر عمل نہیں کرتے۔

4۔تم شیطان کی دشمنی کا دعوی بھی کرتے ہو لیکن اطاعت بھی اسی کی کرتے ہو۔

5۔تم جنت میں داخلے کا دعوی تو کرتے ہو لیکن اس کے لیے کام نہیں کرتے۔

6۔تم آگ سے نجات کا دعوی تو کرتے ہو لیکن تم لوگوں کی کارستانیاں ایسی ہیں جو تمھیں جہنم میں لے جانے والی ہیں۔

7۔تم کہتے تو ہو: موت برحق ہے لیکن اس کے لیے کوئی تیاری نہیں کرتے۔

8۔لوگوں کے عیبوں کے پیچھے تو پڑے رہتے ہو مگر اپنے عیبوں کا تمھیں کوئی خیال ہی نہیں۔

9۔تم لوگ مردوں کو دفن کرتے ہو لیکن ان سے عبرت نہیں پکڑتے۔

10۔اللہ تعالی کی نعمتیں استعمال کرتے ہو لیکن اس کا شکر ادا نہیں کرتے۔

حلية الأولياء: 15/8

75- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے اللہ کے رسول ﷺ کی دعا

وہ اللہ کے رسول ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے۔مکہ مکرمہ میں شعب ابی طالب میں ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے۔ان کی والدہ سیدہ لبابہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد عورتوں میں اسلام قبول کرنے والی دوسری عظیم خاتون تھیں۔سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو ان کے والد ان کو لے کر اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔آپ ﷺ نے اپنے چچا زاد بھائی کو بوسہ دیا، اپنے مبارک لعاب دہن سے گھٹی دی اور ان کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔

’فَكَانَ أَوَّلَ مَا دَخَلَ جَوْفَهُ رِيقُ النَّبِيِّ الْمُبَارَكُ الطَّاهِرُ، وَدَخَلَتْ مَعَهُ التَّقْوَى وَالْحِكْمَةُ‘

’’اس طرح ان کو دنیا میں آنے کے بعد جو سب سے پہلی غذا ملی وہ رسول اللہ ﷺ کا مبارک اور طاہر لعاب دہن تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی ان کی رگ رگ میں تقوی اور حکمت داخل ہوگئی‘‘۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قریشی ہاشمی تھے۔ بڑے خوبصورت اور مؤدّب تھے۔ فتح مکہ سے پہلے اپنے والد کے ہمراہ مدینہ تشریف لائے۔ان کی خالہ سیدہ میمونہ بنت حارث الہلالیہ اللہ کے رسول ﷺ کی زوجہ محترمہ تھیں۔آپ ﷺ نے ان سے 7 ہجری میں شادی کی تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ اپنے بچپن میں ایک دن اپنی خالہ کے گھر سوئے ہوئے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ بھی اس رات سیدہ میمونہ کے گھر تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ رات کو تہجد کی نماز کے لیے اٹھے تو چھوٹے سے عبداللہ دوڑ کر گئے اور آپ ﷺ کے لیے پانی کا لوٹا لے آئے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس پر اپنی خوشی کا اظہار فرمایا۔ اب اللہ کے رسول ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو یہ بھی وضو کر کے آ گئے اور آپ ﷺ کے پیچھے نماز تہجد کے لیے کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ میرے برابر کھڑے ہو جاؤ۔ مگر یہ پیچھے ہی کھڑے رہے۔ جب اللہ کے رسول ﷺ نے نماز ختم کی تو پوچھا: عبداللہ تم نے میرے اشارے کے باوجود میرے پیچھے کھڑے ہو کر کیوں نماز ادا کی؟ عرض کی:

'يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَنْتَ أَجَلُّ فِي عَيْنِي وَأَعَزُّ مِنْ أَنْ أُوَازِيَكَ'

''اللہ کے رسول ﷺ آپ کا مقام اور مرتبہ میرے ہاں بہت اعلیٰ اور بڑا ہے۔ آپ نہایت عزت وشرف والے ہیں، میں آپ کے برابر کیسے کھڑا ہو سکتا ہوں''۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے معصوم سے چچیرے بھائی کے جب یہ الفاظ اور جذبات سنے تو اپنے مبارک ہاتھوں کو بارگاہ الٰہی میں اٹھا لیا اور ان کے لیے یہ دعا فرمائی:

'اللّٰهُمَّ آتِهِ الْحِكْمَةَ'

''اے اللہ اسے حکمت ودانائی عطا فرما''۔

المعجم الكبير للطبراني: 205/10

ایک اور روایت میں وہ خود بیان فرماتے ہیں:

'أَجْلَسَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي حِجْرِهِ وَمَسَحَ رَأْسِي وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ'

''اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے اپنی گود میں بٹھایا، میرے سر پر شفقت سے اپنا مبارک ہاتھ پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا فرمائی''۔

محترم قارئین! سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خوش قسمتی کے کیا کہنے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے لیے متعدد مرتبہ دعا فرمائی: اب آئیے دیکھتے ہیں کہ اس مبارک نبی ﷺ کی مبارک دعا کیسے شرف قبولیت کو پہنچتی ہے اور اس کے کیا اثرات نکلتے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عباس کو 'حبر الأمّة' کا خطاب ملتا ہے۔ میرے نزدیک اس کا خوبصورت ترجمہ ''علامۂ امت'' بنتا ہے۔ ان کا ایک لقب ''ترجمان القرآن'' بھی تھا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کو کمسنی کے باوجود اپنی مجلس میں بٹھایا کرتے اور فرماتے: 'ذَاكَ فَتَى الْكُهُولِ' ''یہ ہے تو نوجوان مگر اس میں بڑی عمر کے لوگوں سے بڑھ کر عقل و ذہانت ہے''۔ اور یہ بھی فرمایا: 'إِنَّ لَهُ لِسَانًا سَؤُولًا' اس کی ایک خوبی یہ ہے کہ یہ علم حاصل کرنے کے لیے کثرت سے سوال کرنے والا ہے۔ 'وَقَلْبًا عَقُولًا' ''اور یہ سمجھ دار دل ودماغ کا مالک ہے''۔

ان کے بارے میں مشہور تابعی مسروق بن اجدع بیان کرتے ہیں: میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو ان کی خوبصورتی کو دیکھتا رہ گیا اور میں بے اختیار پکار اٹھا: 'أَجْمَلُ النَّاسِ' ''یہ خوبصورت ترین انسان ہیں''۔

جب انہوں نے گفتگو کی تو میں نے کہا: 'أَفْصَحُ النَّاسِ' ''یہ فصاحت وبلاغت میں یکتائے زمانہ ہیں''۔ اور جب حدیث بیان کی تو کہہ اٹھا: 'أَعْلَمُ النَّاسِ' ''یہ لوگوں میں سب سے زیادہ علم رکھنے والی شخصیت ہیں''۔

المنتقى من كتاب الطبقات، لأبي عروبة.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

76- تحفظ الٰہی

متعدد عباسی خلفاء کے معتمد خاص ''منارہ'' اس واقعہ کے راوی ہیں:

دنیا میں حاسدین کی کمی نہیں، بعض لوگوں کو دوسروں کی خوشیاں ایک آنکھ نہیں بھاتیں۔ وہ ان سے کسی طریقہ سے ان نعمتوں اور آسائشوں کو چھیننا چاہتے ہیں۔ زیر نظر دل چسپ کہانی ایک اموی رئیس کی ہے جو حاسدین کی نگاہ میں آ گیا تھا، مگر اللہ تعالیٰ نے اس کی دعاؤں کو سن لیا اور اس سے آزمائش کو ہٹا لیا۔ ان شاء اللہ یہ واقعہ بہت سے بھائیوں کے لیے رشد و ہدایت کا سبب بنے گا۔

ایک مرتبہ خلیفہ ہارون الرشید کو اطلاع دی گئی کہ دمشق میں ایک آدمی کا سراغ ملا ہے جو بنو امیہ کی باقیات میں سے ہے۔ وہ نہایت دولت مند، صاحب ثروت اور علاقے کا با اثر رئیس ہے۔ غلاموں کی فوج اس کی خدمت کے لیے ہمہ وقت حاضر رہتی ہے۔ اس کے بیٹے گھڑ سواری میں اور آلات حرب و ضرب کے استعمال میں ماہر ہیں۔ غلاموں کی فوج ان کی قیادت میں آگے بڑھتی اور رومیوں پر حملہ آور ہوتی ہے۔ وہ آدمی نہایت دریا دل اور شاہ خرچ بھی ہے۔ اس کا دستر خوان بے حد وسیع ہے۔ وہ دربار خلافت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا سکتا ہے۔

یہ اطلاع پا کر ہارون الرشید کو نہایت فکر لاحق ہوئی۔ یہ 186 ہجری کی بات ہے۔ ہارون الرشید حج سے واپسی پر کوفہ میں ٹھہرا ہوا تھا۔ امین، مامون اور مؤتمن کی ولی عہدی کی بیعت بھی اس نے وہیں لی تھی۔

منارہ کا کہنا ہے کہ ہارون الرشید نے مجھے تخلیے میں یاد کیا۔ میں حاضر ہوا تو مجھ سے کہا: میں نے تمھیں بڑی اہم بات کے لیے بلایا ہے۔ مارے پریشانی کے میری تو راتوں کی نیند حرام ہو گئی ہے۔ یہ کہہ کر اس نے مجھے بنو امیہ کے اس رئیس کے متعلق بتایا۔

اس نے کہا سو شتر سواروں کے ہمراہ ابھی دمشق روانہ ہو جاؤ۔ میرا یہ خط اس اموی رئیس کو دینا۔ یہ بیڑیاں بھی لیتے جاؤ۔ اس اموی کے ہاں جانا۔ وہ بات سنے اور تابع فرمان ہو تو اسے یہ بیڑیاں پہنانا اور میری خدمت میں حاضر کرنا۔ نہ مانے تو امیر دمشق کو ساتھ ملانا اور اسے اٹھا کر لے آنا۔ تمھارے پاس تیرہ دن ہیں۔ ان میں چھ دن جانے کے، چھ آنے کے اور ایک دن وہاں قیام کے لیے ہے۔ ہاں یہ رہا محمل۔ اس کے ایک طرف تم خود بیٹھنا اور دوسری طرف اسے بٹھانا۔ اس کی نگرانی بذات خود کرنا۔ کسی کو مت سونپنا۔ یہاں سے روانگی کے بعد چودھویں دن تمھیں واپس یہاں ہونا چاہیے۔ اس کی حویلی میں جا کر ہر چیز غور سے دیکھنا۔ یہ دیکھنا کہ گھر میں کون کون رہتا ہے، اس کے حاشیہ بردار کتنے ہیں، نوکر چاکر اور غلام کتنی تعداد میں ہیں، یہ بھی دیکھنا کہ وہ کتنی آسودگی میں ہے؟ وہ جو کچھ کہے، حرف بحرف یاد رکھنا۔ دیکھنا کوئی شے رہ نہ جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''منارہ کہتے ہیں کہ میں نے ہارون الرشید کو الوداع کہا اور روانہ ہو گیا۔ ہم اونٹوں پر سوار ہوئے اور منزلیں طے کرتے ہوئے چلتے گئے۔ صرف نماز پڑھنے کے لیے سواریوں سے اترتے، قضائے حاجت کے لیے پڑاؤ کرتے یا ستانے کے لیے۔

چھٹے روز دن ڈھلے ہم دمشق جا پہنچے۔ شہر کی فصیل کے دروازے بند تھے۔ ہم نے دستک دینی مناسب نہ سمجھی اور شہر کے باہر ہی پڑ رہے۔ صبح سویرے دروازہ کھلا تو ہم سفر کے لباس میں ہی شہر میں داخل ہو گئے۔ میں فوری طور پر شہر کے بیچوں بیچ واقع اموی کی حویلی پہنچا۔ حویلی کے اردگرد سائبان کھڑے تھے۔ سائبانوں میں اس رئیس کے حاشیہ بردار محو استراحت تھے۔ میں اجازت لیے بغیر حویلی میں جا گھسا۔ دربانوں نے مجھے روکنا چاہا تو میرے ہمراہیوں نے انہیں بتایا کہ یہ امیر المؤمنین کا ایلچی منارہ ہے۔

اس پر دربانوں نے میرا راستہ چھوڑ دیا۔ حویلی کے آنگن میں پہنچا تو ایک طرف چند لوگ بیٹھے دکھائی دیے۔ میں ان کی طرف بڑھا۔ وہ مجھے اجنبی دیکھ کر میرے استقبال کو اٹھے اور میرا خیر مقدم کیا۔ میں نے اموی کے بارے میں دریافت کیا کہ فلاں صاحب آپ میں موجود ہیں۔ وہ بولے نہیں، ہم تو ان کے بیٹے ہیں۔ وہ اس وقت حمام میں غسل کر رہے ہیں۔ میں نے کہا انہیں ذرا بلا دیجیے۔ میں ان کی ملاقات کو بڑی دور سے آیا ہوں۔

ایک لڑکا اموی کو بلانے دوڑا۔ میں نے اتنے میں حویلی کا اور حویلی کے باسیوں کا گہرا جائزہ لیا۔ میں نے دیکھا کہ حویلی باشندوں سے بھری پڑی تھی۔

خاصی دیر بعد بنو امیہ کا وہ رئیس باہر آیا۔ میں نے سمجھا کہ شاید ڈر کے مارے وہ چھپ گیا ہو، مگر میں نے دیکھا کہ وہ اس شان سے باہر آیا کہ نہایت خوبصورت کپڑوں میں ملبوس تھا اور نوکروں کی

اچھی خاصی تعداد اس کے ہمراہ تھی۔ میں اس کے ٹھاٹ باٹ دیکھ کر ہی جان گیا کہ بنو امیہ کا یہی وہ رئیس ہے جس کی مجھے تلاش تھی۔ وہ میری طرف آیا۔ آہستہ سے سلام کیا اور شاہانہ انداز سے کرسی پر بیٹھ گیا اور مجھ سے امیر المؤمنین کا حال احوال دریافت کیا۔ میں نے رسمی جواب دیا۔

ابھی ہم باتیں کر رہے تھے کہ پھلوں کی ٹوکریاں لا کر ہمارے سامنے رکھ دی گئیں۔

وہ بولا منارہ! آگے آؤ۔ پھل کھاؤ۔ میں نے شکریہ کے ساتھ معذرت کر لی۔ اس نے بھی اصرار کرنے کے بجائے خود کھانا شروع کر دیا۔ اس کے حاشیہ بردار بھی کھانے لگے۔ پھل کھانے کے بعد اس نے ہاتھ دھوئے اور کھانا لگانے کا حکم دیا۔ پر تکلف خوان نعمت حاضر کیا گیا۔ رنگا رنگ کھانوں کے لحاظ سے اس کا دسترخوان کسی خلیفہ کے دسترخوان سے کم نہیں تھا۔

مجھ سے کہنے لگا منارہ! آؤ بھئی! کھانے میں ہمارا ہاتھ بٹاؤ۔

خلیفہ کی طرح وہ بھی مجھے میرے نام سے پکارتا تھا۔

میں نے کھانے سے بھی معذرت کر لی۔ اس نے بھی اصرار نہیں کیا۔

وہ خود، اس کے نو بیٹے، ان کے بیٹے، مصاحبان خاص اور حاشیہ بردار کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے۔ میں نے اس کا کھانے کا انداز ملاحظہ کیا تو دیکھا کہ وہ بادشاہوں کی طرح کھانا کھاتا ہے۔

وہ نہایت اطمینان سے کھانا کھا رہا تھا۔ بظاہر اسے کچھ پریشانی نہیں تھی۔

کھانے کے شروع ہوتے ہی حویلی میں جو ہلچل سی مچی تھی وہ تھم گئی۔

میں جب حویلی میں آیا تھا تو حویلی کے غلاموں نے میرے اونٹوں کی نکیلیں پکڑ لی تھیں اور میرے ساتھیوں کو اونٹوں سمیت دوسری حویلی میں جا ٹھہرایا تھا۔ میں یہاں اکیلا رہ گیا تھا۔ میرے ساتھ محض چھ یا سات ہی لوگ تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے سوچا: یہ رئیس تو بڑا زبردست آدمی ہے۔ میں بذاتِ خود اسے گرفتار نہیں کر پاؤں گا۔ لگتا ہے امیر دمشق کی مدد لینی پڑے گی۔ اموی رئیس کو تو میری پروا ہی نہیں تھی۔ وہ مجھے میرے نام سے پکارتا تھا۔ میں نے دوبار کھانے سے انکار کیا تو بھی اس نے کچھ توجہ نہیں کی اور اطمینان سے کھانے میں مصروف ہوگیا۔ نہ یہ پوچھتا ہے کہ میں اس کے پاس کس مقصد سے آیا ہوں۔ مجھے تو شدید گھبراہٹ ہونے لگی۔

میں انہی سوچوں میں غلطاں و پیچاں تھا کہ اس نے کھانا کھا کر ہاتھ دھوئے اور لوبان منگایا۔ لوبان کی دھونی لے کر وہ نماز کے لیے جا کھڑا ہوا۔ اس نے نہایت خشوع وخضوع سے ظہر کی نماز پڑھی۔ نماز کے بعد دیر تک دعا کرتا رہا۔ محراب سے پلٹا تو میری طرف آیا۔ دریافت کیا: منارہ کس مقصد سے آئے ہو؟ عرض کیا امیر المؤمنین کا فرمان ہے آپ کے لیے۔ یہ کہہ کر میں نے خط نکالا اور اس کے حوالے کر دیا۔ اس نے خط کی مہر اتاری اور خط پڑھا۔ اپنے بیٹوں کو اور حاشیہ نشینوں کو بلایا۔ میں نے سمجھا کہ اب یہ مجھے پٹوائے گا۔

وہ سب آ چکے تو اس نے حکم دیا کہ بکھر جاؤ۔ متفرق ہو جاؤ۔ دو آدمی ایک جگہ اکٹھے نہ رہیں۔ اپنے اپنے گھروں میں رہو۔ کوئی آدمی تا حکم ثانی گھر کے باہر نہ نکلے۔

پھر امیر المؤمنین کا خط دکھلا کر کہا: یہ امیر المؤ منین کا خط ہے۔ انہوں نے مجھے اپنے ہاں بلایا ہے۔ میں ایک لحظے کی تاخیر کیے بغیر روانہ ہو جانا چاہتا ہوں۔ میرے بعد تمام لوگوں کا خیال رکھنا۔ کوئی غلام میرے ساتھ مت آئے۔ پھر وہ مجھ سے مخاطب ہوا اور کہا کہ منارہ! لاؤ، اپنی ہتھکڑیاں اور بیڑیاں۔

میں نے بیڑیاں منگائیں۔ لوہار کو بلوایا گیا۔ اموی رئیس نے ٹانگیں پھیلائیں۔ لوہار نے بیڑیاں

پہنا دیں۔ میں نے غلاموں کو حکم دیا کہ رئیس کو اٹھا کر محمل میں بٹھا دیں۔ میں محمل کے ایک طرف بیٹھ گیا۔ دوسری طرف رئیس کو بٹھا دیا گیا۔ ہم فوراً روانہ ہو گئے۔ میں نہ امیر دمشق سے ملا نہ کسی اور سے۔ ہم دمشق کے باہر پہنچے تو وہ بڑی خوش دلی سے باتیں کرنے لگا۔ غوطہ کا خوش نما باغ نظر آیا تو وہ کہنے لگا یہ باغ دیکھ رہے ہو۔

میں نے کہا: ہاں دیکھ رہا ہوں۔

''یہ باغ میرا ہے۔ اس میں بڑے نایاب درخت ہیں۔'' اس نے مسکرا کر کہا۔

میں حیران ہوا۔ چند قدم آگے ایک اور باغ تھا۔ وہ بھی اس کے بقول اسی کا تھا۔ موضع حسان کے کھیتوں اور سریہ کی بستیوں میں پہنچے تو بنو امیہ کے اس رئیس نے کہا کہ یہ سب کچھ بھی میرا ہے۔ اس نے ایک ایک کھیت اور بستیوں کی ایک ایک عمارت کا احوال بیان کیا۔

میری حیرت بڑھتی جا رہی تھی۔ میں نے اس سے کہا: مجھے تو آپ کے طرز عمل پر بڑی حیرت ہو رہی ہے۔

وہ بولا: حیرت کیونکر ہو رہی ہے؟

عرض کیا: کیا آپ نہیں جانتے، آپ کے متعلق خبر پا کر امیر المؤمنین کو بے حد پریشانی ہوئی تھی۔ انہوں نے مجھے روانہ کیا کہ آپ کو ہر صورت گرفتار کر لاؤں۔ آپ پھر بھی بے فکر ہیں۔ مزے سے اپنے باغات اور اپنی اراضی کے متعلق باتیں کر رہے ہیں۔ میں تو آپ کو بہت عقل مند سمجھا تھا۔

وہ ہنس کر بولا منارہ! تم نے مجھے ٹھیک طرح سے نہیں پہچانا۔

میں نے سوچا تھا تم خلفاء کے مصاحب رہے ہو، کامل العقل آدمی ہو گے۔ لیکن اب پتہ چلا کہ عام آدمی کی عقل میں اور تمہاری عقل میں کچھ خاص فرق نہیں۔

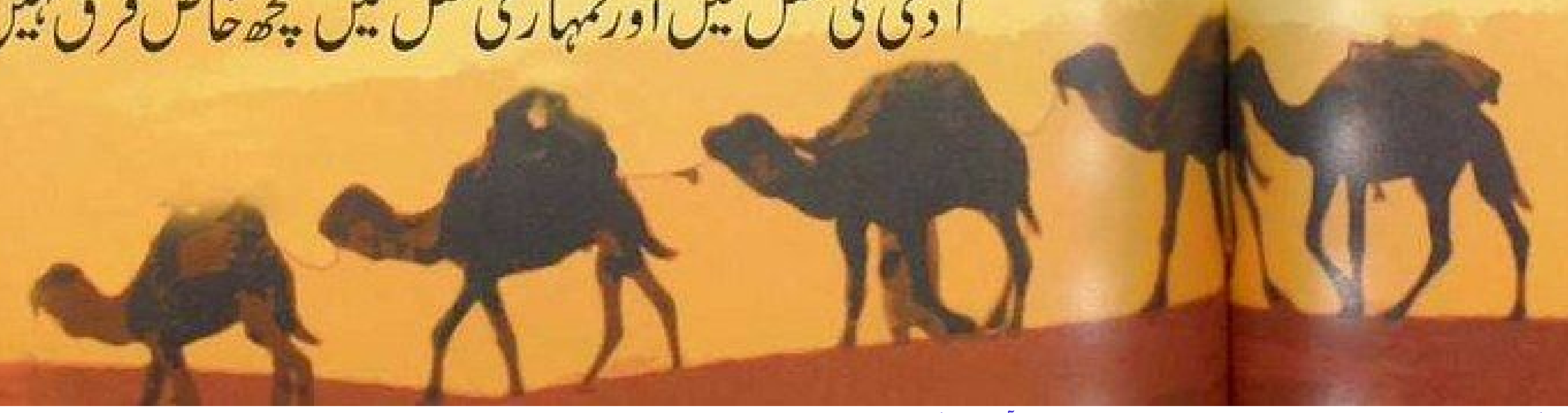

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاں تک تمہاری اس بات کا تعلق ہے کہ امیر المؤمنین میری وجہ سے پریشان ہوئے تھے اور انہوں نے تمہیں مجھ کو گرفتار کرنے کے لیے بھیجا تھا، مجھے اس معاملے میں اللہ تعالیٰ پر پورا بھروسہ ہے۔ تمام معاملات کی باگ ڈور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اگر اس نے نہیں چاہا تو امیر المؤمنین میرا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے۔ اگر اس نے چاہا ہے کہ امیر المؤمنین کے ہاتھ میرے خون سے رنگین ہوں تو دنیا کی کوئی طاقت مجھے قتل ہونے سے نہیں بچا سکتی۔ بس یہی بات مجھے اطمینان دلاتی ہے۔ اب جبکہ مجھے تمہارے مبلغ علم وعقل کا حال معلوم ہو چکا ہے تو میں تم سے راستہ بھر کوئی بات نہیں کروں گا۔

اتنا کہہ کر وہ خاموش ہوگیا۔ اس نے واقعی راستہ بھر کوئی بات نہیں کی۔ راستہ بھر وہ قرآن کی تلاوت کرتا اور تسبیح وتہلیل اور دعاؤں میں مصروف رہا۔ اپنے رب تعالیٰ سے عافیت کی دعائیں مانگتا رہا۔

تیرھویں روز ظہر کے بعد ہمیں شہر کوفہ کے مضافاتی مکان دکھائی دینے لگے۔ ہم امیر المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ سارا ماجرا حرف بحرف سناؤ۔

میں نے تمام ماجرا اور اموی رئیس کی تمام باتیں حرف بحرف بیان کر ڈالیں۔ محمل میں جو باتیں ہوئیں وہ بتائیں تو امیر المؤمنین نے کہا: ہاں واقعی اس نے بالکل ٹھیک کہا۔ یہ آدمی بلاشبہ قابل تکریم ہے۔ ہم نے اسے ناحق زچ کیا۔

بیڑیاں کھول کر اموی رئیس کو امیر المؤمنین کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔ امیر المؤمنین شرمندہ شرمندہ سے تھے۔ اموی رئیس آگے بڑھا اور سلام خلافت پیش کیا۔ امیر المؤمنین نے اسے اپنے قریب بٹھایا۔ حال احوال دریافت کیا اور کہا: میں بے حد شرمندہ ہوں۔ ہم نے آپ کو ناحق

تکلیف دی۔ آپ کی کوئی حاجت ہو تو بیان کیجیے۔

اموی رئیس نے جواباً بہت مناسب باتیں کہیں۔ امیر المؤمنین کا شکریہ ادا کیا اور کہا: مجھے واپس اپنے علاقے میں جانے کی اجازت مرحمت فرمائیے۔

امیر المؤمنین نے بہ اصرار کہا: پھر بھی کوئی ضرورت ہو تو بتائیے۔ آپ علاقے کے رئیس ہیں، کوئی نہ کوئی ضرورت تو پڑ ہی سکتی ہے۔

اس نے کہا: امیر المؤمنین! آپ کے عامل بڑے منصف مزاج ہیں۔ وہ ہماری تمام ضروریات کا خیال رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا کرے۔

ہارون الرشید نے اسے الوداع کرتے ہوئے کہا کہ جائیے، صحیح سلامت اپنے وطن پہنچ جائیں۔ کوئی ضرورت ہو تو خط لکھ کر ضرور بتائیے گا۔

مجھ سے فرمایا: منارہ! اموی رئیس کو صحیح سلامت ان کے وطن پہنچا دو۔ میں نے حکم کی تعمیل کی اور اموی رئیس کے ہمراہ ایک مرتبہ پھر دمشق روانہ ہوگیا۔

قارئین کرام! اس اموی رئیس کی دعائیں اللہ تعالیٰ نے سن لیں اس کی سچائی اور خلیفہ کے ساتھ اس کا اخلاص کام آگیا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ دعاؤں کی بدولت اپنے بندوں کی خود حفاظت کرتا ہے۔

الفرج بعد الشدة، للتنوخي: 34/2.

قرآنی دعا

رَبِّ إِنِّيٓ أَعُوذُ بِكَ أَنۡ أَسۡـَٔلَكَ مَا لَيۡسَ لِي بِهِۦ عِلۡمٞۖ وَإِلَّا تَغۡفِرۡ لِي وَتَرۡحَمۡنِيٓ أَكُن مِّنَ ٱلۡخَٰسِرِينَ ﴿٤٧﴾

هود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

77- بدر کے میدان میں اللہ کے رسول ﷺ کی دعا

غزوہ بدر 2 ہجری میں ہوا۔کفر واسلام میں ہونے والی اس جنگ کو''یوم الفرقان'' کے نام سے یاد کیا گیا۔مسلمانوں کی تعداد صرف 313 جبکہ کافروں کی تعداد تین گنا زیادہ یعنی ایک ہزار کے لگ بھگ تھی۔سیدنا سعد بن معاذ کے مشورہ سے مرکز قیادت تعمیر کیا گیا۔یہ ایک چھپر تھا جس سے پورا میدان جنگ دکھائی دیتا تھا۔میدان جنگ میں اللہ کے رسول ﷺ صفیں درست کر کے مرکز قیادت میں تشریف لاتے ہیں۔

قارئین کرام! اللہ کے محبوب ترین بندے نبی کریم ﷺ مشکل کی اس گھڑی میں اپنے رب کے سامنے مناجات کر رہے ہیں۔دعائیں مانگ رہے ہیں۔اپنے اللہ سے رو رو کر خوب تضرع کے ساتھ التجائیں کر رہے ہیں۔اپنی امت کو سبق دیا کہ اگر کوئی مشکل وقت آئے، پریشانی آئے تو صرف اپنے رب سے مانگنا، اس کے سامنے سر جھکانا، کسی اور سے نہیں مانگنا۔آئیے پڑھتے ہیں کہ

اللہ کے رسول ﷺ نے بدر کے میدان میں کیا دعا مانگی۔سیرت نگاروں نے لکھا: اللہ کے رسول ﷺ ارشاد فرما رہے ہیں:

'اللَّهُمَّ أَنْجِزْ لِي مَا وَعَدْتَنِي'

''اے میرے اللہ! جو وعدہ آپ نے مجھ سے کیا ہوا ہے اسے پورا فرما دیجیے''۔

'اللَّهُمَّ أُنْشِدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ'

''اے اللہ! میں آپ سے آپ کے عہد اور وعدے کا سوال کرتا ہوں''۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ شرف مرتبہ اور مقام حاصل ہے کہ وہ بھی اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ اس مرکز قیادت میں موجود تھے۔اللہ کے رسول ﷺ میدان جنگ کو دیکھ رہے ہیں۔اب گھمسان کی جنگ شروع ہو چکی ہے۔نہایت زور کا رن پڑ رہا ہے لڑائی شباب پر آتی ہے تو اللہ کے رسول ﷺ مزید التجائیں کر رہے ہیں اور دعا مانگ رہے ہیں:

'اللَّهُمَّ إِنْ تُهْلِكْ هَذِهِ الْعِصَابَةَ الْيَوْمَ لَا تُعْبَدْ'

''اے اللہ! آج اگر یہ چھوٹی سی جماعت ہلاک ہو گئی تو آپ کی عبادت نہ جائے گی''۔

صحيح مسلم، حديث: 1763۔

'اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ أَبَدًا'

''اے اللہ! اگر آپ چاہیں تو آج کے بعد اس روئے زمین پر آپ کی عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوگا''۔

صحيح البخاري، حديث: 2915۔

قارئین کرام! اللہ کے رسول ﷺ نے لمبی دعا فرمائی۔نہایت تضرع کے ساتھ اتنی زیادہ کہ آپ کی چادر مبارک کندھوں سے گر گئی۔سیدنا ابو بکر صدیق پاس ہی تھے۔انہوں نے چادر کو درست کیا اور عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ! بس فرمائیے۔آپ نے اپنے رب سے بڑے الحاح وزاری کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ دعا کر لی ہے۔

قارئین کرام! یاد رکھیے جب میدان جنگ میں مسلمان کافروں سے لڑ رہے ہوتے ہیں تو یہ وقت بھی قبولیت دعا کا ہوتا ہے۔ پھر اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب کی دعا کو قبول فرمایا۔ آپ ﷺ کے پاس وحی آئی:

﴿اَنِّیْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ مُرْدِفِیْنَ ⑨﴾

''میں ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ تمہاری مدد کروں گا جو آگے پیچھے آئیں گے''۔

الأنفال 8:9۔

اور باری تعالی نے فرشتوں سے فرمایا:

﴿اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ﴾

''میں تمہارے ساتھ ہوں تم اہل ایمان کے قدم جماؤ۔ میں کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا''۔

الأنفال 8:12۔

اللہ تعالی نے واقعی اپنے نبی ﷺ کی دعا کو قبول کر لیا۔ اپنے وعدے کو پورا اور سچ کر دکھایا۔ اللہ کے رسول ﷺ اس روز زرہ میں ملبوس تھے۔ سیدنا ابوبکر صدیق کو تسلی دینے کے بعد آپ یہ آیات پڑھتے ہوئے خیمے سے باہر نکلے:

﴿سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ۞ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ﴾

''عنقریب یہ جماعت شکست کھا جائے گی اور یہ لوگ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔ بلکہ ان کے وعدے کا وقت قیامت کی گھڑی ہے اور قیامت بہت سخت اور کڑوی چیز ہے''۔

القمر 54: 45، 46۔

وہ لوگ جو فخر، تکبر اور ریاکاری کرتے ہوئے آئے تھے ان کو شکست فاش ہوئی۔ ان کے 70 بڑے نمایاں افراد قتل ہوئے اور 70 ہی قیدی بنا لیے گئے۔

78- آخری فیصلہ اللہ کے ہاتھ میں ہے

یزید بن عبدالملک کے پاس ایک باغی کو لایا گیا۔ خلیفہ نے اس کے خلاف الزامات سنے تو اسے قتل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ ادھر باغی کے منہ سے بے اختیار نکلا:

'عَسَى فَرَجٌ يَأْتِي بِهِ اللَّهُ، إِنَّ لَهُ كُلَّ يَوْمٍ فِي خَلِيقَتِهِ أَمْرٌ'

''عنقریب اللہ تعالی میری رہائی کے اسباب مہیا کرے گا کیونکہ ہر روز اس کا اپنی مخلوق کے بارے میں نیا حکم ہوتا ہے''۔

یزید کہنے لگا:

'وَاللَّهِ لَأَضْرِبَنَّ عُنُقَكَ، اُقْتُلُوهُ'

''اللہ کی قسم! میں ابھی تمہاری گردن اتارنے والا ہوں۔ لے جاؤ اس کو قتل کر دو''

سپاہیوں نے اسے قتل کرنے کے لیے سامان لانا شروع کیا۔ اسے قتل کرنے ہی والے تھے کہ مشہور تابعی عالم ہیثم بن اسود نخعی داخل ہوئے۔ یہ کوفہ کے اشراف میں سے تھے، نامور خطیب، عمدہ شاعر اور حدیث کے ثقہ راوی تھے۔ یزید بن عبدالملک ان کا بے حد احترام کرتا تھا۔ انہوں نے جب اس باغی کو دیکھا تو فرمانے لگے:

امیر المؤمنین! یہ مجرم مجھے بخش دیں۔ یزید نے ان کی طرف دیکھا اور کہا: 'هُوَ لَكَ' ''یہ آپ کا ہو گیا''۔

باغی وہاں سے نکلا، اس کی زبان پر یہ کلمات تھے:

'يَأْبَى عَلَى اللَّهِ، فَأَبَى اللَّهُ أَنْ يَقْتُلَهُ'

''خلیفہ نے اللہ کو چیلنج کیا اور ایک فرد کو قتل کرنے کی قسم کھائی، مگر اللہ نے نہ چاہا کہ اسے قتل کیا جائے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

79- غلام کو آزاد کرنے کا ثواب

معزز قارئین! اسلام میں غلام آزاد کرنے کا بہت زیادہ اجر وثواب ہے، خود اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ کرام نے بہت سے غلاموں کو خرید کر آزاد فرمایا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بطور خاص اس نیک کام میں پیش پیش رہتے تھے۔ اسلام نے مختلف انداز میں اپنے ماننے والوں کو تلقین کی ہے کہ غلاموں کو آزاد کریں۔ آج کے دور میں غلامی کی لعنت ختم ہو چکی ہے مگر کبھی کبھار آپ کے دل میں خیال آتا ہوگا کہ آج کے حالات میں غلاموں کو آزاد کروانے کا اجر وثواب کیسے حاصل ہو سکتا ہے، آیئے حدیث شریف میں اس کا آسان نسخہ پڑھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص نے صبح کے وقت یہ کلمات کہے:

'لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ'

اس کے لیے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ایک گروی (غلام) آزاد کرنے کے برابر ثواب ہوگا۔ اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس کے دس گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، دس درجات بلند کیے جاتے ہیں اور وہ شخص شام تک شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔

قارئین کرام! اگر وہ یہی دعا شام کے وقت پڑھتا ہے تو صبح تک اسے یہی ثواب ملتا ہے اور صبح تک شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔

اوپر والی دعا کا ترجمہ کچھ اس طرح ہے:

''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہت اسی کے لیے تعریف بھی اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

یہ حدیث صحیح ہے اور اسے ابوداود اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

80- زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی دعا

سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت سے چند روز قبل اپنے ہونہار فرزند عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور ان سے کہا: مجھے یوں لگتا ہے کہ اب میرا آخری وقت قریب ہے لیکن مجھے سب سے زیادہ فکر اپنے قرض کی ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے ہمارے پاس جتنے اثاثے موجود ہیں، انہیں بیچ کر قرض کی مکمل ادائیگی کے بعد اس میں سے کچھ بچ سکے گا؟

پھر فرمایا: ''بیٹا! ہمارا مال ومتاع بیچ کر قرض ادا کر دینا۔ اگر قرض کی ادائیگی کے بعد کچھ رقم بچ رہے تو اس میں تمہاری اولاد تیسرے حصے کی حق دار ہوگی۔''

راوی ہشام کا کہنا ہے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے دو بیٹے خبیب اور عباد، زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی اولاد، یعنی اپنے چچاؤں کے ہم عمر تھے۔ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے نو لڑکے اور نو ہی لڑکیاں تھیں۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے ادائے قرض کی وصیت کرنے کے بعد فرمایا: ''بیٹے! پھر بھی کچھ قرض باقی رہ جائے اور تمہارا بس نہ چلے تو میرے آقا سے مدد طلب کرنا۔''

فوری طور پر میں سمجھ نہیں پایا کہ وہ کس آقا کی بات کر رہے ہیں۔

میں نے پوچھا: ''ابا جان! آپ کے آقا کون ہیں؟''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: ''اللہ رب العزت میرے آقا ہیں۔ زندگی میں جب کبھی قرض کی ادائیگی نے پریشان کیا، میں نے انہی کو پکارا۔ ''اے زبیر کے آقا! زبیر کا قرض اتار دے۔'' تو انہوں نے ہمیشہ میرا قرض اتار دیا۔''

زبیر بن عوام ؓ جب شہید ہوئے تو انہوں نے درہم و دینار تو کچھ نہیں چھوڑا۔ جائداد البتہ کافی چھوڑی۔ اُس میں ایک تو جنگل تھا۔ گیارہ گھر مدینہ میں، دو بصرہ میں، ایک گھر کوفہ میں اور ایک گھر مصر میں تھا۔

قارئین کرام پوچھ سکتے ہیں کہ سیدنا زبیر بن عوام ؓ اتنی بڑی جائداد کے مالک تھے تو پھر وہ اس قدر مقروض کیسے ہو جاتے تھے؟ جواب یہ ہے کہ جب بھی کوئی شخص ان کے پاس بطور امانت رکھنے کے لیے مال لے کر آتا تو آپ اس سے فرماتے: امانت کے طور پر تو نہیں، البتہ قرض کے طور پر رکھ لیتا ہوں۔ یہ روپیہ دراصل مجھ سے خرچ ہو جائے گا اس لیے میں بار امانت اٹھانے کی بجائے قرض کی ذمہ داری اٹھا لیتا ہوں۔

زبیر بن عوام ؓ نہ تو کبھی کسی ریاست کے والی رہے نہ خراج وغیرہ کے عامل ہوئے اور کسی حکومتی عہدے پر بھی کبھی فائز نہیں رہے۔ ہاں البتہ نبی ﷺ اور خلفائے ثلاثہ کے ہمراہ غزوات میں ضرور شریک ہوئے۔ وہ تجارت بھی کرتے تھے۔ مدینہ میں ان کا گوشت کا کاروبار تھا۔ علاوہ ازیں بہت سارے غلام تھے جو ان کے لیے کاروبار کیا کرتے تھے۔

سیدنا عبداللہ فرماتے ہیں: والد کے ذمے جو قرض تھا، میں نے اس کا تخمینہ لگایا تو وہ بائیس لاکھ درہم تھا۔

حکیم بن حزام ؓ سے ملاقات ہوئی تو وہ کہنے لگے:

''بھتیجے! میرے بھائی (زبیر بن عوام ؓ) پر کتنا قرض ہے؟''

عبداللہ بن زبیر ؓ نے اصل رقم نہ بتائی اور کہا کہ ایک لاکھ درہم۔

حکیم بن حزام ؓ نے کہا مجھے تو نہیں لگتا کہ زبیر کی تمام جائیداد بیچ کر بھی یہ قرض ادا ہو پائے گا۔

اس پر عبداللہ بن زبیر ؓ کہنے لگے: ''اور اگر قرض کی رقم بائیس لاکھ درہم ہو تو؟''

حکیم بن حزام ؓ نے فوراً کہا: ''نہیں، تم لوگ اتنی رقم کہاں سے ادا کرو گے؟! پھر بھی دیکھو، سوچو، سمجھو اور اگر بس نہ چلے تو مجھے بتانا؛ میں تمہاری مدد کروں گا۔''

زبیر بن عوام ؓ نے جنگل ایک لاکھ ستر ہزار میں خریدا تھا۔ عبداللہ بن زبیر ؓ نے اسے سولہ لاکھ میں فروخت کیا۔ پھر انہوں نے مدینہ میں منادی کرا دی کہ میرے والد کے ذمے جس کا قرض واجب الادا ہو وہ جنگل میں آ جائے۔ عبداللہ بن جعفر ؓ آئے۔ ان کی رقم چار لاکھ درہم تھی۔ انہوں نے ابنِ زبیر ؓ سے کہا: ''اگر تم چاہو تو میں یہ رقم چھوڑ سکتا ہوں۔''

ابن زبیر ؓ نے کہا: ''نہیں۔'' ابن جعفر ؓ کہنے لگے: ''اچھا، چاہو تو مؤخر کر لو۔ جب ہوں گے، دے دینا۔'' ابن زبیر ؓ نے اس پر بھی عدم اتفاق کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن جعفر ؓ بولے: ''اچھا، تو پھر زمین کا کوئی قطعہ دے دو۔''

ابن زبیر ؓ نے کہا: ''فلاں فلاں زمین آپ کی ہوئی۔''

غرضیکہ ابن زبیر ؓ نے تمام جنگل فروخت کر کے سارے کا سارا قرض چکا دیا۔ قرض کی ادائیگی کے بعد بھی جنگل کے ساڑھے چار قطعے بچ رہے۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر ؓ، سیدنا معاویہ ؓ کے ہاں گئے۔ عمرو بن عثمان، منذر بن زبیر اور ابن زمعہ ؓ بھی اتفاق سے وہیں بیٹھے تھے۔

تراشے

صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ سیدنا جابر ؓ فرماتے ہیں:

سفر کے دوران جب ہم بلندی کی طرف چڑھتے تو ''اللہ اکبر'' کہتے اور جب بلندی سے نیچے اترتے تو ''سبحان اللہ'' کہتے۔

معاویہ ؓ نے ابن زبیر ؓ سے کہا: ''بتلایئے، جنگل کی قیمت کتنی لگی؟''

''ہر قطعہ ایک لاکھ درہم کا بکا ہے۔'' ابن زبیر ؓ نے جواب دیا۔

''کتنے قطعے باقی بچے ہیں؟''

''ساڑھے چار۔''

''ایک قطعہ تو مجھے بیچ دو۔'' منذر بن زبیر ؓ نے پیش کش کی۔

''ایک قطعہ میں خریدتا ہوں۔'' عمرو بن عثمان ؓ نے کہا۔

''اور ایک قطعہ میں خریدتا ہوں۔'' ابن زمعہ کب پیچھے رہنے والے تھے۔

''اب کتنے قطعے بچے؟'' معاویہ ؓ نے ابن زبیر ؓ کو مخاطب کیا۔

''ڈیڑھ قطعہ'' ابن زبیر ؓ نے جواب دیا۔

''یہ میں خریدتا ہوں۔ ڈیڑھ لاکھ تمہیں مل جائیں گے۔''

معاویہ ؓ نے کہا۔

عبداللہ بن جعفر ؓ نے جو قطعۂ زمین ابن زبیر ؓ سے لیا تھا، اسے انہوں نے معاویہ ؓ کو چھ لاکھ درہم میں فروخت کر دیا۔

عبداللہ بن زبیر ؓ، والد کا تمام قرض چکا چکے تو زبیر بن عوام ؓ کے بیٹوں نے اُن سے کہا: اب ہماری وراثت ہم میں تقسیم کر دیجیے۔

ابن زبیر ؓ نے جواب دیا: نہیں، اللہ کی قسم! میں اگلے چار برسوں میں ہر سال موسم حج میں منادی کراؤں گا کہ زبیر ؓ کے ذمے جس کا قرض واجب الادا ہو وہ ہم سے آ کر لے، پھر تمہاری وراثت تقسیم کروں گا، چنانچہ انہوں نے فی الواقع اگلے چار برس ایام حج میں منادی کرائی۔ چار برس کے بعد وعدے کے مطابق انہوں نے سیدنا زبیر ؓ کی اولاد میں وراثت تقسیم کر دی۔

صحيح البخاري، حديث: 3129.

قرآنی دعا

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿85﴾ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿86﴾

يونس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

81- دعا کا کرشمہ

فریضۂ حج سے واپسی پر ''ریاض'' شہر میں دو کویتی نوجوانوں کی گاڑی خراب ہوگئی۔ انہوں نے گاڑی کے انجن کا جائزہ لیا تو پتہ چلا کہ انجن میں کوئی بڑی خرابی واقع ہوگئی ہے۔ مرمت پر خاصی رقم خرچ ہوگی۔

مطلوبہ رقم ان کے پاس نہیں تھی۔ دوپہر کا وقت تھا۔ وہ دونوں فٹ پاتھ پر بیٹھ گئے اور سوچنے لگے کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ چند ثانیے کی خاموشی کے بعد ایک نوجوان نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے۔ ''اے اللہ! ہم نے آسودہ حالی میں تجھے یاد رکھا۔ مشکل کی گھڑی میں بھی تجھی کو یاد کرتے ہیں۔ یا اللہ! ہماری مشکل آسان کردے۔ تو بڑا بے نیاز ہے۔ ہماری مدد فرما۔'' چند ہی لمحے گزرے تھے کہ ایک بڑی سی گاڑی ان کے قریب آکر رکی۔ گاڑی سے ایک صاحب اترے، قریب آکر سلام کیا اور بولے: کیا بات ہے، آپ دوپہر کی سخت گرمی میں یہاں بیٹھے ہیں؟۔ کویتی نوجوانوں نے اپنی مشکل بتائی۔ ان صاحب نے کہا: ''ریاض'' کے گورنر نے اس راستے سے گزرتے ہوئے آپ کو یہاں بیٹھے دیکھا تو مجھ سے کہا: پتہ کرو ان لوگوں کو کیا مشکل درپیش ہے جو یہاں بیٹھے ہیں۔ اگر واقعی کوئی مسئلہ ہے تو اسے حل کرو۔ یوں میں گورنر ''ریاض'' کے حکم سے آپ کے پاس آیا ہوں، آیئے میرے ساتھ چلیں۔

کویتی نوجوان کا کہنا ہے کہ ہم ان کے ساتھ روانہ ہوئے۔ بڑے سے خوبصورت محل میں پہنچے۔

ہمارے لیے دسترخوان بچھایا گیا۔ ہم نے پرتکلف کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد ان صاحب نے گاڑی کے متعلق دریافت کیا۔ ہم نے بتایا کہ گاڑی خراب ہوچکی ہے۔ اس کی مرمت کرانی پڑے گی۔

انہوں نے مسکراتے ہوئے معذرت کی کہ آج تو ہفتہ وار چھٹی ہے۔ مرمت کی دکانیں تو بند پڑی ہیں۔ ہمارے اصرار پر انہوں نے کوشش کرنے کی ہامی بھری۔ ان کی کوشش سے انڈسٹریل ایریا سے ایک مکینک دستیاب ہوگیا۔ وہ صاحب بھی بے حد حیران ہوئے۔ گورنر ''ریاض'' کے خرچ پر گاڑی کی مرمت کرائی گئی۔ ہم نے ان صاحب کا اور بالخصوص گورنر صاحب کا دلی شکریہ ادا کیا اور خوشی خوشی واپسی کے سفر پر روانہ ہوگئے۔

سچ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے:

﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ ﴾

شرط کے بعد جواب شرط ہے۔ یعنی ''میں تو ضرور عطا کروں گا بشرطیکہ تم مانگو''۔ سبحان اللہ!

المؤمن 40:60.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

82- اور کاغذات مل گئے

برطانیہ میں میری اقامت کی مدت اختتام کو پہنچ رہی تھی جبکہ ویزے سمیت میرے تمام کاغذات گم ہو چکے تھے۔ میں بے حد پریشان تھا۔ ویزے کی مدت اختتام کو پہنچی تو مجھے ہفتہ بھر کی مہلت دی گئی۔ پلک جھپکتے میں ہفتہ گزر گیا۔ مجھے نوٹس بھیجا گیا جس میں ویزا آفس آنے کو کہا گیا تھا مجھے پہلے سے اسی بات کی توقع تھی۔ تھانے تو بعد میں بلایا گیا تھا۔ ابھی مجھے ویزا آفس میں حاضر ہونا تھا۔ روانگی سے قبل مجھے خیال آیا کہ کیوں نہ نماز پڑھ کر دعا کرلوں۔ شاید اللہ میری مشکل آسان کردے۔ میں نے نماز پڑھنی شروع کی سجدے میں دعائیں کیں۔ دائیں سلام پھیرا۔ بائیں سلام پھیرا تو دستاویزات کا بیگ نظر آیا۔ میری خوشی اور حیرت کی انتہا نہ رہی۔ مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔ جلدی سے اٹھا، بیگ اٹھایا، دیکھا، تمام کاغذات و دستاویزات موجود تھے۔ آنکھوں میں آنسو بھر کر سجدۂ شکر ادا کیا۔ میں سوچ رہا تھا کہ پہلے ہی نماز پڑھتا اور اللہ سے مدد چاہتا تو اتنے دن تک پریشانی کا سامنا تو نہ کرنا پڑتا۔ بعدازاں مجھے یاد آیا کہ اسے تو میں خود ہی یہاں رکھ کر بھول گیا تھا۔

83- کان میں کنکر

ایک آدمی کہیں بیٹھا کنکروں سے کھیل رہا تھا۔ ایک کنکر جانے کیسے اس کے کان میں گھس گیا۔ اس نے بہتیری کوشش کی لیکن وہ کنکر اس کے کان سے نہیں نکلا۔ مدت تک وہ کنکر اس کے کان میں گھسا رہا اور شدید تکلیف کا باعث بنتا رہا۔ ایک روز اس نے کسی قاری کو سنا، وہ یہ آیت تلاوت کرتا تھا:

﴿ أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوٓءَ ﴾

''بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے، کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے۔''

النمل27: 62.

یہ آیت سن کر اس آدمی پر رقت طاری ہوگئی۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

''یااللہ! تو فریاد سننے والا ہے اور میں مجبور و مضطر ہوں۔ یااللہ! میری تکلیف دور کر دے۔''

اتنا کہنا تھا کہ کنکر اس کے کان سے نکلا اور باہر آگرا۔

الفرج بعد الشدة، للتنوخي: 1/89.

قرآنی دعا

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ أَنفُسَنَا سكتة
وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا
لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَٰسِرِينَ ﴿23﴾
الأعراف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

84- اسم اعظم

بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دعا میں یہ الفاظ کہتے دیکھا:

'اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ'

''الٰہی! میں تجھ سے اس شہادت کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں کہ بلاشبہ تو ہی اللہ ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ تو اکیلا ہے۔ بے نیاز ہے۔ ایسا بے نیاز جس نے نہ کسی کو جنا نہ وہ جنا گیا ہے اور نہ اس کا کوئی ہم پلہ ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قسم اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس آدمی نے اللہ تعالیٰ سے اسمِ اعظم کے وسیلے سے سوال کیا ہے۔

وہ اسمِ اعظم جس کے وسیلے سے جب بھی دعا کی جائے، اللہ تعالیٰ دعا قبول کرتا ہے اور جس کے وسیلے سے جب بھی کچھ مانگا جائے، اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے۔''

سنن أبي داود، حديث: 1494,1493، وجامع الترمذي، حديث: 3475.

قرآنی دعا

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا
وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ
وَأَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِينَ ﴿٨٩﴾

الأعراف

85- سفارش

ایک دن ایک خاتون کسی عالم باعمل کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: میرے بیٹے کو محافظ دستے نے پکڑ لیا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ پولیس اسٹیشن میں سفارش کریں کہ وہاں میرے بیٹے کی پٹائی نہ ہو۔ یہ سن کر وہ صاحب کھڑے ہوئے اور نماز میں لگ گئے۔ انہوں نے لمبی نماز پڑھی۔ اُدھر خاتون یہ دیکھ کر کڑھتی رہی کہ میں نے سفارش کا کہا اور یہ نماز پڑھنے لگے!

جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو خاتون گویا ہوئی: میں سفارش کے لیے حاضر ہوئی تھی اور آپ نے سفارش کی بجائے نوافل ادا کرنے شروع کر دیے۔

انہوں نے جواب دیا کہ بی بی! میں تمہارے لیے درخواست ہی تو کر رہا تھا۔ میں نے رب العزت کے حضور تمہارے بیٹے کی جان بخشی کی دعا کی ہے اور یہی تمہارا مطلوب ہے۔

ابھی یہ صاحب اپنی جائے نماز سے اُٹھے بھی نہیں تھے کہ ایک دوسری عورت اس خاتون کو آواز دیتے ہوئے آئی اور کہا: بہن! تمہیں مبارک ہو! تمہارے لڑکے کو پولیس نے چھوڑ دیا ہے اور اب وہ گھر آ چکا ہے۔ یہ سنتے ہی وہ خاتون فوراً گھر واپس چلی گئی۔

جی ہاں! مشکلات کے اندر، پریشانیوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے نماز سے بہتر کوئی چیز نہیں! کیا نماز میں اللہ سے تعلق وقربت اور بندے کی سرگوشی نہیں ہوتی ہے؟ سجدہ ہی تو وہ مقام ہے جہاں بندہ اپنے پروردگار سے بہت زیادہ قریب ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

86- میدان احد میں سیدنا عبداللہ بن جحش کی دعا

سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش کے بھائی تھے۔ مکہ مکرمہ میں انہوں نے آغاز میں ہی اسلام قبول کرلیا تھا۔ ان کو دو ہجرتوں کی سعادت حاصل ہوئی۔ پہلے حبشہ گئے اور پھر مدینہ طیبہ ہجرت کی۔ نہایت بہادر اور جری انسان تھے۔ بھوک اور پیاس پر حد سے زیادہ صبر کرنے والے تھے۔ انہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب 2 ہجری میں بارہ مہاجرین کے ایک دستہ کا سالار بناکر ''نخلہ'' نامی جگہ پر بھیجا تھا جو مکہ اور طائف کے درمیان ہے۔ ان کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خط دیا تھا کہ نخلہ میں اتر کر قریش کے ایک قافلے کی گھات میں لگ جاؤ اور ہمارے لیے خبروں کا پتا لگاؤ۔ اس سریہ میں جو مال غنیمت ہاتھ آیا۔ اس میں انہوں نے اسلامی تاریخ میں سب سے پہلے ''خمس'' نکالا تھا۔ پھر ایک وقت آیا کہ یہی سیدنا عبداللہ بن جحش احد کے میدان میں کھڑے تھے۔

انہیں سیدنا سعد بن ابی وقاص نظر آ گئے۔ کہنے لگے: بھائی کل کفار و مشرکین سے لڑائی ہونے والی ہے کیوں نہ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں۔ سعد نے کہا: ٹھیک ہے۔ یہ دونوں احد کے میدان سے ذرا ہٹ کر ایک خالی جگہ پر چلے گئے۔ سب سے پہلے سیدنا سعد بن ابی وقاص نے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی: اے اللہ! کل جب لڑائی شروع ہو تو میرا مقابلہ بڑے طاقتور، بڑے غضب ناک بہادر شخص سے ہو۔ ہماری آپس میں لڑائی ہو۔ پھر میں اس کو قتل کر دوں اور اس کے سارے سامان پر قبضہ کرلوں۔ سیدنا عبداللہ بن جحش نے اس پر آمین کہی۔

اب باری تھی سیدنا عبداللہ بن جحش کی، انہوں نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھایا اور یوں دعا کی:

'اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي غَدًا رَجُلًا شَدِيدًا حَرَدُه، شَدِيدًا بَأْسُهُ، أُقَاتِلُهُ فِيكَ، وَيُقَاتِلُنِي، ثُمَّ يَأْخُذُنِي فَيَجْدَعُ أَنْفِي وَأُذُنِي، فَإِذَا لَقِيتُكَ غَدًا، قُلْتَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ فِيمَ جُدِعَ أَنْفُكَ وَأُذُنُكَ؟ فَأَقُولُ: فِيكَ وَفِي رَسُولِكَ، فَتَقُولُ: صَدَقْتَ'

''یا اللہ! کل میرا مقابلہ ایک ایسے شخص سے کروا دینا جو بہت غصیلا ماہر جنگجو ہو میں آپ کی خاطر اس سے لڑائی کروں، پھر وہ مجھے پکڑ لے اور میرے ناک اور کان کاٹ دے۔ کل روز قیامت جب میں آپ کے سامنے پیش کیا جاؤں تو میرے اللہ! آپ مجھ سے پوچھیں: عبداللہ! تمہارے کان اور ناک کیوں کٹے ہوئے ہیں؟ جواباً میں کہوں: یا اللہ یہ آپ کی خاطر اور آپ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر کاٹے گئے ہیں۔ بس میری یہ خواہش ہے کہ اے اللہ یہ سن کر آپ فرما دیں: عبداللہ تم سچ کہتے ہو''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا سعد بن ابی وقاص نے اس پر آمین کہی۔

قارئین کرام! احد کے معرکے میں دونوں نے داد شجاعت دی۔ عبداللہ بن جحش نے خوب جم کر لڑائی کی ایک طاقتور دشمن ابوالحکم بن اخنس بن شریق سے ان کا مقابلہ ہوا۔ دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیے۔ مگر دشمن ان پر غالب آ گیا اور اس نے ان کو شہید کر دیا۔ اس وقت ان کی عمر چالیس سال کے لگ بھگ تھی۔ سیدنا عبداللہ بن جحش کی شہادت کی آرزو پوری ہوئی اور دعا قبول کر لی گئی۔ پھر دشمن نے ان کی نعش کا مثلہ کیا۔ ان کے ناک اور کانوں کو کاٹا اور ان کو دھاگے میں پرو دیا۔ جنگ کے اختتام پر سیدنا سعد بن ابی وقاص نے ان کو شہدا میں تلاش کیا تو دیکھا کہ عبداللہ بن جحش کا ناک اور کان کٹے ہوئے تھے۔ سعد بن ابی وقاص اپنے بیٹے سے یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

تراشے

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے زیادہ عظمت والا کوئی عمل نہیں ہے''

جامع الترمذي، حديث: 3370۔

'كَانَتْ دَعْوَةُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَحْشٍ خَيْرًا مِنْ دَعْوَتِي'

''عبداللہ بن جحش کی دعا میری دعا سے بہتر تھی''۔

سنن الكبرى للبيهقي: 6/307۔

قارئین کرام! عبداللہ بن جحش سید الشہداء سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب کے بھانجے تھے۔ ان کی والدہ کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب تھا۔ عبداللہ اور حمزہ رضی اللہ عنہما دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔

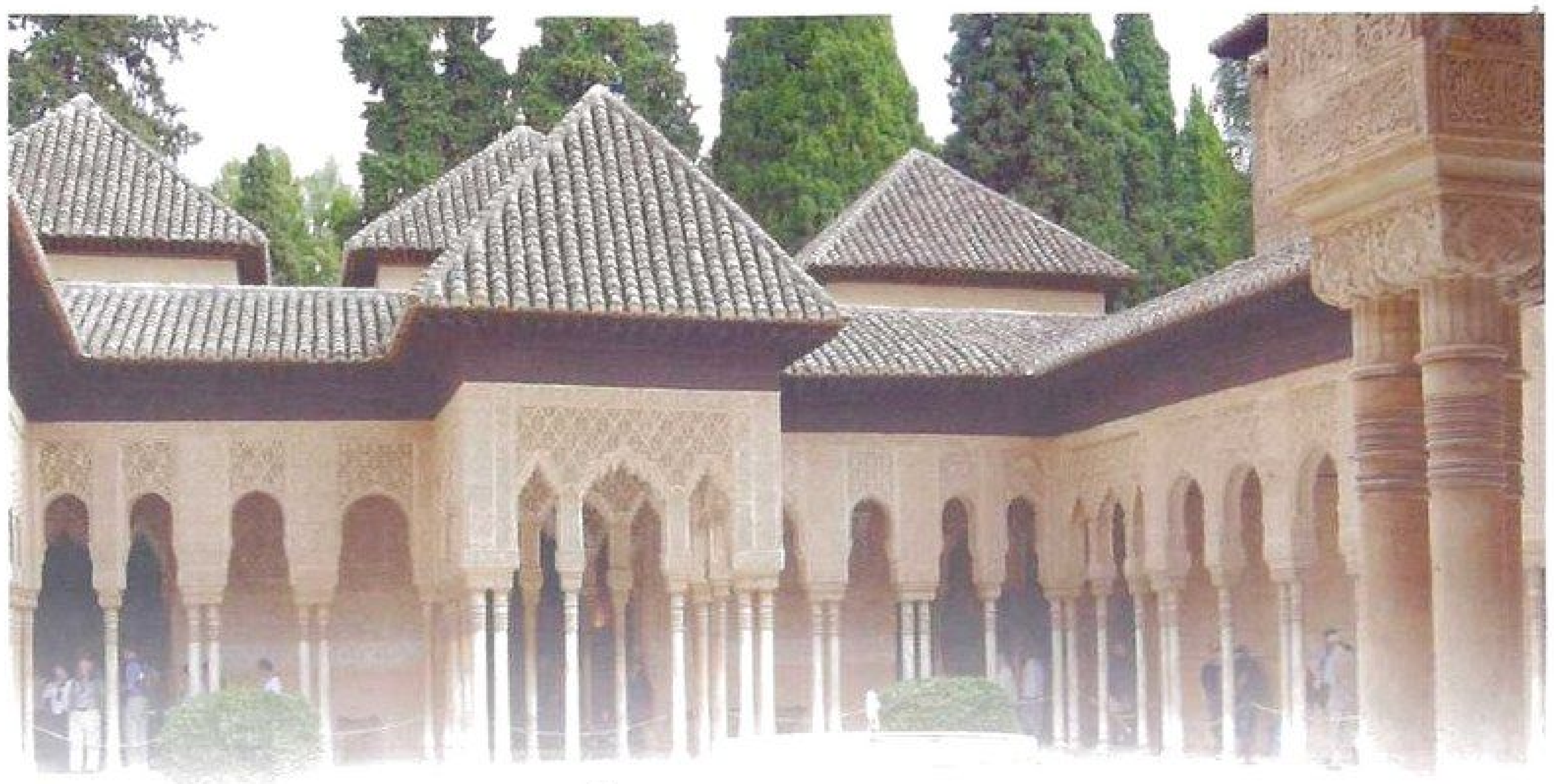

اندلس میں واقع الحمرا کا اندرونی منظر

87- جسے اللہ رکھے!

علامہ قرطبی فرماتے ہیں: میں اندلس میں قرطبہ کے علاقہ میں تھا کہ دشمن نے دیکھ لیا، وہ تعداد میں کافی تھے اور میں اکیلا۔ میں کسی طرح ان سے بھاگ نکلا۔ چھپتا چھپاتا ایک طرف نکل گیا۔ ادھر دشمن بھی میری تلاش میں تھا۔ میں ایک چٹیل میدان میں تھا کہ اچانک دو گھڑ سوار مجھے تلاش کرتے ہوئے آ گئے۔ چھپنے کی کوئی جگہ نہ تھی، مجھے اور تو کچھ نہ سوجھی، میں ذرا نشیبی زمین پر بیٹھ گیا۔ سورۃ یاسین اور دوسری سورتیں پڑھنا شروع کیں۔ اچانک وہ دونوں میرے پاس سے باتیں کرتے ہوئے گزر گئے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد دوبارہ ان کا گزر میرے سامنے سے ہوا، میں اسی جگہ بیٹھا رہا۔ میرے کانوں میں ان کی گفتگو کی آواز آ رہی تھی ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا:

لگتا ہے کہ وہ آدمی کوئی شیطان ہے۔ ورنہ ہمارے سامنے اس میدان میں تھا، اب نظر نہیں آ رہا۔

دراصل اللہ تعالیٰ نے ان کو وقتی طور پر اندھا کر دیا تھا۔ وہ میرے سامنے سے گزرے اور واپس بھی آئے۔ چٹیل میدان تھا، کوئی آڑ نہ تھی۔ بس رب تعالیٰ نے بچانا تھا اور اس نے اپنے فضل و کرم سے مجھے بچا لیا۔ سچ ہے، جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے!

تفسير القرطبي، تفسير سورة يٰس آيت: 9.

محكم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

88- اس کو ہدایت دینا تیرا کام ہے

سعودی عرب کی ایک بستی میں ایک اسکول تھا، اس میں چھ اساتذہ تھے۔ میرا تقرر ہوا تو ہماری تعداد سات ہوگئی۔ اساتذہ سبھی نمازی تھے۔ بس ایک استاذ نماز نہیں ادا کرتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ دوسرے اساتذہ اس سے نفرت کرتے تھے اور اس سے دور رہتے تھے۔ غالباً انہوں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی مگر وہ ڈٹا رہا۔ اس لیے اسکول میں اس کے اور دوسرے ٹیچروں کے درمیان کشمکش جاری رہتی تھی۔

جب میں وہاں بطورِ مدرس گیا تو میں نے دیکھا کہ نماز نہ پڑھنے والے استاذ کے ساتھ دیگر اساتذہ کا رویہ بڑا سخت ہے۔ جب وقفہ ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہ الگ تھلگ ہے اور دوسرے ٹیچر ایک جگہ خوش گپیوں میں مصروف ہیں۔ میں نے اس کی اصلاح کا ارادہ کر لیا۔ چونکہ میں اسکول میں نیا آیا تھا، لہٰذا میں اس کے پاس گیا، اس سے تعارف کے بعد پاس ہی بیٹھ گیا۔ اگلے دن پھر میں اس کے پاس تھا۔ اس کے حالات دریافت کیے۔ اسے بھی مجھ سے کچھ انس ہو گیا۔ میں نے کہا: مجھے رہائش کا مسئلہ درپیش ہے، چونکہ تم بھی اکیلے رہتے ہو، اس لیے جب تک تمھاری بیوی اور بچے نہیں آ جاتے، مجھے اپنے ساتھ رکھ لو۔ میں مکان کا کرایہ ادا کر دوں گا۔ اتنی جلدی اس بستی میں مکان ملنا آسان نہیں۔ اس نے کچھ پس وپیش کے بعد میری بات مان لی اور مجھے اپنے ساتھ رکھنے پر آمادہ ہوگیا۔ مگر اس نے ایک بات بڑی وضاحت کے ساتھ کہی کہ دیکھو! میرے اندر خیر نہیں، میں

بہت اچھا آدمی نہیں، نماز نہیں پڑھتا اور یوں بھی اسلام سے خاصا دور ہوں۔ میں نے کہا: کوئی بات نہیں ہم کچھ دن اکٹھے رہتے ہیں۔ اگر ہمارا گزارا ہوگیا تو ٹھیک ورنہ میں اپنے لیے علیحدہ مکان تلاش کرلوں گا۔

اگلے دن سے میں اس کے ساتھ رہنے لگا۔ اب میں نے اس کی خدمت کرنا شروع کی۔ میں صفائی کرتا، کھانا تیار کرتا، اپنے کپڑے استری کرتا تو اس کے بھی کر دیتا۔ اس دوران میں نے کبھی اس سے نماز یا دین کے حوالے سے گفتگو نہ کی۔ چند دنوں میں ہمارے تعلقات مزید بہتر ہوگئے۔ وہ میرے اخلاق سے بڑا متاثر تھا۔ میں بھی اس کی خدمت میں کمربستہ ہوگیا۔

ایک دن عصر کے وقت میں نے چائے تیار کی۔ اس کو تھرمس میں ڈالا اور ٹیبل پر رکھ کر اسے بلایا۔ اب ہم دونوں چائے پی رہے تھے کہ اچانک قریب کی مسجد میں عصر کی اذان سنائی دی۔ میں نے چائے کا کپ وہیں رکھا اور نماز کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔ جب اس نے مجھے اٹھتے دیکھا تو کہنے لگا: تم ہر روز پانچ مرتبہ مسجد جاتے ہو، تھک نہیں جاتے؟ میں نے کہا: نہیں ہرگز نہیں! بلکہ مجھے تو سکون اور اطمینان ملتا ہے اور اگر تم چاہو تو تم بھی ایک مرتبہ آزما کر دیکھ لو۔ ہاں، ٹھیک ہے۔ اس نے کہا۔

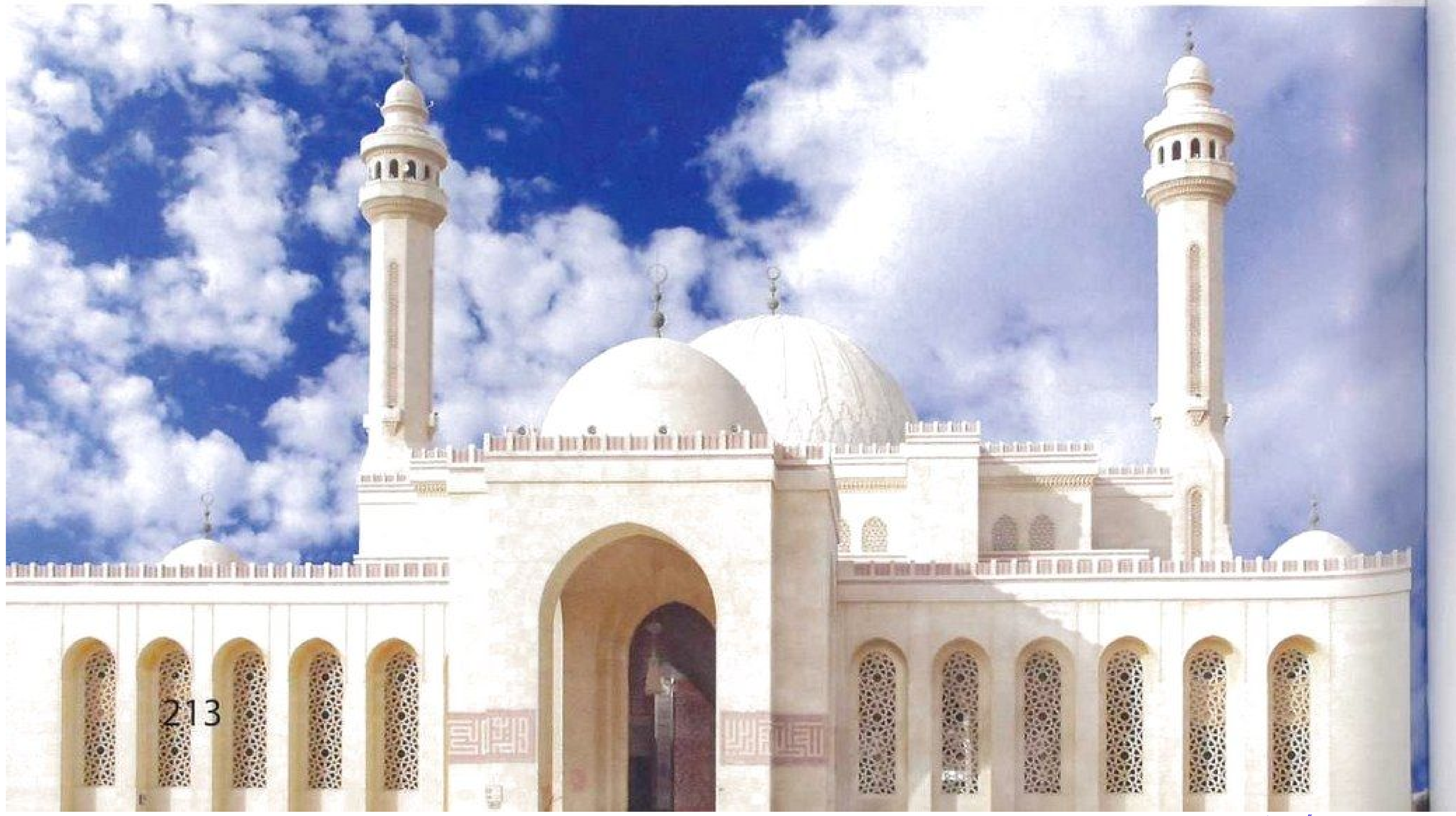

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب ہم دونوں مسجد گئے، میرے ساتھی نے وضو بھی نہیں کیا تھا۔ جماعت کھڑی ہونے میں وقت تھا۔ میں نے دو رکعت ''تحیۃ المسجد'' پڑھی اور اپنے دوست کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا لیا: اے اللہ! میں نے تیرے بندے کے ساتھ کیا کیا سلوک کیے، جتن کیے اور اب میں اس کو مسجد میں لے آیا ہوں۔ اے میرے رب! اس کو ہدایت دینا تیرا کام ہے۔ جب نماز ختم ہوئی تو میں نے اس سے پوچھا: ذرا بتاؤ، تمہارے دل کی کیفیت کیا ہے؟ کہنے لگا: ایسی راحت جس کی کوئی مثال نہیں۔ میں نے کہا! اچھا تو تھوڑی دیر بعد مغرب کی نماز ہے۔ میری تم سے درخواست ہے کہ غسل اور وضو کرو۔ اس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو ہدایت عطا فرما دی۔ وہ دین کے اوامر پر سختی سے کاربند ہو گیا۔ ہماری دوستی میں اضافہ ہو گیا۔

قرآنی دعا

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ۖ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ (151)

الأعراف

اب میں نے مدرسے کے دیگر اساتذہ سے کہا: دیکھیے! آپ لوگوں کا اس سے معاملہ درست نہیں تھا۔ دیکھیے! اخلاق، حکمت اور دعا کے ساتھ میں نے اس کو نیکی کی دعوت دی تو اس نے قبول کر لی۔ پھر یہی استاذ جو کل تک نماز نہیں پڑھتا تھا کچھ عرصہ بعد اسلام کا داعی بن گیا۔ حکومت نے اسے بیرون ملک بھیجا، وہاں بہت سارے لوگوں نے اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

سنہرے اوراق، ص: 148

89- عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کی دعا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک دفعہ عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کی کمان میں ایک جنگی مہم جاسوسی کے لیے روانہ فرمائی۔ یہ لوگ آگے بڑھتے رہے۔ عسفان اور مکہ کے درمیان پہنچے تو قبیلۂ ہذیل کی ذیلی شاخ بنولحیان کے لوگوں کو ان کی خبر ہو گئی۔ بنولحیان کے سو تیر انداز مسلمانوں کے تعاقب میں نکلے۔ راستے میں ایک جگہ پڑاؤ کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ کھجور کی گٹھلیاں پڑی ہیں۔ مسلمان مدینہ سے یہ کھجوریں زادِ راہ کے طور پر لائے تھے۔ انہوں نے گٹھلیاں اٹھا کر دیکھیں تو کہا کہ یہ تو یثرب کی کھجور ہے۔ اب کے وہ زیادہ گرم جوشی سے مسلمانوں کے تعاقب میں ہو لیے۔ آخر بنولحیان کے تیر اندازوں نے مسلمانوں کو جا لیا۔ عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے بہت سے تیر اندازوں کو آتے دیکھا تو ایک بلند اور وسیع و عریض ٹیلے پر چڑھ بیٹھے۔ بنولحیان کے لوگ آئے اور ٹیلے کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ انہوں نے مسلمانوں کو آواز دی: دیکھو! اگر تم لوگ نیچے اتر آؤ تو ہم تمہیں امان دیتے ہیں۔ عاصم رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں تو کافر کی امان میں نہیں جاؤں گا۔

پھر انہوں نے اپنے مولا سے ایک دعا مانگی:

'اَللّٰهُمَّ! أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ'

''یا اللہ! اپنے نبی کو ہماری خبر کر دے۔''

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جبریل امین کے ذریعے اپنے نبی کو اطلاع کر دی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کے انکار پر بنولحیان کے تیراندازوں نے تیر برسانے شروع کر دیے۔ عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ سمیت سات مجاہدین خلعت شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ صرف تین زندہ بچے۔ خبیب، زید اور ایک اور آدمی۔ کافروں نے انہیں بھی امان دی تو وہ اُن کے جھانسے میں آ گئے اور ٹیلے سے اتر آئے۔ دو تین کمانوں کی تانت اتاری گئی اور ان تینوں کی مُشکیں باندھ دی گئیں۔

تیسرے مجاہد نے کہا: لیجیے، بدعہدی کا آغاز ہو گیا۔ اس نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ کافروں نے انہیں بہت گھسیٹا، کھینچا تانی ہوئی لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوئے۔ آخر انہوں نے اسے بھی شہید کر دیا اور خبیب و زید کو لے کر چل دیے۔ مکہ پہنچ کر انہوں نے خبیب و زید رضی اللہ عنہما کو فروخت کر دیا۔ خبیب رضی اللہ عنہ کو تو حارث بن عامر بن نوفل کے بیٹوں نے خرید لیا۔ دراصل بدر کے روز خبیب رضی اللہ عنہ نے ان کے باپ حارث بن عامر بن نوفل کو موت کے گھاٹ اُتارا تھا۔

خبیب رضی اللہ عنہ چند روز ان کی قید میں رہے۔ جس روز اُنہوں نے خبیب رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا، خبیب رضی اللہ عنہ نے زیرناف بالوں کی صفائی کے لیے حارث کی بیٹی سے استرا مانگا۔ وہ خود بتاتی ہے کہ میں نے خبیب کو استرا دے دیا اور خود کسی کام میں مشغول ہو گئی۔ اتنے میں میرا شیرخوار بچہ رینگتا ہوا اس کے پاس چلا گیا۔ خبیب رضی اللہ عنہ نے بچے کو اٹھایا اور گود میں بٹھا لیا۔ میری تو جان ہی نکل گئی۔ میں بچے کو چھڑانے دوڑی۔ خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا: تم سمجھتی ہو، میں بچے کو مار ڈالوں گا؟ ان شاء اللہ میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔

حارث کی وہ بیٹی کہتی ہے: خبیب سے اچھا قیدی میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ میں نے کئی بار مشاہدہ کیا کہ اس کے سامنے انگور کے گچھے رکھے ہیں اور وہ انگور توڑ توڑ کر مزے سے کھا رہا ہے جبکہ اُن دنوں مکہ میں یہ پھل نہیں ملتا تھا۔ پھر اس کے پیروں میں تو بیڑیاں پڑی تھیں۔ دراصل وہ اللہ کا عطا کردہ رزق تھا۔

آخر ایک روز حارث بن عامر بن نوفل کے بیٹے خبیب کو قتل کرنے کے لیے اسے حدود حرم سے باہر لے گئے۔ خبیب نے کہا مجھے دو رکعت نماز ادا کر لینے دو۔ نماز سے فارغ ہو کر کہنے لگے: اگر تم یہ نہ کہتے کہ مجھ پر موت کا خوف طاری ہے تو میں اپنی نماز کو طویل کر دیتا۔

خبیب رضی اللہ عنہ ہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قتل ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنے کی سنت جاری کی۔ پھر انہوں نے دعا فرمائی: یا اللہ! ان سب کو شمار کر لے۔ اور یہ شعر پڑھنے لگے۔

مَا إِنْ أُبَالِي حِينَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلَى أَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِي
وَذٰلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلٰهِ وَإِنْ يَّشَأْ
يُبَارِكْ عَلَىٰ أَوْصَالِ شِلْوٍ مُّمَزَّعِ

”قتل ہوتے وقت میں مسلمان ہوں تو مجھے کوئی پروا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مقتول ہو کر کس پہلو پر گرتا ہوں“۔

”یہ سب کچھ تو ذات باری کے لیے ہے۔ اور وہ چاہے تو بدن کے کٹے پھٹے ٹکڑوں پر بھی برکت نازل کر دے۔“

اس کے بعد عقبہ بن حارث آگے بڑھا اور اُس نے خبیب رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

قریش نے عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کا سر لانے کے لیے چند آدمی روانہ کیے تاکہ اُس کی تشہیر کی جائے۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے بھی بدر کے دن اُن کے ایک سردار کو تہ تیغ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے عاصم رضی اللہ عنہ کے جسد خاکی پر چھاتے کی طرح شہد کی مکھیوں کا جھنڈ بھیج دیا۔ کفار قریش اُن کے جسم کے قریب بھی نہ جا سکے۔

صحيح البخاري، حديث: 4086.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

90- سچی توبہ!

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ مسلم بن ابراہیم کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص مشہور عابد وزاہد حبیب فارسی کے پاس آیا اور بڑے تکبر اور رعب سے کہنے لگا: میری بات سنو! حبیب فارسی نے کہا: بتاؤ! کیا بات ہے؟ اس نے کہا: میرے تین سو درہم تم پر واجب الادا ہیں، فوراً ادا کرو ورنہ میں قاضی کی عدالت میں تمہارے خلاف مقدمہ دائر کروں گا اور تمہیں لوگوں میں رسوا کروں گا۔ حبیب فارسی کہنے لگے: میرے عزیز! میرے اور تمہارے درمیان آج تک کبھی کوئی ملاقات ہی نہیں ہوئی، کوئی لین دین ہوا نہ کبھی میں نے تم سے کوئی قرض لیا، تم مجھ سے تین سو درہم کیوں طلب کر رہے ہو؟ تمہارا مطالبہ سراسر ظلم وزیادتی ہے۔

وہ شخص بولا: تمہیں یہ تین سو درہم دینے پڑیں گے، کان کھول کر سن لو، میں ہر صورت میں یہ رقم لے کر رہوں گا۔ حبیب فارسی نے اس سے کہا: تم کل تک اپنے مطالبے پر دوبارہ غور کر لو کیا واقعی تمہیں مجھ سے یہ رقم لینی ہے۔ اِدھر میں بھی سوچتا ہوں۔ گھر میں اپنے اوراق دیکھتا ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ میں بھول چکا ہوں اور مجھے میرے اوراق میں کوئی ایسی تحریر مل جائے جو تمہاری بات کی تصدیق کرے، تاہم میری یادداشت کے مطابق میرا تمہارا لین دین کا کبھی کوئی معاملہ نہیں ہوا۔

حبیب فارسی اپنے گھر تشریف لائے اور سارے حسابات کو دیکھا بھالا، ایک ایک ورق کی جانچ پڑتال کی مگر کوئی ایسی چیز نہیں ملی جس سے اس شخص کے دعوے کی تصدیق ہوتی ہو۔ یہ مستجاب الدعوات شخص تھے آدھی رات کے بعد انہوں نے وضو کیا، مصلے پر کھڑے ہوئے۔ دو رکعت نماز

پڑھی، پھر اللہ کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلا دیے اور دعا مانگی:

''اے اللہ! اگر یہ شخص اپنے قول میں سچا ہے تو پھر مجھے اس کا حق واپس کرنے کی توفیق عطا فرما اور اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کے ہاتھ شل کر دے تاکہ لوگوں کو میرا سچ اور اس کا جھوٹ معلوم ہو جائے۔''

اگلا دن طلوع ہوا تو اچانک ایک بھیانک منظر نظر آیا۔ اس شخص کو لوگوں نے اپنے کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا کیونکہ اس پر فالج کا حملہ ہوا تھا اور اس کا آدھا جسم بالکل شل ہو گیا تھا۔ اس شخص نے آتے ہی حبیب فارسی سے کہا: کیا آپ نے پہچانا؟ میں وہی شخص ہوں جس نے کل آپ سے دھونس، دھاندلی اور زیادتی کرتے ہوئے تین سو درہم مانگے تھے۔ سچ مُچ وہ میرا حق نہیں تھا جو میں آپ سے مانگ رہا تھا، نہ میں نے آپ کو بطور امانت دیے، نہ آپ نے مجھ سے کوئی قرض لیا، نہ میرا آپ سے کوئی لین دین تھا، بس میرے جی میں آئی کہ آپ چونکہ ایک معروف اور شریف آدمی ہیں، لوگوں میں آپ کی بڑی عزت اور شہرت ہے، اس لیے آپ میری دھمکی میں آجائیں گے اور اپنی عزت بچانے کے لیے میرا مطالبہ پورا کر دیں گے۔

حبیب فارسی نے اس سے کہا: کیا تم دوبارہ ایسی حرکت کرو گے؟ مجھے یا کسی اور مسلمان کو اسی طرح ناجائز تنگ کرو گے اور اس سے غلط اور ناحق مطالبہ کرو گے؟ اس نے کہا: ہرگز نہیں، میں توبہ کرتا ہوں، میں وعدہ کرتا ہوں کہ اب کبھی ایسی حرکت نہیں کروں گا۔

حبیب فارسی نے دوبارہ بارگاہِ الٰہی میں ہاتھ اٹھا دیے اور نہایت لجاجت سے عرض کرنے لگے:

'اللّٰهُمَّ! إِنْ كَانَ صَادِقًا فَالْبَسْهُ الْعَافِيَةَ'

''اے اللہ! اگر یہ اپنے قول وقرار میں سچا ہے تو اسے شفایاب کر دے۔''

یہ دعا کرنے کی دیر تھی کہ وہ شخص یک دم اپنے قدموں پر کھڑا ہو گیا۔ اس کا مفلوج بدن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے کسی علاج کے بغیر ہی ٹھیک کر دیا، پھر وہ یوں چلنے لگا جیسے اسے کبھی کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔

مختصر تاریخ دمشق: 1/ 828

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

91- مظلوم کی آہ سے بچو ورنہ......

اہل کوفہ نے امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی عدالت میں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (جو کوفہ کے گورنر مقرر ہوئے تھے) کے خلاف شکایت کی۔ چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے ان کی جگہ کوفہ کا حاکم عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو مقرر کر دیا۔ اہل کوفہ نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شکایت یہاں تک کی تھی کہ وہ نماز بھی اچھی طرح سے نہیں پڑھاتے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور پوچھا: اے ابو اسحاق! (یہ سیدنا سعد کی کنیت تھی) یہ کوفہ والے شکایت کرتے ہیں کہ آپ انہیں اچھی طرح سے نماز بھی نہیں پڑھا سکتے؟

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اللہ کی قسم! میں انہیں رسول اکرم ﷺ والی نماز پڑھاتا تھا۔ اس میں کسی قسم کی کمی نہیں کرتا تھا۔ عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں قراءت لمبی کرتا تھا اور آخری دو رکعتیں ہلکی پڑھاتا تھا۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابو اسحاق! آپ کے بارے میں میرا یہی خیال تھا کہ آپ انہیں سنت کے مطابق نماز پڑھاتے ہوں گے۔

پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک آدمی کوفہ روانہ کیا۔ اس آدمی نے

ساری مسجدوں میں گھوم گھوم کر اہل کوفہ سے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا اور سبھی نے ان کے متعلق تعریفی کلمات کہے۔ لیکن بنو عبس کی مسجد میں اسامہ بن قتادہ نامی ایک شخص نے پوچھنے والے سے ان کے خلاف شکایت کی اور کہا: جب آپ ہمیں قسم دیتے ہیں تو ہماری شکایت ہے:

'فَإِنَّ سَعْدًا كَانَ لَا يَسِيرُ بِالسَّرِيَّةِ، وَلَا يَقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ، وَلَا يَعْدِلُ فِي الْقَضِيَّةِ'

''سعد جنگ میں نہیں جاتے تھے' مال غنیمت برابر تقسیم نہیں کرتے تھے اور انصاف کے ساتھ فیصلہ نہیں کرتے تھے''۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس کا شکوہ سن کر فرمایا: اللہ کی قسم! تم نے تین جھوٹی شکایتیں کی ہیں۔ میں بھی تمہیں تین بد دعائیں دیتا ہوں:

'اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ عَبْدُكَ هَذَا كَاذِبًا، قَامَ رِيَاءً وَسُمْعَةً،

فَأَطِلْ عُمُرَهُ وَأَطِلْ فَقْرَهُ وَعَرِّضْهُ لِلْفِتَنِ'

''الٰہی! تیرا یہ بندہ اگر جھوٹا ہے اور ریاکاری و شہرت کے لیے اٹھ کر اس نے میرے خلاف شکایت کی ہے تو اس کی عمر لمبی کر' تادیر اس کو فقر میں مبتلا رکھ اور اسے فتنے میں مبتلا کر دے۔''

اس آدمی کو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی بد دعا لگ گئی۔ چنانچہ جب اس سے پوچھا جاتا تو کہتا: بوڑھا آدمی ہوں' آزمائش میں ڈالا گیا ہوں' سعد کی بد دعا مجھے لگ گئی ہے!!۔

ایک راوی عبدالملک کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں نے اس آدمی کو دیکھا' بڑھاپے کی وجہ سے اس کی آنکھوں کی پلکیں گر چکی تھیں اور وہ راستوں میں نوجوان لڑکیوں کو آنکھیں مارتا تھا''۔

صحيح البخاري، حديث: 755۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

92- سید الاستغفار

شداد بن اوس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''گناہوں کی معافی چاہنے کے لیے سب سے اہم دعا یہ ہے۔''

'اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْلِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبُ إِلَّآ أَنْتَ'

''اے اللہ! تو ہی میرا رب ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ تو نے مجھے پیدا کیا۔ میں تیرا بندہ ہوں۔ حسب استطاعت تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں۔ میں نے جو کچھ کیا اس کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اپنے اوپر تیرے انعامات کا اعتراف کرتا ہوں۔ اپنے گناہوں کا اعتراف بھی کرتا ہوں۔ تو مجھے بخش دے۔ گناہوں کو تیرے سوا اور کوئی معاف نہیں کر سکتا۔''

جس آدمی نے صبح کو صدقِ دل سے یہ دعا کی، وہ اُسی روز شام سے پہلے وفات پا گیا تو اہل جنت میں ہے اور جس نے رات کو صدق دل سے یہ دعا کی، وہ اسی رات صبح سے پہلے وفات پا گیا تو اہل جنت میں ہے۔

صحيح البخاري، حديث: 6306.

93- اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عمرو بن اخطب کے لیے دعا

ایک مرتبہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ کے سر پر اپنا مبارک ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے دعا فرمائی: 'اَللّٰهُمَّ جَمِّلْهُ' ''اے اللہ اسے خوبصورت بنا دے''۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے انہیں حسن و جمال بھی ملا اور انہوں نے سو سال کی عمر پائی، اس طویل عمر کے باوجود سر کے بال کالے تھے، واقعی وہ بہت خوبصورت تھے۔

سير أعلام النبلاء: 3/473۔

تراشے

کئی سادہ لوح دیہاتی اتنے یقین اور اپنائیت کے ساتھ دعا کرتے ہیں کہ ان کی دعا سن کر رشک آتا ہے۔ ایسے ہی ایک دیہاتی کو سفیان ثوری رحمہ اللہ نے دعا کرتے ہوئے سنا:

'اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ رِزْقِي فِي السَّمَاءِ فَأَنْزِلْهُ، وَإِنْ كَانَ فِي الْأَرْضِ فَأَخْرِجْهُ وَإِنْ كَانَ بَعِيدًا فَقَرِّبْهُ، وَإِنْ كَانَ قَرِيبًا فَيَسِّرْهُ، وَإِنْ كَانَ قَلِيلًا فَكَثِّرْهُ، وَإِنْ كَانَ كَثِيرًا فَبَارِكْ لِي فِيهِ'

''اے اللہ! اگر میرا رزق آسمان میں ہے تو اسے زمین پر اتار دے۔ اگر زمین میں ہے تو اسے نکال کر نمایاں کر دے۔ اگر دور ہے تو اسے قریب کر دے۔ اگر قریب ہے تو اسے میسر فرما دے۔ اگر تھوڑا ہے تو اسے زیادہ کر دے۔ اگر زیادہ ہے تو اس میں برکت ڈال دے''۔

كنز الدعاء، لأبي ا لفداء محمد عزت محمد عارف، ص: 50.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

94- اے اللہ! اس کے لیے نشانی عطا کر دے

سیدنا طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ قبیلہ دوس کے ہر دل عزیز سردار تھے۔ ان کی بات ان کے قبیلے کے لوگ غور سے سنتے اور اس پر عمل کرتے تھے۔ وہ اپنے شہر سے بغرض تجارت مکہ مکرمہ تشریف لائے تو سرداران قریش ان کے ارد گرد اکٹھے ہو گئے کیونکہ انہیں یہ خوف دامن گیر تھا کہ کہیں طفیل دین اسلام میں داخل ہو کر محمد ﷺ کے پیروکاروں میں شامل نہ ہو جائیں۔ انہوں نے طفیل بن عمرو دوسی کو نبی کریم ﷺ کی بات سننے یا آپ کی مجلس میں بیٹھنے اٹھنے سے منع کر دیا۔ قریش نے ان سے کہا:

''دیکھیے طفیل! آپ ہمارے شہر میں تشریف لائے ہیں۔ آپ ہمارے معزز مہمان ہیں اس لیے ایک اہم معاملہ میں آپ کی رہنمائی بہت ضروری ہے۔ ہمارے ہاں ایک آدمی ہے جس نے ہمارے معاملات بگاڑ کر رکھ دیے ہیں۔ اس نے ہمارے درمیان سخت اختلافات پیدا کر دیے ہیں اور ہمارا شیرازہ منتشر کر دیا ہے۔ اس کی باتوں میں جادو ہے۔ جس کے ذریعہ سے وہ آدمی اور اس کے والدین، اس کے بہن بھائیوں اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیتا ہے۔ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں وہ ہماری طرح آپ کو اور آپ کی قوم کو کوئی نقصان نہ پہنچا دے۔ لہذا آپ محتاط رہیے گا اور ہرگز اس سے کلام کیجیے گا نہ اس کی باتوں پر کان دھریے گا۔

سیدنا طفیل کا بیان ہے: اللہ کی قسم! وہ محمد ﷺ کے خلاف مسلسل میرے کان بھرتے رہے، حتی کہ میں نے پختہ عزم کر لیا کہ محمد ﷺ کی کوئی بات میرے کانوں سے ٹکرانے نہ پائے۔ پھر میں بیت اللہ شریف میں پہنچا تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے۔ میں بھی آپ ﷺ کے نزدیک ہی ایک جگہ کھڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے نہ چاہنے کے باوجود آپ ﷺ کا کچھ کلام مجھے بھی سنا دیا۔ یہ کلام واقعی مجھے بہت عمدہ اور شاندار لگا۔ میں نے دل میں کہا: طفیل تمہیں کیا ہو گیا، اللہ کی قسم! تم ایک قبیلے کے سردار ہو۔ سمجھ دار انسان ہو، کوئی بچہ یا بے وقوف تو نہیں ہو۔ تم ایک چالاک اور ہوشیار شاعر ہو۔ تم اچھے برے کلام کی تمیز کا مادہ بھی رکھتے ہو، تو پھر کیا وجہ ہے کہ تم اس آدمی کی بات نہ سنو؟ کوئی اچھی بات بتلائے گا تو قبول کر لینا اور اگر کوئی نامناسب بات ہوئی تو چھوڑ دینا۔

میں بیٹھا ہی تھا کہ رسول اکرم ﷺ اٹھے اور اپنے گھر کو روانہ ہو گئے۔ میں بھی پیچھے پیچھے چلتا ہوا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور عرض کی: اے محمد! آپ کی قوم نے آپ کے متعلق مجھ سے

بنو دوس کی وادی کا ایک خوبصورت منظر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ اور یہ باتیں کہی ہیں، اللہ کی قسم! ان لوگوں نے آپ کے خلاف میرے کان اس قدر بھر دیے کہ میں نے آپ کی بات سنائی دینے کے ڈر سے اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لی، مگر اللہ تعالیٰ نے میرے نہ چاہنے کے باوجود آپ کے کلام کا کچھ حصہ مجھے سنا ہی دیا۔ میں نے آپ کا کلام بہت ہی اچھا پایا۔ اس لیے اب آپ مجھے اپنی بات سنائیں۔

سیدنا طفیل ؓ کہتے ہیں:

اس پر رسول اللہ ﷺ نے میرے سامنے اسلام کی دعوت احسن انداز میں پیش کی اور قرآن کریم کی چند آیات کی تلاوت فرمائی۔ اللہ کی قسم! میں نے اس سے اچھا کلام کہیں اور نہیں سنا تھا اور نہ اس سے بہتر تعلیم مجھے کسی نے دی تھی۔ میں فوراً کلمہ شہادت پڑھ کر دین اسلام میں داخل ہو گیا اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں ایک ایسا آدمی ہوں کہ میری قوم کے لوگ میری بات مانتے ہیں۔ ابھی میں ان کے پاس جاؤں گا اور انھیں اسلام کی دعوت دوں گا، اس لیے آپ میرے لیے کسی نشانی کی اللہ تعالیٰ سے دعا فرما دیں جو میری قوم کے اسلام میں داخل ہونے اور میری دعوت قبول کیے جانے میں معاون ثابت ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے میری بات سن کر یہ دعا فرمائی:

'اللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَهُ آيَةً'

اے اللہ! اس کے لیے کوئی نشانی عطا کر دے''۔

پھر میں اپنی قوم کی طرف روانہ ہو گیا۔ جب میری قوم کے لوگ مجھے نظر آنے لگے تو یکا یک میری آنکھوں میں چراغ کے مانند ایک روشنی سی پیدا ہو گئی۔ میں نے کہا: اے اللہ! یہ روشنی میری آنکھ کے علاوہ کسی اور جگہ منتقل فرما دے، کیونکہ مجھے خدشہ ہے کہ یہ دیکھ کر کہیں میری قوم کے لوگ یہ نہ کہنے لگیں

''کہ چونکہ میں نے اپنا دین ترک کر دیا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے بطور سزا میری آنکھ میں یہ عیب لگا دیا ہے۔ یہ دعا کرتے ہی روشنی میری آنکھ سے منتقل ہو کر میرے کوڑے کے اوپری حصے میں آگئی۔ اب لوگ وہ روشنی میرے کوڑے کے اوپری حصے میں دیکھنے لگے جیسے وہ کوئی لٹکتی ہوئی روشن قندیل ہو۔

جب میں اپنی قوم کے پاس پہنچا تو میرے والد محترم جو ضعیف العمر تھے، میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے ان سے کہا: ابا جان! آپ مجھ سے الگ ہی رہیں کیونکہ اب میرا اور آپ کا رشتہ نہیں رہا۔

تراشے

اللہ کے رسول ﷺ کا ہمیشہ کے لیے معمول تھا کہ آپ ﷺ سونے سے قبل سورت الملک پڑھ کر سوتے تھے، احادیث میں آتا ہے کہ یہ سورت قیامت کے روز اپنے پڑھنے والے کے حق میں سفارش کرے گی حتی کہ اس کی بخشش کروا لے گی۔ اس سورت کو باقاعدگی سے پڑھنے والا عذاب قبر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

سنن الترمذي، حديث: 2890۔2892۔

میرے والد نے پوچھا: آخر کیوں میرے بیٹے؟!

میں نے بتایا: میں دین اسلام میں داخل ہو کر محمد ﷺ کے پیروکاروں میں شامل ہو چکا ہوں۔

میرے والد صاحب نے کہا: بیٹے! میرا دین بھی وہی ہے جو تیرا دین ہے۔ پھر انھوں نے کلمہ شہادت پڑھا:

'أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ'

''میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لا شریک لہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں شہادت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں''۔

اور اس کے ساتھ ہی دین اسلام میں داخل ہو گئے۔

اتنے میں میری بیوی بھی آ گئی، میں نے اس سے بھی وہی کچھ کہا جو اپنے والد سے کہا تھا، چنانچہ وہ بھی دین اسلام میں داخل ہو گئی۔ پھر میں اپنی قوم کے لوگوں کے پاس گیا اور انہیں اسلام کی دعوت دی مگر وہ ٹال مٹول کرنے اور مجھ سے منہ پھیرنے لگے۔ میں فوراً مکہ مکرمہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ! قبیلہ دوس کے لوگ میرے اوپر لہو ولعب کے ذریعہ سے غالب آ گئے اور میری دعوت قبول کرنے میں ٹال مٹول کرنے لگے ہیں، اس لیے آپ ان کے خلاف بددعا کر دیں۔

رسول اللہ ﷺ نے میری گفتگو سن کر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور قبلہ رخ ہو گئے۔ میں نے دل میں کہا: اب دوس ہلاک ہو گئے، برباد ہو گئے، ان کی تباہی آ گئی مگر آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

'اللَّهُمَّ اهْدِ دَوْسًا، اللَّهُمَّ اهْدِ دَوْسًا، اللَّهُمَّ اهْدِ دَوْسًا'

''اے اللہ! قبیلہ دوس کو ہدایت دے! اے اللہ دوس کو راہِ راست پر لے آ! اے اللہ! دوس کو سیدھے راستے پر گامزن کر!''

پھر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

'ارْجِعْ إِلَى قَوْمِكَ فَادْعُهُمْ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى وَارْفُقْ بِهِمْ'

''اپنی قوم کے پاس واپس جاؤ، ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دو اور ان کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ''۔

چنانچہ جب میں نے واپس آ کر ان کو نرمی سے تبلیغ کی تو قبیلہ کے اکثر لوگ مسلمان ہو گئے۔

95- اللہ نے قریش کے سرغنوں کو پکڑ لیا

ہجرت سے پہلے مسلمانوں کے ساتھ قریشِ مکہ کی زیادتیاں دن بدن بڑھتی جا رہی تھیں۔ جوں جوں توحید کی روشنی پھیلتی گئی اور لوگ ایک رب کے سامنے اپنی جبین نیاز جھکانے لگے؛ قریش کے غیظ وغضب میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اب وہ کھلم کھلا اللہ کے رسول ﷺ کو بھی اپنے تشدد کا نشانہ بنانے لگے تھے۔ ایک دن صحنِ کعبہ میں ابوجہل اپنے رفقاء کے ساتھ بیٹھا تھا کہ ان میں سے ایک بدبخت کو شرارت سوجھی بولا: کون ہے کہ جو بنوفلاں کے اونٹ کی اوجھڑی لائے اور جب محمد ﷺ سجدہ کریں تو ان کی پیٹھ پر ڈال دے۔

مکہ مکرمہ میں بکریاں چرانے والے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جو اس واقعہ کے چشم دید گواہ اور راوی ہیں فرماتے ہیں: اس پر قوم کا بدبخت ترین آدمی عقبہ بن ابی معیط اٹھا اور جا کے اوجھڑی لے آیا۔ اب وہ اس بات کا انتظار کرنے لگا کہ کب اللہ کے رسول ﷺ سجدے میں جائیں۔ تھوڑی دیر کے بعد اللہ کے رسول ﷺ سجدے میں گئے تو اس بدبخت نے اوجھڑی کو آپ ﷺ کی پیٹھ پر دونوں کندھوں کے درمیان ڈال دیا۔

مشرکین کی جماعت قہقہے مارتے ہوئے لوٹ پوٹ ہونے لگی اور ہنسی کے مارے ایک دوسرے پر گرنے لگے۔ اللہ کے رسول ﷺ سجدے میں ہی پڑے رہے اور سر مبارک نہ اٹھایا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں قوم کا ضعیف ترین آدمی تھا۔ میں سارا ماجرا دیکھ رہا تھا مگر کچھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کر سکتا تھا، کاش میرے اندر انہیں بچانے کی طاقت ہوتی! ادھر ایک شخص اللہ کے رسول ﷺ کے گھر جاتا ہے۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو خبر دیتا ہے۔ اس وقت وہ نوعمر لڑکی تھیں بھاگتی ہوئی آئیں اور اپنے بابا کے کندھوں سے گندگی اتاری اور ان ظالموں کو شرم دلانے لگیں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے سجدے سے سر مبارک اٹھایا اور تین مرتبہ ارشاد فرمایا: 'اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ' ''اے اللہ تو قریش کو پکڑ لے''۔

قریش کو اللہ کے رسول ﷺ کی بد دعا بہت گراں گزری کیونکہ ان کا عقیدہ تھا کہ اس شہر میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اس بعد آپ ﷺ نے نام لے لے کر بد دعا کی۔ اے اللہ تو ابوجہل کو پکڑ لے۔ عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کو پکڑ لے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ساتویں کا نام بھی لیا مگر راوی کو اس کا نام بھول گیا۔

اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد ہی غزوہ بدر ہوتا ہے۔ مذکورہ تمام مجرمین بدر کے میدان میں جاتے ہیں۔ اور پھر اس شرارت کا آغاز کرنے والے ابوجہل کا جو حشر ہوا وہ قارئین پر مخفی نہیں کہ اسے دو انصاری نوجوانوں نے شدید زخمی کر دیا۔

معرکہ کے اختتام پر اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا: کون ہے جو دیکھے کہ ابوجہل کا انجام کیا ہوا؟ اس پر صحابہ کرام اس کی تلاش میں بکھر گئے۔ اور اسے حسن اتفاق کہیے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے اس حالت میں پایا کہ وہ آخری سانسیں لے رہا تھا۔ انہوں نے اس کی گردن پر پاؤں رکھا۔ چھوٹے سے قد کے عبداللہ بن مسعود نے اس کی گردن کاٹنے کے لیے اس کی ٹھوڑی کو پکڑا تو ابوجہل نے آنکھیں کھولیں۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔

اللہ کے دشمن آخر اللہ نے تجھے رسوا کیا نا۔

بولا: مجھے کاہے کو رسوا کیا؟ جس شخص کو تم لوگ قتل کر رہے ہو کیا قریش میں اس سے بلند پایہ کوئی

آدمی ہے؟ پھر کہنے لگا: کاش مجھے ایک کسان کی بجائے کسی معزز شخص نے قتل کیا ہوتا!!

ابوجہل نے مرنے سے تھوڑی دیر قبل سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: مجھے بتاؤ کہ آج فتح کس کی ہوئی؟

انہوں نے جواب دیا: اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی فتح ہوئی۔

اب انہوں نے امت محمدیہ کے اس فرعون کی گردن پر پاؤں رکھا تو ابوجہل جو زخموں سے چور تھا، اٹھنے سے قاصر تھا مگر بات کر رہا تھا، کہنے لگا: او بکری کے چرواہے تو بڑی اونچی اور مشکل جگہ پر چڑھ گیا ہے۔ انہوں نے اس کی سنی ان سنی کر کے اس بدبخت کا سر کاٹ لیا۔

ابوجہل سمیت وہ تمام بدبخت جن کا نام اوپر مذکور ہے انہیں دیگر مقتولین کے ساتھ گھسیٹ کر بدر کے گندے کنویں میں پھینک دیا گیا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں۔

'وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ رَأَيْتُ الَّذِينَ عَدَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَرْعَى فِي قَلِيبِ بَدْرٍ'

''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں نے ان تمام لوگوں کو جن کا نام لے کر رسول اللہ ﷺ نے بد دعا فرمائی تھی، بدر کے گندے کنویں میں مقتول پڑے ہوئے دیکھا۔

قارئین کرام: انسان کی زندگی میں یقیناً بعض بڑے مشکل وقت آتے ہیں مایوس نہ ہوں۔ اپنے ہاتھوں کو اپنے سچے اور رحیم وکریم رب کی طرف بلند کیجیے، اس سے دعا کیجیے، اس کو پکاریں ان شاء اللہ آپ کی دعا قبول ہوگی۔ آپ کی پریشانی دور ہوگی اور آپ کے دشمنوں کو ذلت اور رسوائی ملے گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تراشے

اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’’تین آدمیوں کی دعا کی قبولیت میں کوئی شک نہیں۔ ۱) مظلوم کی دعا۔ ۲) مسافر کی دعا۔ ۳) والد کی دعا اپنے بیٹے کے حق میں۔

سنن ابن ماجه، حديث:3862۔

مسلمان کا ایمان ہے کہ اس کی ہر دعا ضرور قبول ہوتی ہے، حدیث شریف میں دعا قبول ہونے کی تین صورتیں بیان کی گئی ہیں، آیئے مسند احمد کی وہ حدیث جو سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ اسے پڑھتے ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

’’جب کوئی مسلمان دعا کرتا ہے جس میں گناہ یا قطع رحمی کی بات نہ ہو تو اللہ تعالیٰ تین میں سے ایک چیز اسے ضرور عطا فرماتا ہے۔

1- دعا کے مطابق اس کی خواہش پوری کر دی جاتی ہے۔

2- اس کی دعا کو آخرت کے لیے ذخیرہ اجر بنا دیا جاتا ہے۔

3- اس دعا کے برابر اس سے کوئی مصیبت ٹال دی جاتی ہے۔

صحابہ کرام پر اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں انہوں نے اسلام کی روشن راہوں کو مختلف سوالات کر کے مزید روشن کر دیا، انہوں نے عرض کی: پھر تو ہم کثرت سے دعائیں کریں گے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ’’تم جتنا چاہو مانگو، اللہ کے خزانے بہت زیادہ ہیں‘‘۔

96- کفارہ مجلس کی دعا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا:

’’جو آدمی کسی مجلس میں بیٹھ کر بات چیت کرتا ہے جس میں بالعموم کچھ نامناسب باتیں بھی ہو جاتی ہیں، پھر مجلس برخاست ہونے سے پہلے یہ دعا کر لیتا ہے تو مجلس کے گناہوں کا کفارہ ادا ہو جاتا ہے۔

’سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ‘

’’اے اللہ! تو پاکیزہ ہے۔ تیری حمد کے ساتھ میں اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ میں تجھ سے معافی چاہتا اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔‘‘

جامع الترمذي، حديث:3433.

تراشے

قبیلہ دوس کے سردار طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! دوس کے لوگوں نے اسلام کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے بددعا کیجیے۔ اس پر وہاں موجود چند افراد نے کہا: اب تو دوس کے لوگوں کی ہلاکت یقینی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اہل دوس کے لیے بجائے بددعا کرنے کے یہ دعا فرمائی: ’’یا اللہ! دوس کے لوگوں کو ہدایت عطا فرما اور انہیں میرے پاس لے آ۔‘‘

صحيح البخاري، حديث:2937، و صحيح مسلم، حديث:2524.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

97- جھوٹا مقدمہ

اموی حکمران مروان بن حکم کے دور خلافت میں اروی بنت اویس نامی خاتون نے سیدنا سعید بن زید ؓ کے خلاف مقدمہ دائر کروایا۔ سیدنا سعید عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ مقدمہ میں دعویٰ کیا گیا تھا کہ انہوں نے اروی کی زمین کے ایک ٹکڑے پر ناجائز قبضہ کر لیا ہے۔ مقدمہ مروان کے پاس گیا اس نے نہایت عزت واحترام کے ساتھ سیدنا سعید کو بلوایا۔ یہ اس وقت خاصے بوڑھے ہو چکے تھے۔ مقدمہ پیش ہوا تو انہوں نے کہا:

میں اس کی زمین پر کیسے قبضہ کر سکتا ہوں۔ جب کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے خود سنا ہے.... مروان کہنے لگا: اے صحابی رسول آپ بتایئے آپ نے کیا سنا ہے؟ کہنے لگے: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

'مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا فَإِنَّهُ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ'

''جس شخص نے ایک بالشت برابر بھی ظلم سے کسی کی زمین پر قبضہ کیا تو قیامت کے دن اس کی گردن میں ساتوں زمینوں کو طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا''۔

مروان نے کہا کہ اس کے بعد کسی دلیل، گواہ یا حجت کی کوئی ضرورت نہیں اور مقدمہ خارج کر دیا۔

آخر وہ صحابی رسول ﷺ تھے۔ بزرگی کی عمر میں اہانت کی گئی تھی اور ان پر ناجائز طومار باندھا

گیا اور عدالت میں طلب کیا گیا تھا چنانچہ انہوں نے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے ایک دعا مانگی:

'اللَّهُمَّ إِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً، فَعَمِّ بَصَرَهَا وَاقْتُلْهَا فِي أَرْضِهَا'

''اے اللہ! اس جھوٹی کو اندھا کر دے اور اس کو اس کی زمین ہی میں قتل کر دے''۔

چنانچہ مرنے سے پہلے یہ عورت اندھی ہو گئی تھی۔ ایک دن اپنی زمین میں پھر رہی تھی کہ:

'إِذْ وَقَعَتْ فِي حُفْرَةٍ فَمَاتَتْ'

''اچانک وہ ایک گڑھے میں گر کر مر گئی''۔

متفق علیه، صحیح البخاري، حدیث: 3198، وصحیح مسلم، حدیث: 1610۔

تراشے

رسول اللہ ﷺ ایسی دعا سے پناہ مانگا کرتے تھے جو قبول نہیں ہوتی۔ انس ؓ نے رسول اللہ ﷺ کی ایک دعا کا تذکرہ کیا ہے جو آپ ﷺ اکثر مانگا کرتے تھے:

'اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْأَرْبَعِ: مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ'

''اے اللہ! میں چار چیزوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں: ایسے علم سے جو نفع نہیں دیتا، ایسے دل سے جس میں خشوع نہ ہو، ایسے نفس سے جو کبھی سیر نہ ہو اور ایسی دعا سے جس کی شنوائی نہیں ہوتی''۔

صحیح أبي داود: 1548۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

98- اور اس کی بیٹی بچ گئی

1431 ہجری کے رمضان المبارک میں مجھے اعتکاف بیٹھنے کا اتفاق ہوا، مسجد عبداللہ الراجحی شہر ریاض کی ایک نمایاں مسجد ہے۔ اعتکاف کے دوران اس مسجد میں متعدد علمائے کرام نے خطاب کیا، ایک شیخ نے مندرجہ ذیل واقعہ سنایا اور کہا کہ اس واقعہ کی تصدیق مصر کے مشہور عالم الشیخ محمد حسان نے بھی کی ہے۔

مصر کے ایک قصبہ میں ایک خاتون اپنے سسر، بیٹی اور ایک چھوٹی سی نواسی کے ساتھ مقیم تھی، یہ گھرانہ بہت نادار اور فقیر تھا، گھر میں کھانے کے لیے کچھ نہ تھا۔ فاقہ کشی کی نوبت آ گئی تھی۔ اسی دوران نوعمر نواسی بیمار ہوگئی، اس کے علاج معالجہ کے لیے گھر میں کچھ بھی نہ تھا۔ حتی کہ ایک رات اس بچی کی بیماری خطرناک حد تک بڑھ گئی، گھر میں فاقہ اوپر سے بیماری...... ماں کو اور تو کچھ نہیں سوجھا، اس نے مصلی بچھا لیا اور اپنے رب سے التجائیں کرنے لگی، میرے مولا میرے گھر میں کھانے کے لیے کچھ نہیں...... میں نے تیرا شکوہ نہیں کیا مگر اب یہ میری نواسی ... معصوم سی ہمارے گھر کی رونق ...... میرے پاس تو اس کے علاج کے لیے کوئی پیسہ بھی نہیں ہے۔ بس تیرا دروازہ ہے۔ تو ہی مدد کر سکتا ہے، وہ دیر تک ہاتھ اٹھائے دعا مانگتی رہی، اور پھر اچانک کسی نے زور زور سے دروازہ کھٹکھٹایا، دروازہ کھولا تو سامنے ڈاکٹر اپنے تشخیصی اور معالجاتی ساز وسامان کے ساتھ کھڑا تھا، اس نے پوچھا: بی بی! تمہاری بیمار نواسی کدھر ہے؟ اور پھر اس نے بیمار بچی کا معائنہ کیا، اس کے لیے دوا لکھی اور کہا کہ جلدی سے میڈیکل سٹور سے لے آؤ، فکر نہ کرو ان شاء اللہ تعالیٰ بچی ٹھیک ہو جائے گی۔

مگر ہمارے پاس اس کی دوا کے لیے کوئی پیسہ نہیں، تو اگر تمہارے پاس دوائی خریدنے کے لیے

الراجحی مسجد۔ ریاض کا خوبصورت منظر

کوئی پیسہ نہیں تو پھر میری فیس کون ادا کرے گا؟ مگر ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ گھر والوں نے کہا۔

اگر تمہارے پاس گھر میں کوئی پیسہ نہیں تھا تو پھر رات گئے مجھے فون کر کے کیوں بلوایا تھا، ڈاکٹر کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو رہا تھا اور وہ بڑبڑا رہا تھا۔

مگر ہم نے تو کسی کو فون نہیں کیا اور نہ ہی ہمارے گھر میں کوئی فون ہے جس سے ہم آپ کو فون کرتے،

تراشے

محاصرہ طائف کے دوران صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ثقیف کے تیروں نے تو ہمیں سوختہ ساماں کر ڈالا ہے۔ ان کے خلاف اللہ تعالیٰ سے بددعا کیجیے۔

رسول اللہ ﷺ نے ثقیف کے لیے دعا فرمائی: ''اے اللہ! ثقیف کو ہدایت سے بہرہ یاب فرما۔''

مسند أحمد:3/343، و مصنف ابن أبي شيبة:6/413، حديث:32496.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو پھر مجھے کس نے فون کر کے بلوایا ہے۔ کیا یہ ایڈریس تمہارا نہیں ہے؟ ڈاکٹر صاحب نے پرچی سے ایڈریس پڑھتے ہوئے کہا۔

دراصل ان کے ہمسایہ گھرانے کی بچی شدید بیمار تھی، اور انہوں نے اس ڈاکٹر کو فون پر بلوایا تھا۔ اللہ کی قدرت! اس بوڑھی ماں کی دعا قبول ہو چکی تھی۔ قدرت کو اس پر رحم آ گیا تھا اور ڈاکٹر ان کے ہمسایوں کے ہاں جانے کی بجائے ان کے گھر آ گیا۔

اتنی دیر میں ان کے ہمسایہ والے بھی بات چیت سن کر آ چکے تھے۔

ڈاکٹر ان کے یہاں گیا۔ تھوڑی دیر میں اس کے دل کی کایا پلٹ چکی تھی، وہ واپس آیا اور تصدیق کی کہ واقعی ان لوگوں کے پاس علاج کے لیے رقم نہیں اور یہ فاقے سے ہیں؟

ڈاکٹر صاحب نے کہا: تم لوگ فکر نہ کرو اس بچی کا علاج میرے ذمہ رہا۔ تمہارے اخراجات کے لیے بھی میں ماہانہ وظیفہ کا بندوبست کر رہا ہوں۔ اس نے دوائی بھجوا دی۔ بچی کو اللہ رب العزت نے شفا عطا فرما دی۔ اور اس گھرانے کے لیے ماہانہ وظیفہ کا بندوبست بھی ہو گیا۔

مؤلف کی ڈائری سے۔

قرآنی دعا

حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ
عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ
رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿129﴾

التوبة

99- براء بن مالک رضی اللہ عنہ کی دعا

براء بن مالک بن نصر انصاری رضی اللہ عنہ جرأت مند اور بہادر ہونے کے ساتھ ساتھ مستجاب الدعوات بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے یہ جلیل القدر صحابی جنگ یمامہ میں بھی شامل تھے۔ دوران جنگ مسلمانوں پر انتہائی مشکل وقت آن پڑا۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کہنے لگے: براء اٹھو اور اپنا کردار ادا کرو۔ یہ گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد کہا: اے اہل مدینہ! آج مدینہ کا خیال چھوڑ کر صرف ایک اللہ اور جنت کو سامنے رکھو۔ پھر انہوں نے لوگوں کے ساتھ مل کر ایسا بھرپور حملہ کیا کہ اہل یمامہ کو خاک چاٹنے پر مجبور کر دیا۔ اس دن براء بن مالک کا سامنا ایک نہایت طاقتور شخص کے ساتھ ہوا۔ جسے یمامہ کا گدھا کہا جاتا تھا۔ براء بن مالک نے اس کے پاؤں پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ منہ کے بل جا گرا۔ سیدنا براء نے اسی کی تلوار نکال کر اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ پھر مسلمانوں نے ان پر ایسا زوردار حملہ کیا کہ اہل یمامہ کو اس باغ میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا جس میں مسیلمہ کذاب چھپا بیٹھا تھا۔ اہل یمامہ نے باغ کے اندر گھس کر دروازہ بند کر لیا۔ اب مسلمانوں اور مرتدین کے درمیان ایک اونچی فصیل اور مضبوط دروازہ حائل تھا۔

براء بن مالک کے ذہن میں اس وقت ایک ایسا اچھوتا خیال آیا جو ان جیسا جنت کا مشتاق ہی سوچ سکتا تھا۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: آپ لوگ مجھے باغ کے اندر پھینک دیں۔ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دروازہ کھولنے کی کوشش کرتا ہوں۔ ان کے ساتھیوں نے ان کی خواہش کو عملی جامہ پہنا دیا۔ ذرا تصور کریں اتنا بڑا لشکر جس میں ہزاروں لوگ شامل ہیں۔ ایک شخص اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر تن تنہا ان سے برسر پیکار ہو جاتا ہے۔ ایک انتہائی خونریز معرکے کے بعد وہ دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو گئے۔ ان کے جسم پر تیروں، تلواروں، نیزوں اور لاٹھیوں کے اسی سے زیادہ زخم تھے۔ انہیں ان کی اقامت گاہ پر لایا گیا۔ ایک مہینہ تک ان کا علاج ہوتا رہا۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ خود ان کے علاج کی نگرانی کرتے رہے۔ ایک مہینے بعد وہ صحت یاب ہو کر دوبارہ میدان جنگ میں اپنے جوہر دکھانے کے لیے تیار تھے۔ اہل فارس کے خلاف ''تستر'' کے میدان میں بھی مسلمانوں پر ایک کڑا وقت آ گیا۔ مسلمان براء کے پاس آئے اور کہا: حلف اٹھا کر اللہ سے کوئی درخواست کرو۔ ہمیں یقین ہے کہ تمہاری درخواست ضرور قبول ہو گی۔ سیدنا براء بن مالک کہنے لگے: اے اللہ! جب ہم کفار کے لشکر کو کچل لیں تو مجھے اپنے پاس بلا لینا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے براء بن مالک کے ساتھ مل کر ایک بھرپور حملہ کیا۔ جس سے کفار کے پاؤں اکھڑ گئے پھر مسلمانوں نے انہیں سنبھلنے کا موقع نہیں دیا اور انہیں مسلسل روندتے چلے گئے۔ براء بن مالک نے اہل فارس کے بڑے بڑے سورماؤں کو قتل کیا۔ مسلمانوں کو ایک فیصلہ کن فتح حاصل ہوئی۔ مسلمانوں نے دیکھا کہ براء بن مالک کہیں نظر نہیں آ رہے۔ پھر زخمیوں اور شہداء میں انہیں تلاش کرنا شروع کیا۔ آخر کار ایک جگہ شہداء میں ان کا جسد خاکی مل گیا۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکر میں براء بن مالک جیسے جری مجاہد تھے جنہوں نے تاریخ کا رخ ہی موڑ دیا۔ انہوں نے وقت کی دو بڑی قوتوں سے بیک وقت ٹکرا کر دونوں کے غرور کو خاک میں ملا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیار کردہ لوگ عجائبات عالم میں سے تھے۔ تاریخ انسانیت میں ان جیسے لوگ کہیں نظر نہیں آتے۔

أبوبكر صديق رضي الله عنه شخصية و عصره، للدكتور علي محمد الصلابي: 4/ 112

100- دعا کی تاثیر

2004 کی بات ہے کہ میں ایک مرتبہ پھر چین میں تھا، ریاض سے چین کے لیے براہ راست کوئی فلائٹ نہیں ہے۔ یا تو براستہ دوبئی یا ہانگ کانگ، یا قطر ایرویز کے ذریعہ دوحہ سے ہوتے ہوئے کم و بیش 18 سے 20 گھنٹے ہوٹل پہنچنے تک لگ ہی جاتے تھے، خصوصا میں جس شہر سے بابا سلام بنوا رہا تھا وہ شنجن سے دو گھنٹے کی مسافت پر تھا۔

ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ چنگ شن پہنچتے پہنچتے رات کے 10 بج گئے، ہرچند کہ ہوٹل بڑا آرام دہ تھا، مگر تھکان سے برا حال تھا، میری عادت ہے کہ ہمیشہ اپنے ادارے کے کسی ملازم یا مقامی کمپنی کے مالک کو ائیر پورٹ پر ضرور بلوا لیتا ہوں تاکہ اگر کوئی مسئلہ پیش آ جائے تو وہ اسے نمٹا سکے۔ عبدالکریم ہمارے پاس گزشتہ سات آٹھ برس سے کام کر رہا ہے۔ اس مرتبہ وہ ائیر پورٹ پر موجود تھا، میں نے کہا: عبدالکریم! میری صحت خاصی خراب ہے تھکاوٹ سے برا حال ہے۔ میرا معاملہ یہ ہے کہ شدید تھکاوٹ ہو تو جلد نیند نہیں آتی، میں نے عبدالکریم سے کہا: جلدی سے میرے لیے مساج کا بندوبست کرو۔ چین میں عموماً عورتیں مساج کرتی ہیں۔ مرد بھی ہوتے ہیں مگر وہ رات کے دس بجے گھروں کو چلے جاتے ہیں۔ جبکہ عورتیں رات گئے تک مساج کے لیے دستیاب ہوتی ہیں۔ اس نے کمرے سے فون کر کے رابطہ کیا۔ مساج سنٹر والوں نے جواب دیا: اس وقت تو صرف عورت ہی مساج کے لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چین کے اکنامک سٹی شنجن کا خوبصورت منظر

دستیاب ہے ۔ میں نے اس سے کہا: میرا ایمان ابھی اتنا کمزور نہیں ہوا کہ عورتوں سے جسم کو دبواتا پھروں ۔آپ خود جا کر ڈیوٹی مینجر سے معلوم کریں۔خرچ جتنا بھی ہو جائے کوئی مسئلہ نہیں،کوئی مرد اس کام کے لیے تلاش کریں ۔میرا جسم اس وقت سخت درد کر رہا تھا۔اسے آرام کی سخت ضرورت تھی کیونکہ اگلی صبح مختلف لوگوں سے کام کے سلسلہ میں میٹنگز شروع ہو جائیں گی ۔

عبدالکریم چین کا اصل باشندہ ہے،اس کا چینی نام ''شافنگ'' ہے، پندرہ بیس منٹ کے انتظار کے بعد وہ مایوس ہو کر واپس آ گیا کہ صاحب صرف لڑکیاں ہی مساج کے لیے دستیاب ہیں۔میں نے سختی سے منع کر دیا۔ پھر میں نے اپنے مولا سے ایک عجیب سی دعا مانگی ''اے اللہ تیرے پیارے نبی سیدنا محمد ﷺ کا سچا فرمان ہے:

'مَنْ تَرَكَ شَيْئًا لِلَّهِ عَوَّضَهُ اللَّهُ خَيْرًا مِنْهَا'

''جو شخص اللہ کی خاطر کوئی چیز چھوڑ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس سے بہتر چیز عطا فرماتا ہے''۔

''میں سخت ضرورت کے باوجود تیری رضا کی خاطر لڑکی سے مساج نہیں کروا رہا۔اب مجھے جلدی سے نیند عطا فرما اور میرے جسم کو درد سے نجات عطا فرما۔

قارئین کرام! دعا مانگنے کی دیر تھی کہ میری آنکھیں بند ہونا شروع ہو گئیں، میں نے عبدالکریم کو جانے کا اشارہ کیا - لائٹ بند کی یا نہیں مجھے یاد نہیں، اتنا یاد ہے کہ میں چند منٹوں میں گہری نیند کے مزے لے رہا تھا۔

فجر کی نماز کے لیے اٹھا تو جسم بالکل ہلکا پھلکا تھا۔جسم میں درد کا نام ونشان تک نہ تھا۔سچ فرمایا ہے اللہ کے رسول ﷺ نے کہ جو شخص اللہ کے لے کسی چیز کو چھوڑ دیتا ہے اللہ تعالی اسے اس کا بہتر بدلہ عطا فرماتا ہے۔

مؤلف کی ڈائری سے۔

101- بیمار پرسی کی دعا

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی ﷺ نے فرمایا تھا: ''جس آدمی نے ایسے مریض کی بیمار پرسی کی جس کی موت کا وقت ابھی نہیں آیا اور اس کے قریب بیٹھ کر سات مرتبہ یہ الفاظ کہے:

'أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَّشْفِيَكَ'

''میں عظمتوں والے اللہ، بہت بڑے عرش کے رب سے سوال کرتا ہوں کہ وہ آپ کو شفا عطا فرمائے۔''

بیمار پرسی کرنے والا یہ دعا کرے تو اللہ تعالیٰ مریض کو صحت یاب کر دیتا ہے۔

جامع الترمذي، حديث:2083.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

102- اے اللہ اس کا خاتمہ بالخیر ہو

سعودی عرب کے رہائشی ایک شخص نے خواب دیکھا کہ ایک شخص اس سے کہہ رہا تھا: اس فون نمبر پر موجود فلاں شخص کو عمرہ کراؤ۔ فون نمبر بڑا واضح تھا۔ نیند سے بیدار ہوا تو اسے خواب اچھی طرح یاد تھا۔ مگر اس نے اسے وہم جانا اور خواب کو نظر انداز کر دیا۔ اگلے روز پھر اسے وہی خواب آیا کہ اسے کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ یہ فون ملاؤ اور فلاں شخص کو عمرہ کراؤ۔ دوسرے دن کے خواب کے بعد یہ شخص اپنے محلّے کے امام مسجد کے پاس گیا اور اسے بتایا: میں نے مسلسل دو دن یہ خواب دیکھا ہے۔ امام مسجد نے کہا: اگر تم نے پھر یہ خواب دیکھا تو اس فون نمبر کو اچھی طرح یاد رکھنا اور ممکن ہو تو اسے لکھ لینا اور پھر اس شخص سے رابطہ کر کے اسے عمرہ کروا دینا۔ تیسرے روز پھر اس نے خواب دیکھا کہ اسے کہا جا رہا ہے: اس فون نمبر پر فلاں نام کے شخص کو عمرہ کروا دو۔

اگلے روز اس شخص نے خواب میں بتلایا ہوا فون ڈائل کیا جس شخص نے فون اٹھایا اس سے ضروری تعارف کے بعد اس نے کہا: مجھے خواب میں کہا گیا ہے کہ میں تمہیں عمرہ کراؤں، لہذا میں اس نیک کام کی تکمیل کرنا چاہتا ہوں۔ جس شخص کو اس آدمی نے فون کیا وہ زور سے ہنسا اور کہنے لگا: کون سے عمرہ کی بات کرتے ہو؟ میں نے تو مدت ہوئی کبھی فرض نماز بھی ادا نہیں کی اور تم کہتے ہو کہ تم مجھے عمرہ کروانا چاہتے ہو!!

جس شخص نے خواب دیکھا تھا وہ اس سے اصرار کرنے لگا۔ اس کی منت سماجت کی اور کہا: دیکھو

میرے بھائی! میں تمہیں عمرہ کروانا چاہتا ہوں، سارا خرچ میرا ہوگا۔ خاصی بحث وتمحیص کے بعد وہ اس شرط پر رضامند ہوا کہ ٹھیک ہے میں تمہارے ساتھ عمرہ کروں گا مگر تم مجھے واپس ریاض لے کر آؤ گے اور تمام تر اخراجات تمہارے ذمہ ہونگے۔ اس نے موافقت ظاہر کر دی۔

وقت مقررہ پر جب وہ ایک دوسرے کو ملے تو خواب والے شخص نے دیکھا کہ واقعی وہ شکل وصورت سے کوئی اچھا انسان نہیں دکھائی دیتا تھا۔ اس کے چہرے سے عیاں تھا کہ وہ شرابی ہے اور نماز کم ہی پڑھتا ہے۔ اسے بڑا تعجب ہوا کہ یہ وہی شخص ہے جس کے بارے میں تین مرتبہ اسے خواب میں عمرہ کروانے کے لیے کہا گیا ہے۔ دونوں شخص عمرہ کے لیے مکہ مکرمہ روانہ ہوگئے۔ میقات پر پہنچے تو انہوں نے غسل کر کے احرام باندھا اور حرم شریف کی جانب رواں دواں ہوگئے۔

انہوں نے بیت اللہ کا طواف کیا۔ مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز ادا کی۔ صفا ومروہ کے درمیان سعی کی۔ اپنے سروں کو منڈوایا اور اس طرح عمرہ مکمل ہوگیا۔ اب انہوں نے واپسی کی تیاری شروع کر دی۔ حرم سے نکلنے لگے تو وہ شخص، جسے اس نے بہت کوشش اور منت سماجت سے عمرہ پر آمادہ کیا تھا کہنے لگا: دوست حرم چھوڑنے سے پہلے میں دو رکعت نفل ادا کرنا چاہتا ہوں۔ نجانے اس کے بعد عمرہ کی توفیق ہوتی بھی ہے یا نہیں۔ اسے کیا اعتراض ہوسکتا تھا۔ اس نے کہا: نفل پڑھو اور بڑے شوق سے پڑھو۔ اس نے اس کے سامنے نفل ادا کرنے شروع کر دیے۔ جب وہ سجدہ میں گیا تو اس کا سجدہ طویل سے طویل تر ہوتا چلا گیا۔ جب کافی دیر گزر گئی تو اس کے دوست نے اسے بلایا۔ جب کوئی حرکت اس کے جسم میں نہ ہوئی تو اس نے اسے ٹٹولا۔ اچانک اس پر انکشاف ہوا کہ اس کے ساتھی کی روح حالت سجدہ ہی میں پرواز کر چکی تھی۔

اپنے ساتھی کی ایسی موت پر اسے بڑا رشک آیا اور وہ رو پڑا کہ یہ تو حسن خاتمہ ہے۔ کاش ایسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موت میرے نصیب میں ہوتی۔ ایسی موت تو ہر کسی کو نصیب ہو۔ وہ اپنے آپ سے کہہ رہا تھا۔

قارئین کرام! یہ بات بتانے کی ضرورت نہیں کہ اس خوش قسمت کو آب زمزم سے غسل دیا گیا اس کو احرام پہنا کر حرم میں اس کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ لاکھوں فرزندان اسلام نے اس کا جنازہ پڑھا اور اس کی مغفرت کے لیے دعا کی گئی۔ اس دوران ریاض میں اس کی وفات کی اطلاع دی جا چکی تھی۔ خواب دیکھنے والے شخص نے اپنے وعدہ کے مطابق اس کی میت کو ریاض پہنچا دیا جہاں اسے دفن کر دیا گیا۔

اس کے گھر میں رشتہ دار تعزیت کے لیے آتے رہے۔ چند ایام گزرنے کے بعد جس شخص کو خواب میں عمرہ کروانے کا حکم دیا گیا تھا اس نے فوت ہونے والے کی بیوہ کو فون کیا۔ تعزیت کے بعد اس نے کہا: میں جاننا چاہتا ہوں کہ تمہارے خاوند کی کونسی ایسی نیکی تھی کہ اس کا انجام اس قدر عمدہ ہوا۔ اسے حرم کعبہ میں سجدہ کی حالت میں موت آئی۔ اس موت پر تو صلحاء اور متقین رشک کرتے ہیں اور

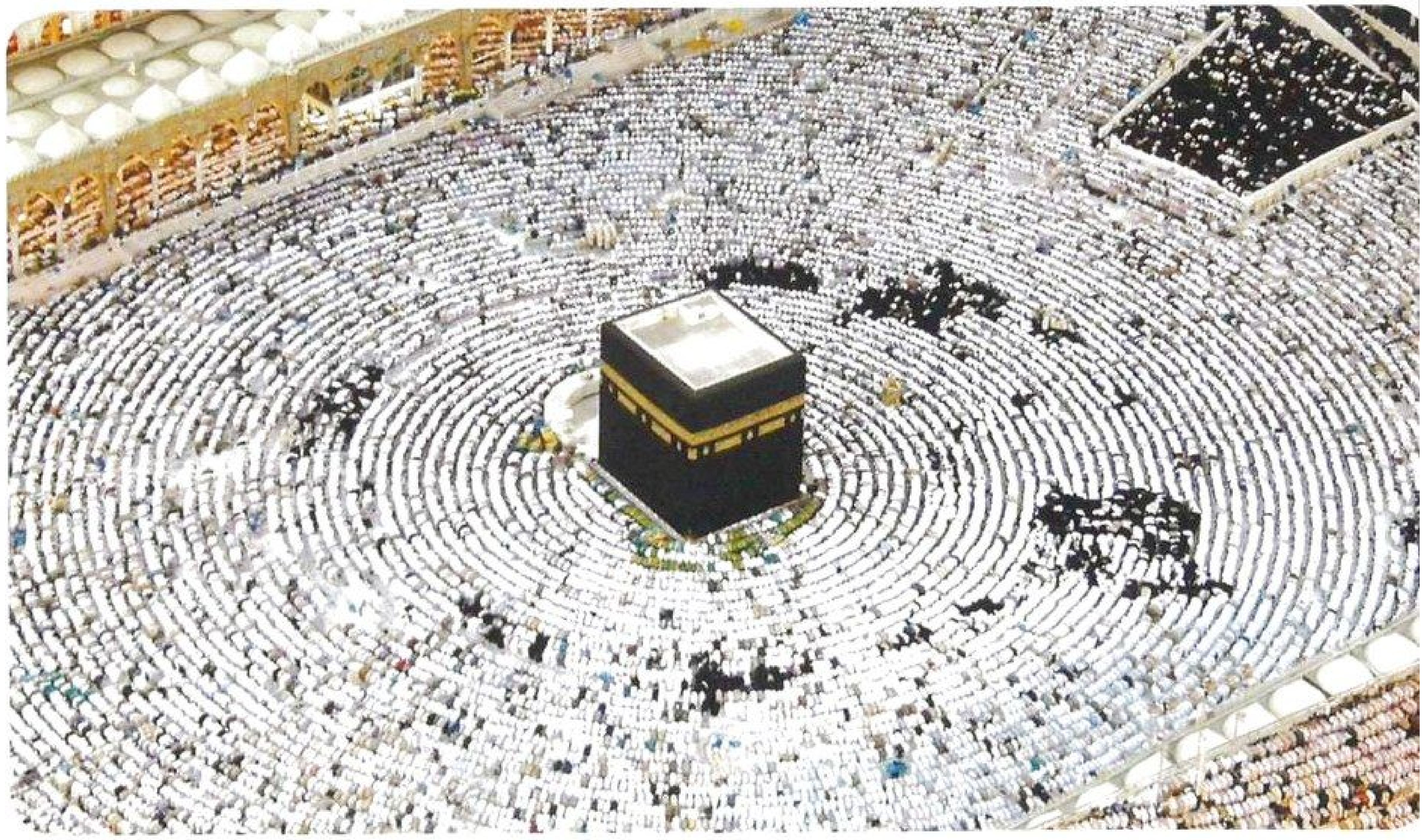

ایسی موت کی تمنا کرتے ہیں۔

بیوہ نے کہا: بھائی تم درست کہتے ہو میرا خاوند کوئی اچھا آدمی نہ تھا۔ اس نے ایک لمبی مدت سے نماز اور روزہ چھوڑ رکھا تھا۔ وہ شراب کا رسیا تھا اکثر و بیشتر شراب کی بوتل اس کے بستر پر ہوتی تھی۔ وہ رات کو شراب پی کر سوتا تھا۔ اور جہاں بھی جاتا اس کی کوشش ہوتی کہ اسے چھوڑ کر نہ جائے۔ میں اس کی کوئی خاص خوبی بیان نہیں کر سکتی۔ ہاں ایک خوبی جو اس میں تھی وہ یہ تھی کہ ہمارے ہمسایہ میں ایک نہایت فقیر بیوہ رہتی ہے۔ جس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ میرا خاوند روزانہ رات کو بازار جاتا تو جہاں وہ اپنے بچوں کے لیے کھانا خریدتا وہیں اس بیوہ اور اس کے یتیم بچوں کے لیے بھی کھانا لے آتا اور اس کے دروازے پر کھانا رکھ کر اسے آواز دیتا کہ میں نے کھانا باہر رکھ دیا ہے، اسے اٹھا لو۔

یہ بیوہ عورت کھانا اٹھاتی اور ساتھ ہی میرے خاوند کے لیے دعا کرتی:

'اللَّهُ يُحْسِنُ خَاتِمَتَكَ'

''اللہ تمہارا خاتمہ بخیر کرے''۔

قارئین کرام! اس طرح اس بیوہ کی دعا اللہ تعالی نے قبول فرمالی۔ یہ اس بیوہ کی دعا کا نتیجہ تھا کہ اس شرابی کا اتنے عمدہ طریقے پر خاتمہ ہوا کہ اس پر ہر مسلمان کو رشک آتا ہے۔

قارئین کرام! اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

'صَنَائِعُ الْمَعْرُوفِ تَقِي مَصَارِعَ السُّوءِ'

''بھلائی کے کام آدمی کو بری موت سے بچاتے ہیں''۔

موقع منتديات محمد غانم۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

103- ایک عیسائی طبیب کا قبولِ اسلام

عراقی شہر بغداد کے قرب و جوار میں ایک عالم دین اپنے چالیس شاگردوں کے ہمراہ مقیم تھے۔ وہ ان کو دین کی تعلیم دیتے تھے۔ ذریعہ آمدنی کوئی خاص نہ تھا۔ بس لوگوں کے عطیات تھے جن پر گزر بسر ہوتا تھا۔ اگر کھانے کو کوئی چیز مل جاتی تو ''الحمد للہ'' ورنہ فاقہ کر لیا اور صبر وشکر کر کے بیٹھ گئے۔ کچھ وقت گزرا علاقے میں قحط کی صورت پیدا ہوگئی۔ آہستہ آہستہ لوگوں نے عطیات دینے بند کر دیے۔ اور ان پر بھی فاقوں کا دور شروع ہو گیا۔

اس عالم دین نے اپنے شاگردوں سے کہا: ہمارے پاس کھانے پینے کی تمام اشیاء ختم ہوگئی ہیں۔ اسلام نے ہاتھ پر ہاتھ دھرے رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ چلو اٹھو اور اس بستی کو چھوڑ دو۔ کسی ایسی جگہ چلتے ہیں جہاں کچھ کھانے کو مل جائے۔ اللہ تعالی نے بھی اپنی مقدس کتاب میں حکم دیا ہے:

﴿فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ﴾

''تم اس کی راہوں میں چلتے پھرتے رہو اور اللہ کی روزیاں کھاؤ''۔ الملك 67: 15۔

میں اس بات کو پسند کروں گا کہ تم میں سب سے پہلے میری اس بات پر کوئی شاگرد لبیک کہے اور کسی دوسری بستی میں چلا جائے۔ وہ اپنے لیے اور اپنے ساتھیوں کے لیے کچھ خورونوش کا سامان لے کر آئے۔ ان میں سے ایک شاگرد بغداد کی جانب روانہ ہو گیا۔ اس کے نواحی محلے میں پہنچا تو اسے

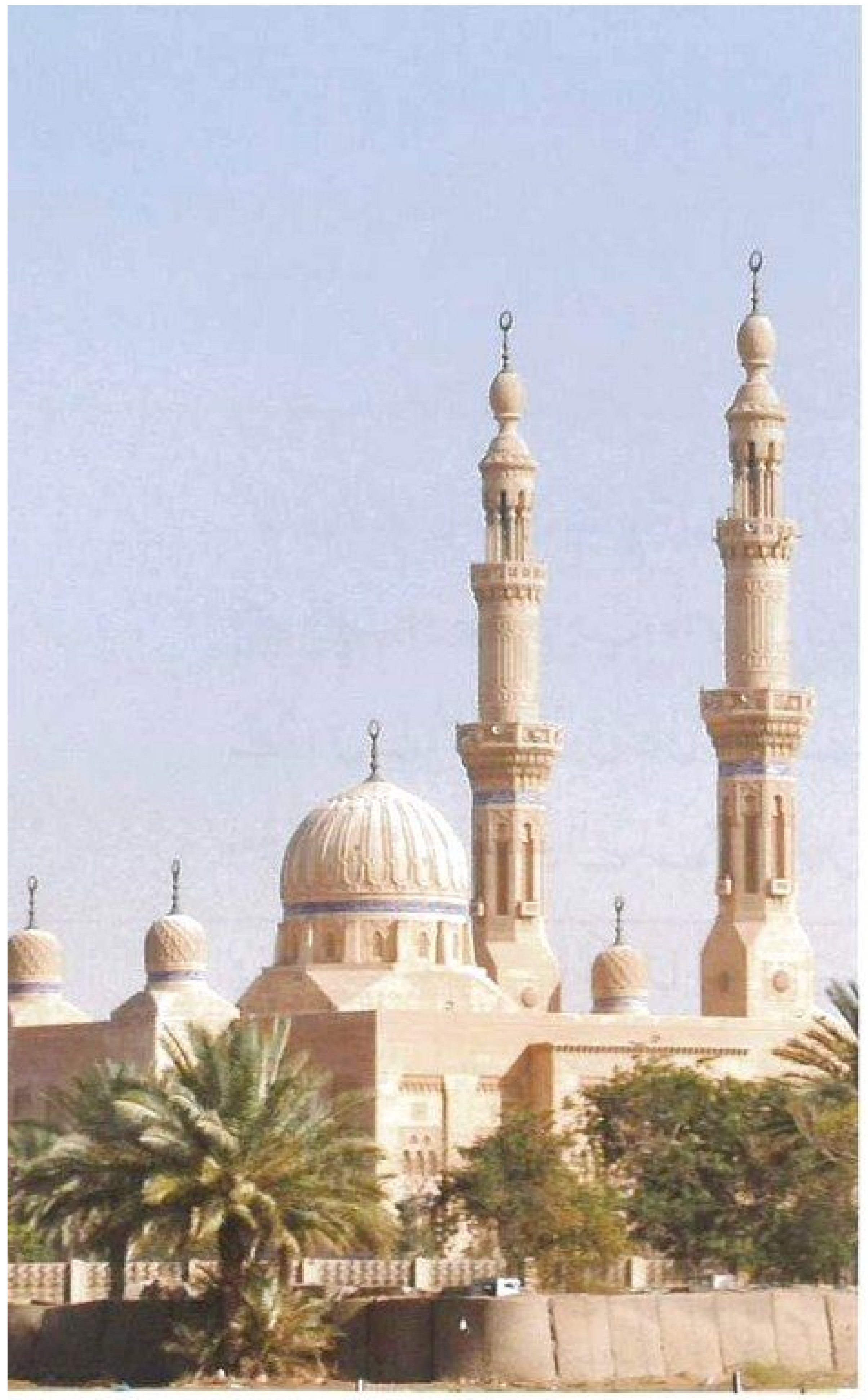

بغداد کی ایک مسجد کا خوبصورت منظر

بھوک نے خوب ستایا۔ مارے نقاہت سے اس سے چلا بھی نہ جا رہا تھا۔ اس کی غیرت اسے مانگنے سے بھی روک رہی تھی اسے کوئی ایسا شخص بھی نظر نہ آیا جس سے سوال کر سکے۔ وہ پریشان حال جا رہا تھا کہ اسے ایک عیسائی طبیب کی دکان نظر آئی۔ دکان پر مریضوں کی خاصی بھیڑ تھی؛ عیسائی طبیب لوگوں کی بیماریوں کا علاج کر رہا تھا۔ یہ شاگرد بھی اس دوکان میں داخل ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد طبیب کی نظر اس پر پڑی تو اس نے پوچھا: تمہیں کیا مرض لاحق ہے؟

اس نے لاچارگی کے عالم میں نبض دکھانے کے لیے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھا دیا۔ طبیب نے اس کی نبض کو ٹٹولا اور مسکرا کر کہنے لگا: میں نے تمہاری بیماری معلوم کر لی ہے۔ مجھے اس کا علاج بھی معلوم ہے۔ اس نے اپنے ملازم کو آواز دی کہ فوراً بازار جاؤ، کچھ روٹیاں، بھنا ہوا گوشت اور حلوہ لے آؤ۔

اس نوجوان نے عیسائی طبیب سے کہا: جناب یہ بیماری صرف مجھے ہی نہیں بلکہ چالیس اور آدمیوں کو بھی ہے۔

طبیب نے اپنے ملازم کو آواز دی کہ چالیس افراد کے لیے کھانا لے آؤ۔ ملازم کھانا لینے کے لیے روانہ ہو گیا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ چالیس افراد کے لیے کھانا لے آیا۔ اس مسیحی طبیب نے اس نوجوان سے کہا: میرے ایک ملازم کو اپنے ہمراہ لو اور یہ کھانا اپنے ساتھیوں کے پاس فی الفور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لے جاؤ۔

جب وہ کھانا لے کر چلے گئے تو اس عیسائی طبیب کے دل میں خیال آیا: مجھے معلوم تو کرنا چاہیے کہ اس نوجوان نے اپنے چالیس ساتھیوں کے متعلق سچ بولا ہے یا جھوٹ۔ چنانچہ وہ بھی ان کے پیچھے پیچھے روانہ ہوگیا۔ جب وہ اس جگہ پہنچے جہاں اس کے ساتھی اپنے استاذ سمیت ٹھہرے ہوئے تھے تو اس نے انہیں خوشخبری سنائی: تمہارے لیے کھانا آ گیا ہے۔ اٹھو مل کر کھاتے ہیں۔ اس نے فورا دستر خوان لگایا۔ بھوک سے سب کا برا حال تھا۔ ان کے استاذ نے کھانے سے ہاتھ روک لیا اور پوچھا: پہلے بتاؤ کہ یہ کھانا کہاں سے اور کیسے لائے ہو؟
عیسائی طبیب بھی دروازے کے پاس کھڑا ان کی گفتگو سن رہا تھا۔

نوجوان نے اپنے استاذ کو تفصیل سے بتایا کہ یہ کھانا عیسائی طبیب نے بھجوایا ہے۔ ان کے استاد نے شاگردوں سے کہا: کیا تمہیں یہ بات اچھی لگی کہ تم اس عیسائی طبیب کا کھانا بغیر کوئی معاوضہ دیے کھالو؟ شاگردوں نے پوچھا: اس کا معاوضہ کیا ہوسکتا ہے اور ہمارے پاس دینے کو ہے کیا؟ آؤ کھانے سے پہلے اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ جس شخص نے ہمیں کھانا کھلایا ہے اللہ اسے جہنم سے نجات دے دے، استاذ نے کہا۔ استاذ سمیت تمام شاگردوں نے اپنے ہاتھ بارگاہ الٰہی میں اٹھا دیے وہ انتہائی خشوع وخضوع سے رو رو کر اس شخص کے مسلمان ہونے کی دعا کر رہے تھے۔ ادھر وہ عیسائی طبیب ان کی دعا سن رہا تھا۔ جب اس نے دیکھا یہ لوگ سخت بھوکے پیاسے ہونے کے باوجود میرے لیے دعاؤں میں مصروف ہیں تو اس پر رقت طاری ہوگئی۔ اس نے دروازے پر دستک دی اور بولا: دروازہ کھولیے، جب دروازہ کھلا تو اس نے اندر داخل ہو کر اپنی زنار کو اتار دیا اور کہنے لگا:

’أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ‘

104- دق وسل کے مریضوں میں تو پھر بھی جان ہوتی ہے

قارئین کرام! راقم الحروف کے بچپن کی حسین اور سنہری یادوں میں والد محترم کا خوبصورت اور پرترنم آواز سے اشعار پڑھنا بھی شامل ہے۔

جو اشعار میرے حافظہ میں محفوظ رہ گئے ہیں وہ کچھ اس طرح ہیں۔

تجھے قدرت ہے مولا ایک پل میں کیا سے کیا کردے
زمین کو آسماں کردے ثریا کو ثراء کردے
دق وسل کے مریضوں میں تو پھر بھی جان ہوتی ہے
جو چاہے تو تو مُردوں کو بھی جیتا جاگتا کردے

میں اس وقت بہت چھوٹا تھا دق وسل کے مفہوم اور معنی سے بھی ناآشنا تھا۔ جب بڑا ہوا تو معلوم ہوا کہ ٹی بی کے مرض کو دق وسل کہا جاتا ہے۔ پرانے زمانے میں یہ بیماری تقریبا لاعلاج ہوتی تھی۔ اسے عرف عام میں بڑی بیماری کہا اور سمجھا جاتا تھا۔ جسے یہ بیماری لگ جاتی تو اس کا انجام موت ہی ہوتا تھا۔

اوپر کے اشعار پر ذرا غور کریں، کس دردناک طریقے سے کہے گئے ہیں۔ میں نے ایک دن والد محترم سے پوچھا: ابا جان! ان اشعار کا مفہوم کیا ہے؟

انہوں نے بتایا: ایک شخص کو اپنی بیوی سے شدید محبت تھی۔ اللہ تعالی کی مرضی ہوئی کہ اس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیوی کو دق وسل یعنی ٹی بی کی بیماری لگ گئی۔ اس نے اپنی بیوی کا علاج کرنے میں ساری کوششیں کر ڈالیں، مگر بیماری بڑھتی ہی چلی گئی۔ ایک دن ایسا بھی آیا جب ڈاکٹروں نے اسے لاعلاج قرار دے دیا۔

مایوسی کے اس عالم میں اس نے اپنے رب کو پکارنا شروع کیا اور نہایت دردناک آواز میں اپنے رب کی تحمید وتمجید بیان کی۔ پھر ان اشعار میں اپنے رب سے دعا کی۔

دق وسل کے مریضوں میں تو پھر بھی جان ہوتی ہے
جو چاہے تو تو مردوں کو بھی جیتا جاگتا کردے

اللہ تعالی نے اس کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور اس کی بیوی کو اپنے فضل وکرم سے شفا عطا فرما دی۔

مؤلف کی ڈائری سے۔

105- دعائے استسقا کی برکت

رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ یہ دعا کی تھی کہ اللہ تعالی ان کے مال واولاد میں برکت عطا فرمائے۔ چنانچہ آپ ﷺ کی دعا کے باعث وہ بہت مالدار ہوگئے تھے۔ ایک مرتبہ ان کی زمینوں کا نگران ان کے پاس آیا اور کہنے لگا: ہم بدترین قحط سالی کا شکار ہیں۔ زمین پانی کے لیے ترس گئی ہے۔ درخت مرجھا گئے ہیں۔ جانور انتہائی لاغر اور کمزور ہو رہے ہیں۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ یہ سن کر نماز استسقا کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ اپنے ساتھیوں کی معیت میں آبادی سے باہر نکل کر ایک کھلی جگہ پر پہنچ گئے۔ نماز پڑھی اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے۔ آپ نے دعا ختم نہیں کی تھی کہ موسلا دھار بارش برسنے لگی۔ جل تھل ایک ہو گئے۔ پیاسی زمینیں اور جانور سیراب ہو گئے۔

دلائل النبوة للبيهقي: 148/6.

106- نومولود بچے کی گواہی

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’لَمْ يَتَكَلَّمْ فِي الْمَهْدِ إِلَّا ثَلَاثَةٌ‘

’’پوری تاریخ انسانی میں صرف تین بچوں نے گہوارے میں گفتگو کی ہے۔‘‘

ان تین بچوں میں سے ایک تو عیسی علیہ السلام ہیں اور دوسرے کا قصہ آگے آرہا ہے جبکہ تیسرا جریج کی گواہی دینے والا بچہ ہے۔ اس قصے کی تفصیل یہ ہے کہ جُریج بنو اسرائیل میں ایک عابد وزاہد اور شب زندہ دار عالم تھے۔ انہوں نے عبادت کے لیے آبادی سے باہر ایک جھونپڑی نما گرجا گھر بنا لیا تھا۔

ایک دن وہ عبادت میں مشغول تھے، ان کی والدہ ایک لمبی مسافت طے کر کے ان سے ملنے آئیں اور آواز دی: اے جُریج! جُریج نے اپنے دل میں کہا: اے اللہ! میری ماں پکار رہی ہے اور میں اس وقت نماز میں مشغول ہوں۔ ماں کو جواب دوں یا نماز میں مشغول رہوں؟ بہر حال وہ اپنی صوابدید کے مطابق نماز پڑھتے رہے اور ماں کی پکار کا جواب نہیں دیا۔ ماں واپس چلی گئی۔ دوسرے دن پھر وہ آئی، اس وقت بھی جُریج نماز پڑھ رہے تھے۔ ماں نے آواز دی: اے جُریج!...... جریج نے اپنے دل میں کہا: اے اللہ! میں تیری عبادت میں مشغول ہوں۔ ادھر میری ماں مجھے پکار رہی ہے...... میں کیا کروں؟ بہر حال اِس کشمکش کے باوجود وہ نماز میں مشغول رہے۔ ماں واپس چلی آئی۔ تیسرے دن پھر آئی، اس دن بھی جُریج عبادت میں مشغول تھے۔ ماں نے آواز دی: بیٹا جُریج! جُریج نے دل ہی دل میں کہا: اے میرے پروردگار! میری ماں اور میری نماز!...... اور وہ چپ چاپ حسب معمول نماز ہی پڑھتے رہے۔ ماں کی صدا کا جواب نہیں دیا۔ ماں کے منہ سے بددعا نکل گئی:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’اَللّٰھُمَّ! لَاتُمِتْهُ حَتّٰی یَنْظُرَ إِلٰی وُجُوهِ الْمُومِسَاتِ‘

”اے اللہ! اسے اس وقت تک موت نہ آئے جب تک یہ بدکار عورتوں کے منہ نہ دیکھ لے۔“

جُریج کی ماں بددعا کر کے واپس چلی گئی۔ بنو اسرائیل میں جُریج کے بارے میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ وہ جُریج کی عبادت پر حسد کرنے لگے ...... انہوں نے خود تو جریج کی بلندی تک پہنچنے کی کوشش نہ کی ......البتہ ان کی خواہش تھی کہ وہ جریج کو اپنی پستی تک اُتار لائیں تا کہ وہ بھی ان ہی کی طرح فسق وفجور اور فحاشی و بدکاری میں مبتلا ہو جائے۔

بنو اسرائیل نے حدودِ الٰہی پامال کر کے پردے کی اہمیت کو فراموش کر دیا تھا، لہٰذا عورتوں اور مردوں کا باہم اختلاط شروع ہو گیا۔ مردوں کی مجلسوں میں عورتیں بناؤ سنگار کر کے شریک ہونے لگیں اور مرد بھی عورتوں سے لطف اندوز ہونے لگے۔ اِس وجہ سے ان میں زنا کاری و بدکاری اور سرکشی وطغیانی کی وبا پھیل گئی۔

جُریج کی ماں کی بددعا کے بعد بنو اسرائیل ان کی پاکیزہ زندگی کو داغدار کرنے کی منصوبہ سازی کرنے لگے۔ ان لوگوں کی بستی میں ایک بدکار عورت رہتی تھی۔ وہ نہایت خوبصورت تھی۔ لوگ خوبصورتی میں اس کی مثال دیا کرتے تھے۔ اس نے بنی اسرائیل سے کہا: اگر تم چاہو تو میں جُریج کو اپنے دامِ فریب میں پھانس لوں؟ انہوں نے کہا: ٹھیک ہے، یہ بڑی اچھی ترکیب ہے۔

اُس فاحشہ نے خوب بناؤ سنگار کیا۔ جریج کی خدمت میں پہنچی اور اُن پر ڈورے ڈالنے لگی۔ لیکن انہوں نے اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا۔ اب فاحشہ نے ایک اور چال چلی، وہ ایک چرواہے کے پاس گئی جو جُریج کی جھونپڑی کے پاس رہتا تھا۔ اس چرواہے نے اس فاحشہ کے ساتھ بدکاری کی تو وہ حاملہ ہو گئی۔ جب بچہ پیدا ہوا تو اس نے یہ کہنا شروع کر دیا: یہ بچہ جُریج کا ہے۔

بنو اسرائیل جُریج کو رُسوا کرنے کی تاک میں تھے، یہ خبر سنتے ہی وہ جریج پر چڑھ دوڑے،

انہیں عبادت گاہ سے باہر گھسیٹا، اسے ڈھا دیا اور انہیں بری طرح زدوکوب کرنے لگے۔

جُریج نے پوچھا: وجہ کیا ہے، تم لوگ آخر کیوں مجھے مار رہے ہو؟

یہودیوں نے کہا: تم نے اس بدکار عورت سے منہ کالا کیا ہے۔ یہ بچہ تمہارے اس گناہ کا نتیجہ ہے۔

جُریج نے کہا: ٹھیرو!......اس بچے کو میرے پاس لاؤ۔

لوگ اس بچے کو ان کے پاس لے آئے۔

جُریج نے کہا: مجھے نماز پڑھ لینے دو۔

وہ نماز پڑھ کر بچے کے پاس آئے اور اس کا پیٹ دبا کر پوچھا:

بتا اے بچے! تیرا باپ کون ہے؟

اللہ کی قدرت سے وہ شیر خوار بچہ بول اٹھا: میرا باپ فلاں چرواہا ہے۔

بچے کی گفتگو سنتے ہی لوگ سخت نادم و پریشاں ہوئے اور جریج کو بوسہ دینے اور بطور تبرک چھونے لگے۔

لوگوں نے کہا: ہم آپ کی عبادت گاہ سونے کی بنا دیں گے۔

جُریج نے کہا: نہیں! بلکہ مٹی سے ویسی ہی بنا دو جیسی یہ پہلے تھی۔

لوگوں نے جُریج کی جھونپڑی پہلے ہی کی طرح بنا دی۔

صحیح مسلم، حدیث: 2550۔

قارئین کرام! اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ نیک عبادت گزار آدمی کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں۔ یہ بھی پتہ چلا کہ آدمی جتنا بھی عبادت گزار ہو مگر والدین کو راضی رکھنا بے حد ضروری ہے کیونکہ ان کی بددعا اپنا اثر ضرور دکھاتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

107- مسافر کی دعا قبول ہوگئی

دعاؤں کی قبولیت کے حوالے سے راقم کی زندگی میں متعدد ایسے واقعات ہیں کہ ادھر اللہ سے دعا کی اور اسے فوراً ہی بارگاہ الٰہی میں شرفِ قبولیت حاصل ہوا۔ مجھے یقین ہے کہ اس مضمون کے قارئین کے ساتھ بھی زندگی میں بہت سارے مواقع ایسے آئے ہوں گے کہ ان کی دعا فوراً قبول ہوئی ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے ان کے رنج وغم دور کر دیے ہوں گے۔

حدیث شریف کے مطابق مسافر کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔اس واقعہ کو آج کم وبیش تیرہ، چودہ سال گزر چکے ہیں یعنی 1997، 1998 کی بات ہے کہ دارالسلام نے ایک عظیم کارنامہ سر انجام دیا۔علمائے کرام کی ایک ٹیم نے مولانا ابوالاشبال ساکن مکہ مکرمہ، کی قیادت میں تفسیر ابن کثیر کا اختصار کیا۔جس پر مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری نے نظر ثانی کی تھی۔اس تفسیر کو ایک جلد میں شائع کرنا تھا۔فیصلہ ہوا کہ اسے اٹلی سے شائع کیا جائے گا۔ یہ دور ایسا تھا کہ جب دارالسلام بے حد ترقی کر رہا تھا۔میں کم وبیش ہر دوسرے تیسرے مہینے اٹلی جاتا وہاں کاموں کو سپروائز کرتا۔چار پانچ دن قیام ہوتا اور بہت سارے کاموں کو آگے بڑھا کر واپس آجاتا۔اٹلی والوں کے لیے عربی کتابوں کو شائع کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔لیگو پرنٹنگ پریس کا مینجر مسٹر ''مارو'' میرے ساتھ بڑی عزت اور احترام سے پیش آتا۔میں جو بھی کام لیکر جاتا اسے بڑی اہمیت دیتا اور اسے بہت جلد پرنٹ کر دیتا۔اب آپ اسے حد سے زیادہ اعتماد کہہ لیں کہ میں نے اٹلی جانے سے پہلے ''مارو'' کو نئے منصوبے سے آگاہ نہ کیا کہ ہمیں ریاض میں گورنمنٹ کے ایک ادارے سے اس تفسیر کا تین ہزار نسخوں کا آڈر مل گیا

تھا اور ان کی شرط تھی کہ صرف دو ماہ کے اندر اسے شائع کر کے مہیا کرنا ہے۔عام حالات میں تو یہ معمولی بات تھی۔اٹلی والوں کے ذریعے یہ تفسیر دو دن کے اندر چھپ جانا تھی۔میں نے بیروت سے فلمیں بنوائیں اور اٹلی جا پہنچا۔مارو کو جب میں نے اس نئے منصوبے اور ٹائم فریم کے بارے میں بتایا تو اس نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا: مسٹر مجاہد سوری! ان دنوں ہم نہایت مصروف ہیں۔ ہمارے پاس بہت سے ضروری اور فوری نوعیت کے کام ہیں۔ہم اس وقت کوئی نیا کام اول تو قبول نہیں کریں گے اور اگر کرلیا تو کئی ماہ بعد ہی دے سکیں گے۔میرے لیے یہ بالکل انوکھی اور پریشان کن بات تھی۔ میں اس صورت حال پر بہت سٹپٹایا۔میں نے اسے بڑا سمجھایا کہ اگر ہم نے وقت مقررہ پر کتاب سپلائی نہ کی تو ہمیں جرمانہ ادا کرنا پڑے گا اور ادارے کی ساکھ بھی متاثر ہوگی، مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوا اور کہنے لگا: سوری سر...... میں مجبور ہوں۔

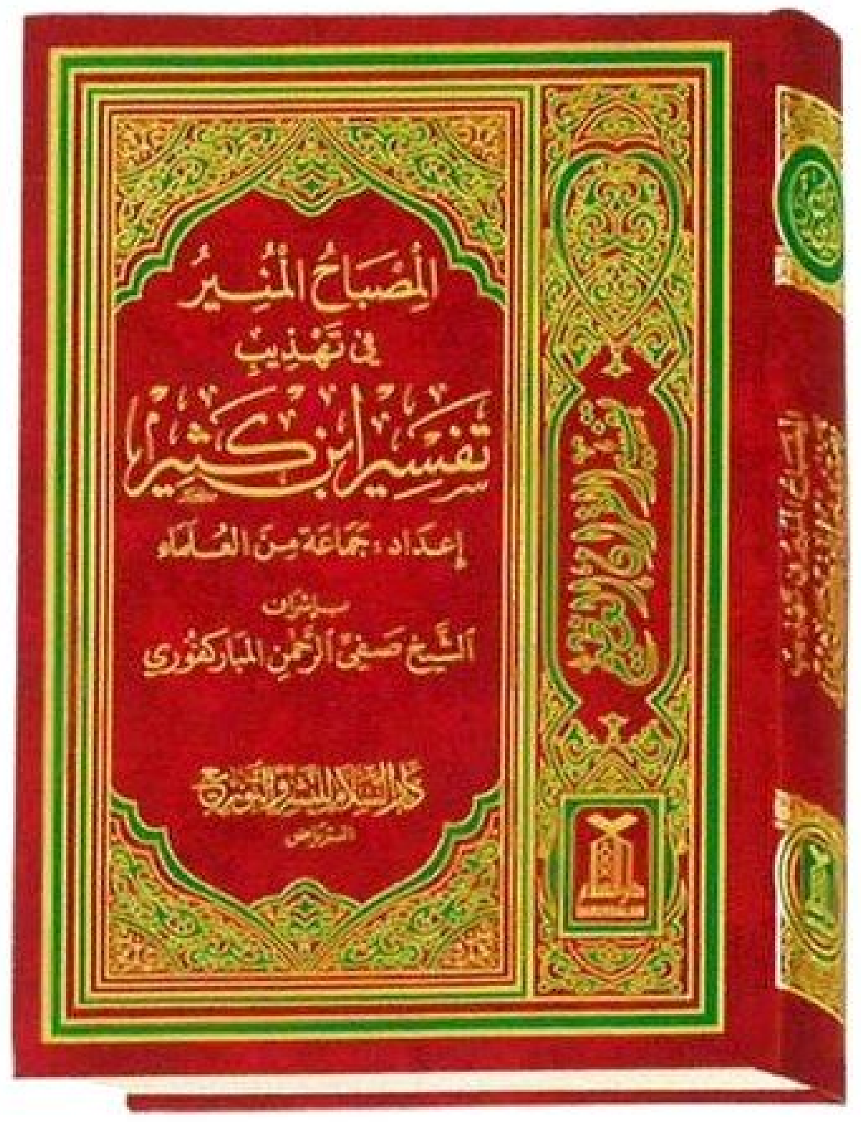

اگلی رات میرے لیے بہت مشکل تھی۔ میں اس خلاف توقع تعطل پر خاصا دل گرفتہ تھا۔ پھر میں نے ایک فیصلہ کیا۔ میں نے اس بارگاہ میں اپنی درخواست پیش کرنے کا فیصلہ کیا جہاں ساری دنیا کے کاموں کے فیصلے کیے جاتے ہیں۔رات کو اپنے رب کے حضور کھڑے ہو کر دعائیں کیں، میں نے اپنے رب سے گزارش کی: اے اللہ آپ جانتے ہیں کہ میں مسافر ہوں اور مسافر کی دعا آپ قبول فرماتے ہیں۔اللہ! کوئی ایسی صورت بن جائے کہ تفسیر اپنے وقت پر چھپ جائے۔دعاؤں کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ میری اس پریشانی میں مسٹر ''مارو'' بھی شریک تھا۔وہ میرے ساتھ مکمل تعاون کا خواہاں تھا۔میں نے اس سے پوچھا: کوئی ایسا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شخص بھی ہے جو اس سلسلے میری مدد کر سکے؟ پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہنے لگا: ہاں ایک شخص ہے اور اس کا نام ہے ''اولو واٹو'' یہ اس کمپنی کا مالک ہے اور یہی شخص شیڈول میں تبدیلی کا مجاز ہے۔ میری اس سے ایک مرتبہ پہلے بھی ملاقات ہو چکی تھی۔ یہ شخص سال میں دو یا تین مرتبہ پرنٹنگ پریس میں آتا تھا۔ اس کا اپنا ہوائی جہاز تھا خود ہی پائلٹ تھا۔ کتنی ہی کمپنیوں کا مالک تھا۔ میں نے پوچھا: وہ کب آئے گا؟ اس کا کوئی پروگرام ہمارے علم میں نہیں ہوتا۔ نہ ہی ہم اس سے پوچھ سکتے ہیں مارو نے کہا۔ اس پریس میں ہمارے کتنے ہی کام ان دنوں ہو رہے تھے۔ میں صبح سے شام تک پریس میں رہتا اور پروف چیک کر کے ان کی منظوری دیتا رہتا۔ میرا قیام ابھی دو دن باقی تھا۔ مارو مجھے صبح سویرے میرے ہوٹل سے لے لیتا تھا۔ اگلے روز صبح سویرے آیا تو مجھے کہنے لگا: مسٹر مجاہد تمہارے لیے میرے پاس ایک سرپرائز نیوز ہے۔ وہ کیا؟ مسٹر ''اولو واٹو'' آج ہمارے ہاں آرہا ہے۔ اس نے کمپنی کے ڈائریکٹر کے ساتھ میٹنگ کرنی ہے۔ میں خوشی سے اچھل پڑا، تو پھر ملاقات کی کوئی صورت؟ اس نے معذرت کر لی کہ میں کوئی وعدہ نہیں کر سکتا تاہم کوشش کریں گے کہ کسی صورت ملاقات ہو جائے۔ وہ چند گھنٹوں کے لیے آرہا ہے۔ اس کا شیڈول بڑا ہی مصروفیت والا ہے۔ میں نے کہا: کوئی بات نہیں، جب اللہ اسے لے آیا ہے تو ملاقات بھی ہو ہی جائے گی۔

قارئین کرام! میرے رب نے میری دعا قبول کر لی تھی۔ وہ لمبی کہانی ہے کہ اس سے ملاقات کیسے ہوئی اور کیا گفتگو ہوئی اس کی تفصیل میں اپنی کتاب سنہری یادوں میں ذکر کر رہا ہوں ۔

اتنی بات ضرور ہے کہ ہم نے کھڑے کھڑے ایک لمبی میٹنگ کی۔ اس نے مسٹر مارو کو بلوایا اور کہنے لگا: مسٹر مجاہد ہمارے لیے اہم کسٹمر ہے ہم اسے نظر انداز نہیں کر سکتے۔ تم اپنے شیڈول میں جیسے بھی ہو تبدیلی کرو اور اس کا کام پہلے کر دو۔ مارو پہلے ہی یہی چاہتا تھا۔ اس طرح الحمد للہ ہماری تفسیر وقتِ مقررہ پر ''ریاض'' پہنچ گئی۔

مؤلف کی ڈائری سے۔

108- سیدنا ابوہریرہ کی والدہ کے لیے دعا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میری والدہ مشرکہ تھیں۔ میں انہیں گاہے بگاہے اسلام کی دعوت دیا کرتا تھا جس پر وہ اکثر ناراضگی کا اظہار کیا کرتی تھیں۔

ایک روز میں نے انھیں اسلام کی دعوت دی تو وہ غصے میں آگئیں۔ رسول اللہ ﷺ کے متعلق کچھ نامناسب باتیں ان کے منہ سے نکل گئیں۔ مجھے نہایت رنج ہوا۔ میں روتا ہوا خدمت نبوی میں پہنچا۔ عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! والدہ کو اسلام کی دعوت دیتا رہتا ہوں، مگر وہ ہمیشہ انکار کیا کرتی ہیں۔ آج میں نے ان کو اسلام کی دعوت دی تو غصے میں آکر انہوں نے آپ کے متعلق ایسی باتیں کہہ ڈالیں جن پر مجھے شدید رنج ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ وہ میری والدہ کو ہدایت عطا فرمائے۔

اس پر رسول اللہ ﷺ نے بڑی فیاضی اور خندہ پیشانی سے دعا فرمائی: ''اے اللہ! ابوہریرہ کی والدہ کو ہدایت عطا فرما۔''

والدہ کے حق میں رسول اللہ ﷺ کی دعا پا کر مجھے بے اندازہ خوشی ہوئی۔ میں گھر واپس آیا۔ دروازہ اندر سے بند تھا۔ والدہ نے میرے قدموں کی چاپ سن لی تھی۔ بولیں ابوہریرہ! ٹھہرو۔ ابھی دروازہ کھولتی ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتنے میں مجھے پانی کے چھینٹے پڑنے کی آواز آئی۔ والدہ نے جلدی جلدی غسل کر کے، کپڑے پہن کر، دوپٹہ لے کر دروازہ کھولا۔ دروازہ کھولتے ہوئے کہنے لگیں: ''ابو ہریرہ! میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔''

میں الٹے پاؤں خدمت نبوی میں حاضر ہوا۔ اب کے مارے خوشی کے روتا جاتا تھا۔ عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بڑی خوشخبری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرما کر میری والدہ کو ہدایت عطا فرما دی ہے۔

قرآنی دعا

رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿65﴾ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ﴿65﴾

الفرقان

رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور بھلائی کی دعا دی۔ عرض کیا: یارسول اللہ! ایک دعا اور کر دیجیے۔ یہ دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور میری والدہ کو مسلمانوں کا اور مسلمانوں کو ہمارا محبوب بنا دے۔ آپ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! اپنے اس بندے ابو ہریرہ کو اور اس کی والدہ کو مسلمانوں کا محبوب بنا دے اور مسلمانوں کو ان کا محبوب بنا دے۔''

چنانچہ دعائے رسول ﷺ کی برکت سے جو بھی مسلمان میرے متعلق سنتا ہے یا مجھے دیکھتا ہے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔

صحیح مسلم، حدیث:2491.

109- مہمان نوازی کا صلہ

محترم قارئین! جب کسی کا عزیز، رشتہ دار، دوست یا پڑوسی فوت ہو جائے تو ہم بڑے اہتمام سے اس کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ جنازہ کیا ہے؟ سادہ الفاظ میں اس کا معنی اور مفہوم یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے فوت شدہ آدمی کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے رحمت اور جنت میں داخلہ کی دعا مانگتے ہیں۔ آیئے نماز جنازہ اور اس میں دعا کے حوالے سے اس انوکھے مگر نہایت مؤثر واقعہ کو پڑھتے ہیں۔

سعودی عرب کے جنوب میں ابہا ایک پہاڑی علاقہ ہے۔ سروات کا پہاڑی سلسلہ دور دور تک پھیلا ہوا ہے۔ اس علاقے میں درجنوں چھوٹی چھوٹی بستیاں ہیں جن میں نہایت سادہ دل بدو آباد ہیں۔ اسی علاقہ میں ایک بدو کا انتقال ہو گیا۔ لوگوں نے اس کی نماز جنازہ ادا کی اور اسے قبرستان میں دفن کر دیا۔ فوت شدہ شخص کے محلّہ کے امام مسجد یا اس کے ہمسائے کو خواب آیا کہ وہ جنت میں ہے اور اس کے انعامات واکرامات سے فیض یاب ہو رہا ہے۔ یہ شخص کوئی بہت زیادہ متقی اور پرہیزگار نہ تھا۔ عام سا سیدھا سادہ مسلمان تھا۔ خواب دیکھنے والے کو اس کے جنتی ہونے پر بڑا تعجب ہوا کہ یہ تو اتنا زیادہ نیک اور متقی شخص نہ تھا۔ خواب دیکھنے والے نے اس سے پوچھا: تم جنت میں کیسے پہنچ گئے؟ جبکہ تم تو عام سے مسلمان تھے۔ اس فوت شدہ شخص نے جواب دیا: اللہ کے فضل وکرم کے بعد ہمارے محلّہ کے فلاں شخص کی دعا کی وجہ سے جنت میں گیا ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابہا کا خوبصورت فضائی منظر

جس شخص نے خواب دیکھا تھا جب وہ نیند سے بیدار ہوا تو اسے خواب اچھی طرح یاد تھا۔ کہ اس کے محلے کے فلاں شخص کی دعا کی بدولت یہ آدمی جنت میں چلا گیا ہے۔

خواب دیکھنے والے نے اس کے گھر کی راہ لی۔ جا کر کہنے لگا: آپ کو یاد ہوگا کہ ہمارا فلاں محلے دار کچھ دن پہلے وفات پا گیا تھا۔ ہاں ہاں بالکل یاد ہے۔ اس نے کہا۔

تو تم نے اس کا جنازہ پڑھا تھا؟

ہاں! بالکل پڑھا تھا۔

تو کیا تمہیں یہ بھی یاد ہے کہ تم نے اس کے لیے کون سی دعا کی تھی؟

جی ہاں! بالکل یاد ہے۔ میں نے اپنی دعا میں کہا تھا: اے اللہ تو جانتا ہے کہ ہم دیہات کے رہنے والے بدو لوگ ہیں۔ ہمارے ہاں مہمانوں سے بے حد عزت واحترام کا سلوک کیا جاتا ہے۔ ہم اپنے مہمان کے ساتھ اپنی حیثیت سے بڑھ کر حسن سلوک کرتے ہیں۔ اے اللہ! یہ شخص اب تیرے پاس مہمان بن کر آ رہا ہے۔ تو اپنے اس مہمان کے ساتھ اپنی شان کے مطابق سلوک کرنا۔

قارئین کرام! آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اللہ رب العزت اپنے بندوں پر کتنا مہربان اور شفیق ہے اور کس طرح اپنے بندوں کی دعاؤں اور التجاؤں کو سننے والا ہے۔

من صحيفة الوئام الإلكترونية.

110- اللہ کے رسول ﷺ کی صحابہ کرام کے لیے دعا

غزوہ حنین میں شکست کے بعد بنو ہوازن کا ایک گروہ اوطاس میں خیمہ زن ہوگیا۔ اس کی سرکوبی کے لیے اللہ کے رسول ﷺ نے ایک لشکر (عبید بن عامر) ابو عامر اشعری کی زیر امارت روانہ کیا۔ اس لشکر میں سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ لشکر کا مقابلہ درید بن صمہ سے ہوا جس میں وہ قتل ہوگیا اور اس کے لشکر کو شکستِ فاش ہوئی۔ مگر اس دوران قبیلہ بنو جشم کے ایک شخص نے ابو عامر کو تیر مارا جوان کے گھٹنے میں پیوست ہوگیا۔ ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ابو عامر کے قریب آیا اور پوچھا: چچا آپ کو کس نے تیر مارا ہے؟ انہوں نے اپنے قاتل کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ وہ رہا شخص، جس نے مجھے تیر مارا ہے۔ ابوموسی رضی اللہ عنہ اس کی طرف بڑھے تو وہ بھاگ کھڑا ہوا۔ ابوموسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اسے للکارا اور کہا: تمہیں شرم نہیں آتی تم ثابت قدم ہو کر کیوں نہیں لڑتے؟ میرے شرم اور عار دلانے سے وہ رک گیا اور ہمارا آپس میں مقابلہ ہوا۔ ہم نے ایک دوسرے پر تلوار کا وار کیا اور میں نے اسے تہ تیغ کر دیا۔ اسے قتل کرنے کے بعد میں ابو عامر کے پاس آیا اور کہا: اللہ نے آپ کے قاتل کو قتل کروا دیا ہے۔

ابو عامر نے کہا: میرے گھٹنے سے تیر نکالو۔ جب میں نے تیر نکالا تو خون کی بجائے سفید پانی نکلا۔ ابو عامر مجھے کہنے لگے: بھتیجے! میری طرف سے اللہ کے رسول ﷺ کو سلام کہنا اور کہنا کہ میرے لیے دعائے مغفرت کریں۔ پھر ابو عامر نے مجھے لوگوں کا امیر مقرر کر دیا اور شہید ہو گئے۔ جب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ اپنے گھر میں بغیر بستر والی چارپائی پر دراز تھے۔ چارپائی کے نشانات آپ کی پشت مبارک اور پہلوؤں پر نظر آرہے تھے۔ میں اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ابو عامر کا قصہ اوران کا پیغام عرض کیا۔

قارئین کرام! ابو عامر اشعری کی خوش قسمتی کے کیا کہنے، رحمتِ دو عالم ﷺ نے وضو کے لیے پانی منگوایا آپ نے وضو کیا اور آسمانوں کی طرف اپنے ہاتھوں کو بلند فرمایا اور بارگاہ الٰہی میں عرض کیا:

'اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ'

''اے اللہ اسے قیامت کے روز اپنی بہت سی مخلوق پر فائق کر''۔

ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ رحمت کا دریا بہہ رہا ہے تو انہوں نے موقع غنیمت جانا کہ کیوں نہ وہ بھی اس موقع سے فائدہ اٹھالیں اور اپنے لیے دعا کی درخواست کریں۔

ابو موسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ میرے لیے بھی بخشش کی دعا فرمائیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے ساتھی کی درخواست کو شرفِ قبولیت بخشا اور دعا فرمائی:

'اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِاللَّهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ، وَأَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُدْخَلًا كَرِيمًا'

''اے اللہ! تو عبداللہ بن قیس کے گناہ بخش دے اور اسے قیامت کے دن بہشت اور عزت کی جگہ میں داخل فرما''۔

صحيح البخاري، حديث:4323۔

قارئین کرام! علمائے کرام نے اس واقعے سے یہ مسئلہ بھی اخذ کیا ہے کہ دعا کرنے سے پہلے اگر میسر ہو سکے تو وضو کر لیا جائے۔

111- گستاخ رسول کا انجام

رسول اللہ ﷺ نے توحید کی دعوت پیش کی تو ابولہب نے انتہا درجے کی دشمنی اور بدتمیزی کا مظاہرہ کیا۔ جب آپ قبائل کو دعوت دینے کے لیے تشریف لے جاتے تو ابولہب آپ کے پیچھے پیچھے چلتا، اس کے ہاتھ میں کنکریاں ہوتیں جو وہ آپ ﷺ کی ایڑیوں پر مارتا اور کہتا: لوگو! اس جھوٹے کی بات پر توجہ نہ دینا۔ جب آپ نے صفا پہاڑی پر کھڑے ہو کر 'يَا صَبَاحَاهُ'' ''ہائے صبح کا خطرہ'' کی ندا لگائی تو سب سے پہلے اسی بدبخت نے آپ ﷺ کی مخالفت کی۔ اس پر اللہ تعالی نے سورۃ اللھب نازل فرمائی۔

اس وقت صورت حال یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی دو بیٹیوں سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ابولہب کے دو بیٹوں عتبہ اور عتیبہ سے ہو چکا تھا مگر رخصتی نہ ہوئی تھی۔ یہ سورت نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے بیٹوں سے کہا: دیکھو محمد ﷺ نے ہمیں برا کہا ہے۔ ہم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے، ندامت سے ہمارے سر جھک گئے ہیں۔ اس نے بڑے غصے سے اپنے بیٹے عتبہ سے کہا: محمد کی بیٹی کو فوراً طلاق دے دو۔ اس نے کہا: ٹھیک ہے۔

پھر اس نے کہا: میں رقیہ کے باپ کے سامنے جا کر اس کے رب کے بارے میں ایسی بات کہوں گا کہ اس کو صدمہ پہنچے گا، چنانچہ عتبہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا میں 'وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ' کا انکار کرتا ہوں، بدتمیزی کی اور آپ ﷺ کی معصوم بیٹی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔ جب اس

محكم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے بدتمیزی کی تو آپ ﷺ نے اسے بددعا دی اور بارگاہ الٰہی میں عرض کی:

«اَللّٰهُمَّ! سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِنْ كِلَابِكَ»

”اے اللہ! اپنے کتوں میں سے کوئی کتا اس پر مسلط کر دے۔“

السيرة الحلبية: 468/1.

آپ ﷺ کی دعا سیدھی عرش الٰہی پر پہنچی۔ کچھ ہی عرصہ بعد ایسا ہوا کہ یہ بدبخت ایک مرتبہ تجارتی قافلے کے ہمراہ شام کے علاقے زرقا میں جا رہا تھا کہ رات کے وقت قافلے نے پڑاؤ ڈالا۔ ایک شیر نے ان کے گرد چکر لگایا۔ عتبہ نے اسے دیکھتے ہی کہا: ہائے میری تباہی! اللہ کی قسم! یہ مجھے کھا جائے گا جیسا کہ محمد نے مجھ پر بددعا کی ہے۔ دیکھو میں شام میں ہوں مگر محمد نے مکہ میں رہتے ہوئے مجھے مار ڈالا ہے۔ احتیاطاً لوگوں نے عتبہ کو اپنے اور جانوروں کے گھیرے کے بیچوں بیچ سلایا لیکن رات کے وقت شیر سب کو پھلانگتا ہوا سیدھا عتبہ کے سر پر پہنچ گیا اور گردن سے دبوچ کر اسے مار ڈالا۔

تاريخ دمشق، لابن عساكر: 302/38، والمستدرك للحاكم: 539/2.

زرقا کا علاقہ اردن کے دارالحکومت عمان کے قریب ہی ہے۔ راقم الحروف جب اس علاقے کو دیکھنے گیا تو زرقا جانے کا اتفاق بھی ہوا۔ یہ علاقہ اس زمانے میں عربوں کا بڑا تجارتی مرکز تھا۔ سیرت نگاروں میں اختلاف ہے کہ ابولہب کے شیر کے ذریعے ہلاک ہونے والے بیٹے کا نام عتبہ تھا یا عتیبہ۔ مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ”الرحیق المختوم“ میں اس کم نصیب کا نام عتیبہ لکھا ہے جس نے آپ ﷺ سے بدتمیزی کی اور آپ ﷺ نے اس پر بددعا کی۔

112- اللہ کہاں ہے؟

جامعہ عین الشّمس اردن کی گولڈن جوبلی کے سلسلے میں ہونے والی تقریبات کے دوران زرعی شعبے کا ایک پروگرام تھا۔ آپ نے ملاحظہ کیا ہوگا کہ کئی لوگ مغرب کی نقالی میں اسلام کا مذاق اڑا کر اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں نازیبا الفاظ ادا کر کے خود کو بڑا ماڈرن اور روشن خیال ظاہر کرتے ہیں۔ ان کا دعویٰ یہ ہوتا ہے کہ وہ مذہب جیسی دقیانوسیت پر یقین نہیں رکھتے۔ ایسے لوگ نہ ادھر کے رہتے ہیں نہ ادھر کے۔ یہ عجیب تضادات، پریشان خیالی اور ژولیدہ فکری کا شکار ہوتے ہیں۔

ایسا ہی ایک طالب علم زرعی شعبے کے اس فنکشن کے دوران کھڑا ہو گیا اور تقریباً چیخنے کے انداز میں کہنے لگا: اللہ اگر حقیقت میں موجود ہے تو مجھے فوت کر کے دکھائے۔ پروگرام میں بڑی عجیب صورت حال پیدا ہو گئی۔ پہلے تو حیرت سے سب کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔ پھر چہ مگوئیاں شروع ہو گئیں۔ کوئی کہنے لگا: اس نے اپنے برے انجام کو دعوت دی ہے، کوئی کہنے لگا: اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کے تحت اسے مہلت عطا کرے گا۔ کسی کا کہنا تھا: ایسی باتوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بہرحال جتنے منہ اتنی باتیں...... پھر وہ لڑکا متکبرانہ چال چلتا ہوا اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہ نوجوان خوشی خوشی پہنچا۔ فخر سے اس کا سینہ پھولا ہوا تھا: آج میں نے ایک منطقی دلیل کے ساتھ سب لوگوں کے منہ بند کر دیے ہیں اور ایک ایسی بات کہی ہے جسے مجھ سے پہلے ہمارے ادارے میں کسی کو کہنے کی جرأت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوئی۔ گھر میں اس کی ماں کھانا لگائے اس کی منتظر تھی۔ لڑکے نے والدہ سے کہا: میں ابھی چند منٹ میں باتھ روم سے فریش ہو کر آتا ہوں۔ اس نے غسل کیا اور پھر آئینے کے سامنے کھڑا ہو کر خود کو تولیے سے خشک کر رہا تھا کہ اچانک ایک بے جان لاشے کی طرح زمین پر گر گیا، اس کی سانس بند ہو گئی اور نبض ڈوب گئی۔ اس کی والدہ نے دیکھا کہ کافی دیر ہو گئی میرا بیٹا باتھ روم سے نکلنے کا نام ہی نہیں لے رہا۔ اس نے آوازیں دیں: بیٹا کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے لیکن کوئی جواب نہ آیا۔ والدہ گھبرا کر باتھ روم پہنچی تو سامنے اس کے بیٹے کی لاش پڑی تھی۔ وہ لوگ اسے لے کر بھاگم بھاگ ہسپتال پہنچے کہ شاید یہ بے ہوش ہوا ہو یا سکتے میں ہو، وغیرہ وغیرہ۔ ڈاکٹر نے چیک اپ کے بعد بتایا کہ اس کی موت کان میں پانی جانے کی وجہ سے ہوئی ہے۔

جامعہ عین الشمس اردن کا ایک منظر

ڈاکٹر عبدالرزاق نوفل رحمہ اللہ نے اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا:

دراصل اس نے اللہ تعالیٰ کو چیلنج کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے گدھے کی موت مارا۔

گھوڑوں اور گدھوں کے متعلق علمی طور پر معروف ہے کہ اگر ان کے کان میں پانی چلا جائے تو فوراً ان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔

المجلة العربية۔ عدد صفر ١٤١٣هجرية۔ بتصرف وزيادات۔

113- بڑھیا کو مارنے کا انجام

حسن بن ابو جعفر کہتے ہیں کہ بازار سے امیر شہر نے گزرنا تھا، سرکاری پروٹوکول پر مامور لوگوں نے شور مچا دیا: راستہ چھوڑ دو، راستہ چھوڑ دو، لوگوں نے فوراً راستہ خالی کر دیا، ایک بوڑھی عورت جو چلنے سے قاصر تھی، وہ فوری طور پر نہ ہٹ سکی، ان میں سے ایک بدبخت سپاہی آگے بڑھا اور اس بڑھیا کو مارنا شروع کر دیا۔

اہل علم میں سے ایک مستجاب الدعوات شخص حبیب ابو محمد یہ منظر دیکھ رہے تھے، ان سے یہ ظلم برداشت نہ ہو سکا، وہ کچھ کر تو نہ سکتے تھے مگر انہوں نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا لیا، اور کہا:

'اَللّٰهُمَّ اقْطَعْ يَدَهُ'

''اللہ اس جابر اور ظالم سپاہی کے اس ہاتھ کو کاٹ دے'' (جس ہاتھ سے اس نے اس بڑھیا کو مارا ہے)۔

قارئین کرام! اس واقعہ کو صرف تین ہی دن گزرے تھے کہ یہ سپاہی چوری کا مرتکب ہوتا ہے، اس کو رنگے ہاتھوں گرفتار کیا جاتا ہے اور اس کا وہی ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے جس سے اس نے اس بے بس بڑھیا پر ظلم کیا تھا۔

مجابو الدعوة، لابن أبي الدنيا، ص: 86۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

114- کرب اور مصیبت میں پکار

مایہ ناز محدث حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اپنی مشہور زمانہ کتاب ''فتح الباری'' میں نقل کرتے ہیں:

ابوبکر رازی اصبہان میں حدیث نبوی کی تعلیم کے لیے ابونعیم رحمہ اللہ کے پاس تھے۔ وہاں ایک شیخ تھے جنہیں ابوبکر بن علی کہا جاتا تھا۔ وہ وہاں کے سب سے بڑے مفتی تھے۔ ایک مرتبہ سلطان نے ان کے کسی فتوے سے ناراض ہو کر انہیں قید میں ڈال دیا۔ ابوبکر رازی رحمہ اللہ نے خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا۔ آپ کے دائیں جانب جبریل علیہ السلام تھے جو مسلسل اللہ تعالی کی تسبیحات بیان کر رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ابوبکر بن علی سے کہو صحیح بخاری میں موجود دعائے کرب پڑھو۔ اللہ تعالی تمہیں اس مصیبت سے رہائی دلا دے گا۔ ابوبکر رازی نے اگلے ہی دن صبح سویرے اپنے خواب کی تفصیلات شیخ ابوبکر بن علی تک پہنچا دیں۔ شیخ نے دعائے کرب پڑھنی شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد ہی سلطان کو خیال آیا کہ اس نے شیخ کو ناحق قید کر کے زیادتی کی ہے۔ چنانچہ اس نے انہیں اس حبس بے جا سے رہا کرنے کے احکام جاری کر دیے۔

فتح الباري :152,151/11۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے دعائے کرب والی حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے اس طرح روایت کیا ہے:

’لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ‘

صحيح البخاري، حديث:6346۔

''اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ عظیم اور بردبار ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ عرش عظیم کا رب ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ آسمانوں، زمین اور عرش کریم کا رب ہے''۔

115- کافر کے لیے دعا

مشہور محدث عبداللہ بن مبارک ایک مرتبہ کسی سرائے میں ٹھہرے ہوئے تھے، وہاں ان کی مجلس میں ایک بہت خوبصورت نوجوان بھی بیٹھا ہوا تھا، انہوں نے تعجب سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ انہیں بتایا گیا: یہ ایک عیسائی لڑکا ہے اور اس کا نام حسن بن عیسیٰ ہے۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھایا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی:!

’اللَّهُمَّ ارْزُقْهُ الْإِسْلَامَ‘

''اے اللہ! اس نوجوان کو اسلام کی دولت نصیب فرما''

وہ لڑکا چند روز تک عبداللہ بن مبارک کی مجلس میں آتا رہا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی اس دعا کو قبول فرما لیا۔ وہ نوجوان کلمہ شہادت پڑھ کر دین اسلام میں داخل ہو گیا۔

سیرأعلام النبلاء :29/12

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

116- دعا ختم ہونے سے پہلے بارش

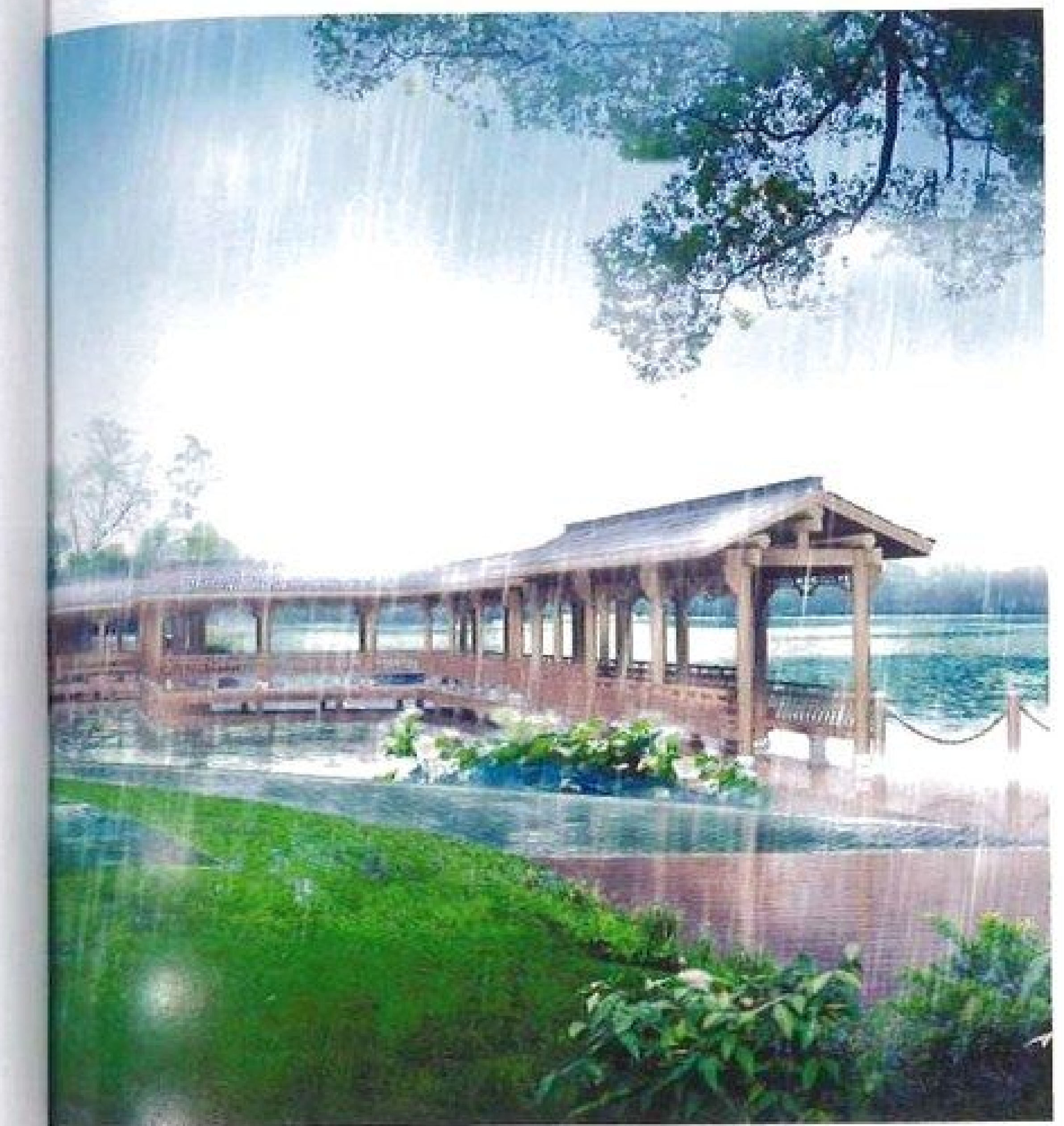

بکر بن خنیس کہتے ہیں:

ہمارے ہاں کافی دیر سے بارش نہیں ہوئی تھی۔ ایک دن ہم لوگ بارش کی دعا کے لیے نکلے۔ ہمارے ساتھ امیر شہر اور قاضی نے بھی بہت خشوع وخضوع سے گڑگڑا کر دعا مانگی، امیر شہر نے لوگوں کو حکم دیا: واپس چلو۔ اس وقت آسمان بادلوں سے بالکل خالی تھا، بارش کے کوئی آثار نہ تھے، بکر کہتے ہیں میں نے اپنی دائیں جانب دیکھا ایک کالے رنگ کا حبشی اپنے اوپر چادر لیے ہوئے تھا، لوگ میدان سے اپنے گھروں کی طرف جا رہے تھے کہ میں نے اس کو غور سے سنا۔ وہ چادر منہ پر لیے اپنے مولا سے دعا کر رہا تھا۔ مجھے اس کی دعا کے الفاظ بڑے عمدہ لگے، وہ کہہ رہا تھا:

''اے اللہ ابھی ابھی ہم پر رحمت کی بارش نازل فرما اور اپنے بندوں کو خوش وخرم گھروں کی طرف واپس لے جا''۔

بکر بن خنیس کہتے ہیں: ابھی اس نے دعا ختم ہی کی تھی کہ آسمان پر بادل چھا گئے اور نہایت تیز بارش شروع ہوگئی۔ میری خواہش تھی کہ میں اس حبشی سے تعارف حاصل کروں، مگر میں نے دیکھا کہ وہ ہجوم میں غائب ہو چکا ہے۔ تلاش بسیار کے باوجود وہ مجھے کہیں نہ ملا۔

117- خلیفہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہے

مشہور عباسی خلیفہ مہدی کے دور کی بات ہے کہ ایک دن بہت تیز آندھی اور طوفان آیا۔ آسمان کالا ہو گیا، لوگوں نے سمجھا: قیامت برپا ہوگئی، اس واقعہ کے راوی داود بن رشید کہتے ہیں:

خلیفہ کے معتمد خاص سلمان نے ایوان خلافت میں دیکھا کہ مہدی نظر نہیں آ رہا۔ اس نے ادھر ادھر تلاش شروع کر دی۔ ایک طرف اس نے دیکھا تو خلیفہ نے مٹی پر سر سجدہ میں رکھا ہوا تھا اور بارگاہ الٰہی میں اس طرح دعا کر رہا تھا:

'اللّٰهُمَّ لَا تُشْمِتْ بِنَا أَعْدَاءَ نَا مِنَ الْأُمَمِ، وَلَا تَفْجَعْ بِنَا نَبِيَّنَا ﷺ، اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ أَخَذْتَ الْعَامَّةَ بِذَنْبِي فَهٰذِهِ نَاصِيَتِي بِيَدِكَ'

''اے اللہ ہمیں ہلاک کر کے ہمارے دشمنوں کو خوش اور ہمارے نبی ﷺ کو پریشان نہ کر۔ اللہ! اگر میرے گناہوں کے باعث عام لوگوں کو تو نے پکڑنے کا ارادہ کر لیا ہے تو میری یہ خطا کار پیشانی تیرے سامنے حاضر ہے''۔

سلمان کہتا ہے کہ خلیفہ نے جیسے ہی دعا ختم کی، آندھی اور طوفان تھم گیا اور ہر چیز پہلے کی طرح اپنی جگہ پر آگئی۔

سیر أعلام النبلاء:7/402۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

118- مفتی اعظم شیخ ابن باز رحمہ اللہ کی دعائیں

وہ دن راقم الحروف کی زندگی کے اہم ترین دنوں میں سے ایک تھا جب میں شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ ابن باز مفتی اعظم سعودی عرب کی ملاقات وزیارت کے لیے ڈاکٹر محمد محسن خان کے ہمراہ ان کے دفتر گیا۔ انہوں نے حسب سابق نہایت شفقت سے دوپہر کے کھانے کی دعوت دی۔ جب ہم ان کے ہاں کھانے کے لیے پہنچے تو اس روز زیادہ مہمان نہ تھے، جب کھانے پر بیٹھے تو شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے مجھ سے دارالسلام کے بارے میں سوالات کرنا شروع کیے۔ مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ وہ طباعت کے تمام مراحل اور اونچ نیچ سے بخوبی واقف تھے، کھانے کے بعد جب سب لوگ مجلس میں بیٹھ گئے تو چائے کا دور چلا۔ اس دوران امریکہ سے کچھ طلبہ آگئے، ان کے کچھ سوالات تھے۔ ترجمہ کے فرائض سرانجام دینے کی سعادت مجھے حاصل ہوئی۔ شیخ ابن باز نے سوال وجواب کے اختتام پر پھر مجھ سے کتابوں کی اشاعت کے حوالے سے پوچھا، وہ صوفہ پر تشریف فرما تھے میں ان کے قدموں میں بیٹھ گیا۔ ڈاکٹر محسن خان صاحب نے اشارہ کیا کہ میں ان کے زانوؤں پر ہاتھ رکھوں، میں نے شیخ ابن باز صاحب سے دعا کی درخواست کی، انہوں نے اپنا دست شفقت میرے سر پر رکھا اور خوب دعائیں دیں۔ بطور خاص سلف صالحین کی کتب کے تراجم شائع کرنے کا مشورہ دیا۔ میری زندگی کا بلاشبہ یہ سنہرا واقعہ تھا۔

قارئین کرام: بلاشبہ شیخ ابن باز اس دور کے مجدد تھے، راقم الحروف نے ایک مرتبہ مولانا صفی الرحمن مبارک پوری رحمہ اللہ، مؤلف ''الرحیق المختوم'' سے پوچھا تھا کہ اس صدی کا مجدد کون ہے ؟ انہوں نے فرمایا تھا: یہ ضروری نہیں کہ ہر صدی میں ایک ہی مجدد ہو، یہ ایک سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں،

ان کا کہنا تھا: میرے نزدیک اس صدی کے دو مجدد ہیں: ایک شیخ عبدالعزیز بن باز اور دوسرے علامہ ناصرالدین البانی رحمہما اللہ۔

اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ عصر حاضر میں ان دونوں شخصیتوں سے عالم اسلام کو بہت زیادہ فائدہ ہوا ہے۔

میں حلفاً کہتا ہوں کہ جب سے شیخ ابن باز نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا کی ہے دارالسلام نے مسلسل ترقی کی منازل طے کی ہیں۔ بلاشبہ وہ اللہ کے ولی تھے جن کی ساری زندگی پڑھنے، پڑھانے، عالم اسلام کے مسائل کو حل کرنے میں گزر گئی۔ میں آج بھی اپنے جملہ امور زندگی میں اس دعا کے اثرات محسوس کرتا ہوں۔

قارئین کرام: آپ بھی کسی موحد عالم سے بطور خاص دعا کروایا کریں، میں خود بھی -الحمدللہ- موحد، محدث علماء کے پاس جا کر دعا کرواتا ہوں، اور اس کے اثرات ہمیشہ مثبت ہوتے ہیں۔ باعمل اہل علم کی دعائیں بلاشبہ قبول ہوتی ہیں۔ مؤلف کی ڈائری سے۔

119- مقبول دعا

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اگر میں مستجاب الدعوات ہوتا تو اللہ سے دعا کرتا: یا اللہ! ہمیں اچھے حکمران نصیب فرما۔ اگر حکمران اچھے ہوں تو شہر سرسبز وشاداب اور پررونق ہو جاتے ہیں اور لوگ بڑے امن واطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں۔ لیکن اگر حکمران برے ہوں تو وہ اپنی خیانتوں اور مظالم کے ذریعے بستیاں اجاڑ دیتے ہیں اور خزانے خالی کر دیتے ہیں اور بندگان الٰہی کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔

رد البلاء بالدعاء، ص:۱۱۳۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

120- رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا

میری شادی کو سات برس بیت چکے تھے۔ میری بیوی بہت خوبصورت اور خوب سیرت تھی۔ مال ودولت کی بھی فراوانی تھی۔ زندگی بڑی آسودگی اور راحت کے ساتھ رواں دواں تھی، لیکن دل میں ایک کسک تھی۔ ایک شدید قسم کی محرومی کا احساس تھا۔ ہم اب تک اولاد کی نعمت سے محروم تھے۔ علاج کے لیے بہت سے ڈاکٹروں کے پاس گئے۔ بہت سی ادویات استعمال کیں نہ صرف اپنے ملک میں بلکہ بیرون ملک بھی علاج کروایا۔ کوئی ڈاکٹر اپنی تشخیص میں مجھے اس بانجھ پن کا ذمہ دار ٹھہراتا تو کوئی کہتا کہ میری بیوی بانجھ ہے۔ علاج کے دعوے تو بہت کیے گئے لیکن مقصد حاصل نہ ہوسکا۔ یہ محرومی ہمارے اعصاب پر اس قدر سوار تھی کہ گھر میں ہماری گفتگو کا زیادہ تر حصہ اسی موضوع کے متعلق ہوتا۔ جو شخص بھی کسی ڈاکٹر یا طبیب کے متعلق ہمیں بتلاتا ہم بلاتأخیر اس کے پاس پہنچ جاتے لیکن گوہر مقصود کہیں سے بھی ہاتھ نہ لگا۔ اب مجھے ایسے لگا کہ ہم دونوں میاں بیوی نفسیاتی مریض بنتے جا رہے تھے۔

ایک شام میں سڑک پار کر رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک عمر رسیدہ شخص بھی سڑک پار کرنا چاہ رہا ہے۔ اس کی بینائی کمزور تھی۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اپنے ساتھ اسے سڑک پار کروانے لگا۔ جب ہم نے ایک سڑک پار کر لی اور دو سڑکوں کے درمیان بنے ہوئے فٹ پاتھ پر کھڑے ہو کر اگلی سڑک کے خالی ہونے کا انتظار کرنے لگے تو اس بزرگ شخص نے مجھ سے پوچھ لیا: میاں! تمہاری شادی ہوئی یا نہیں؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں ہو چکی ہے۔ تمہارے کتنے بچے ہیں؟۔ باباجی! میری شادی کو سات سال ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک اولاد کی نعمت سے محروم ہوں۔ میں نے علاج کے لیے دنیا جہان کی خاک چھان ماری ہے۔ کوئی ڈاکٹر اور طبیب نہیں چھوڑا لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

وہ بزرگ مشفقانہ لہجے میں بولے: بیٹا تم نے اصل مقام پر تو رابطہ کیا ہی نہیں۔ میرا بھی تمہارے والا ہی مسئلہ تھا۔ شادی کے بعد کئی سال تک میرے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ لیکن میں نے امید کا دامن نہیں چھوڑا اور ہر نماز میں یہ دعا کرتا رہا جو سیدنا زکریا علیہ السلام نے مانگی تھی تو انہیں سیدنا یحییٰ علیہ السلام سے نوازا گیا تھا:

﴿رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ ﴿89﴾﴾

''اے میرے رب! مجھے تنہا نہ چھوڑ اور تو ہی بہترین وارث ہے''۔

الأنبیاء 21:89۔

الحمد للہ، اب میرے سات بچے ہیں۔ تم بھی امید کا دامن نہ چھوڑو اور دعا کا سلسلہ جاری رکھو۔ میں گھر پہنچا۔ اپنی بیوی کو یہ ماجرا سنایا اس بزرگ کی باتیں ہمارے دل کو لگیں اور ہمیں بڑا افسوس ہوا کہ جہاں سے ہماری امیدیں برآنا یقینی تھا ہم وہی مقام نظر انداز کیے رہے۔ ہم نے پختہ عزم کیا کہ اب ہم اس کوتاہی کا ازالہ کر دیں گے۔ ہر چیز کا اللہ کی طرف سے مقرر کیا ہوا ایک وقت ہوتا ہے۔ کافی عرصہ پہلے ایک عمر رسیدہ خاتون نے بھی میری بیوی کو یہی نصیحت کی تھی، لیکن اس وقت تک ڈاکٹروں سے ابھی ہماری امید نہیں ٹوٹی تھی اور ہم نے اسے سرسری انداز میں لیا، لیکن اب ہم ڈاکٹروں کے پاس چکر لگا لگا کر تھک چکے ہیں۔ اب ہر فرض نماز میں، رات کی تنہائیوں میں، قبولیت کے اوقات میں ہماری اللہ تعالیٰ سے یہی التجا ہوتی تھی کہ اے اللہ! ہمیں اولاد کی نعمت سے مالا مال فرما۔

آخر اللہ تعالیٰ نے ہم پر رحم فرماتے ہوئے ہماری التجاؤں کو سن لیا اور ہمیں ایک پیاری سی بچی سے نواز دیا۔

﴿فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ﴾

''اللہ تعالیٰ بڑا بابرکت ہے اور سب سے بڑھ کر حسین بنانے والا ہے''۔

المؤمنون 23:14۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچی پیدا ہوئی تو ہماری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اب ہر وقت ہمارے ہونٹوں پر یہ دعا رہتی ہے:

﴿ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ﴾

’’اے ہمارے رب! ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقین کا امام بنا‘‘۔

الفرقان 25:74۔

الزمن القادم، لعبدالملك القاسم، ص:61۔64

121- رحمت عالم ﷺ کی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

اللہ کے رسول ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقع پر اپنے صحابہ کرام سے جنگی اخراجات کے لیے چندہ دینے کی اپیل فرمائی۔ سارے ہی صحابہ نے اس پر لبیک کہا، مگر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سب پر بازی لے گئے۔ انہوں نے ملک شام کے لیے ایک قافلہ تیار کیا تھا جس میں دو سو اونٹ اور تقریبا 5 اوقیہ یعنی 291 کلو چاندی تھی، انہوں نے یہ سارا سامان اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے صدقہ کر دیا، اس کے بعد پھر ایک سو اونٹ بمعہ ساز وسامان پیش کیا پھر اپنی جھولی میں ایک ہزار دینار یعنی 5 کلو سونا ڈال کر اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں آپ ﷺ کی آغوش میں بکھیر دیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے خوش ہو کر اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور تین مرتبہ دعا فرمائی: ’’یا اللہ میں عثمان سے راضی ہوں، تو بھی عثمان سے راضی ہو جا‘‘۔

122- اللہ کے رسول ﷺ کی دعا سے کاروبار میں برکت

عروہ بن ابی الجعد البارقی اللہ کے رسول ﷺ کے صحابی تھے، ایک مرتبہ انہیں اللہ کے رسول ﷺ نے ایک دینار عطا فرمایا، ارشاد ہوا: عروہ! جاؤ ہمارے لیے ایک بکری خرید کر لاؤ، بازار گئے اور بکری ایک دینار میں خرید لی، راستے میں آئے تو ایک خریدار مل گیا اس نے وہی بکری دو دینار میں خرید لی، اب عروہ دوبارہ بازار گئے اور ایک دینار کی ایک اور بکری خرید کر اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کے پاس بکری بھی تھی اور دینار بھی، انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کو ان کا دیا ہوا دینار بھی واپس کر دیا اور ساتھ ہی بکری بھی پیش کر دی، اور اللہ کے رسول ﷺ کے استفسار پر سارا واقعہ سنا دیا۔ یہ ان کی بڑی کامیابی تھی، اللہ کے رسول ﷺ ان کی امانت داری اور کاروباری صلاحیت سے بہت خوش ہوئے اور ان کے لیے دعا فرمائی۔

’اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُ فِي صَفْقَةِ يَمِينِهِ‘

’’اے اللہ، اس کے کاروبار یعنی خرید وفروخت میں برکت عطا فرما‘‘۔

قارئین کرام! پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب کی دعا قبول فرمائی، اور ان عروہ بن ابی الجعد البارقی کے کاروبار نے بے حد ترقی کی، وہ جس کام میں بھی ہاتھ ڈالتے اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا فرماتا ان کے بارے میں سیرت نگاروں نے لکھا ہے:

’وَكَانَ لَوِاشْتَرَى التُّرَابَ لَرَبِحَ فِيهِ‘

’’اگر وہ مٹی بھی خرید لیتے تو اس میں بھی ان کو منافع ہوتا‘‘۔

ایک مرتبہ وہ صبح سویرے کوفہ کے بازار میں خرید وفروخت کرنے لگے، گھر واپس آنے سے پہلے وہ چالیس ہزار درہم کا نفع حاصل کر چکے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

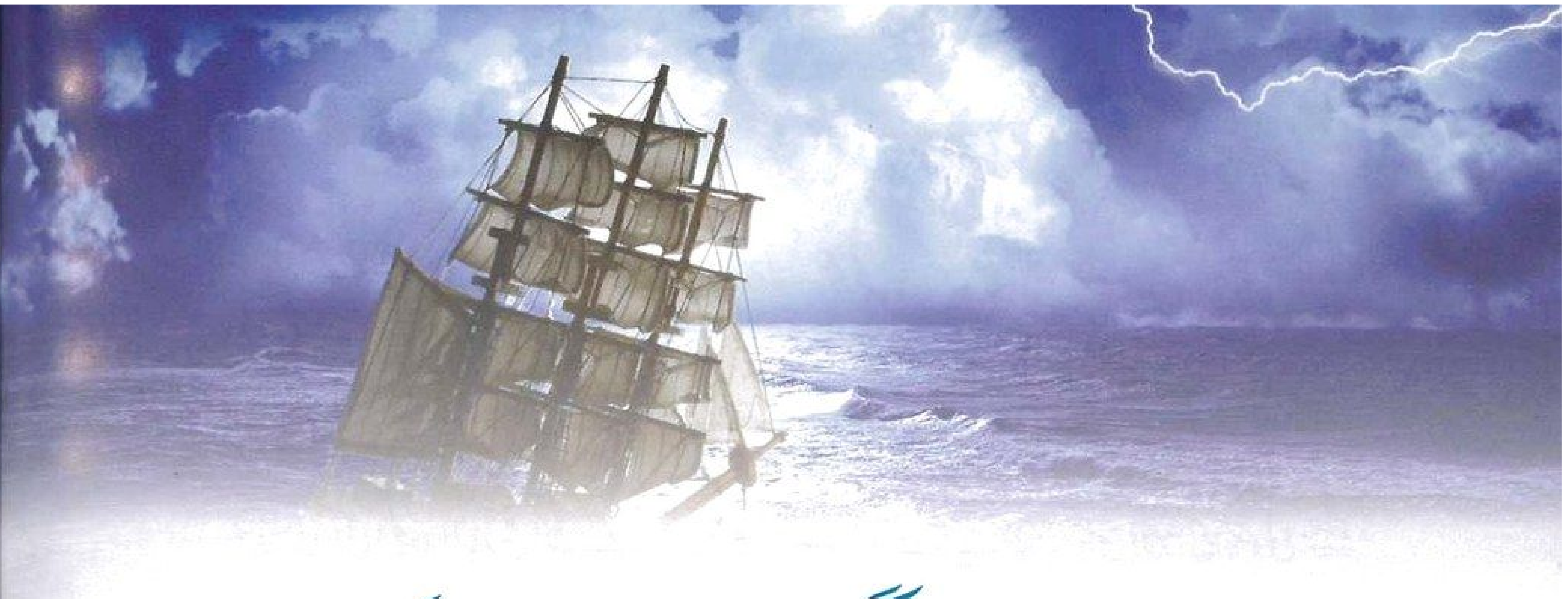

123- دعا مانگتے ہی طوفان پلٹ گیا

عبداللہ بن حبیب اندلس کے مشہور عالم اور محدث تھے۔ یہ مستجاب الدعوات تھے کثرت سے دعائیں فرماتے، ایک مرتبہ طلب علم حدیث کے لیے بحری سفر میں تھے کہ لہروں میں طغیانی آ گئی اور سفینہ کے ڈوبنے کا اندیشہ پیدا ہو گیا، اس مشکل وقت میں انہوں نے وضو کیا، اپنے ہاتھوں کو آسمانوں کی طرف بلند کر دیا اور پھر جو دعا کی وہ پڑھنے اور سننے سے تعلق رکھتی ہے:

'اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ رِحْلَتِي هَذِهِ لِوَجْهِكَ خَالِصًا، وَلِإِحْيَاءِ سُنَنِ رَسُولِكَ، فَاكْشِفْ عَنَّا هَذَا الْغَمَّ وَأَرِنَا رَحْمَتَكَ كَمَا أَرَيْتَنَا عَذَابَكَ'

''اے اللہ! آپ جانتے ہیں کہ میرا یہ سفر خالصتاً آپ کی رضا کے لیے اور آپ کے پیارے رسول ﷺ کی سنتوں کو زندہ کرنے کے سلسلے میں ہے۔ اے اللہ! ہم سے اس مصیبت کو دور فرما دیجیے اور اب ہمیں اسی طرح اپنی رحمت بھی دکھلائیے جس طرح اپنا عذاب دکھلایا ہے''۔

یہ دعا مانگنے کی دیر تھی کہ اللہ رب العزت نے اپنے لطف و کرم سے اس مشکل کو دور کر دیا، طغیانی تھم گئی، پانی کو قرار آ گیا اور ان کی کشتی پار لگ گئی۔

من كتاب عجائب الدعاء، الجزء الثاني۔

124- دعا سے گھر بیٹھے شہادت نصیب ہو گئی

یہ واقعہ سیر اعلام النبلاء میں مذکور ہے: ہیثم بن عمران طائی کہتے ہیں: میں ایوب بن حلبس کے پاس بیٹھا ہوا تھا، یہ نابینا تھے، مگر ان میں خیر، دین سے رغبت اور اللہ سے محبت بے پناہ بھری تھی، نابینا ہونے کے باوجود وہ یہ دعا مانگ رہے تھے،

'اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ'

''اے اللہ مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب فرما''۔

ہیثم کہتے ہیں: میرے دل میں خیال آیا کہ شہادت تو میدان جنگ میں ملتی ہے یہ نابینا ہیں، انہیں گھر بیٹھے شہادت کیسے مل سکتی ہے؟

قارئین کرام! اصل میں دلی تمنا اور آرزو کی بات ہوتی ہے، اور تمنا پوری کرنے والا تو اللہ رب العالمین ہے، تھوڑا عرصہ گزرا دشمن دمشق میں قتل و غارت کرتے ہوئے داخل ہوئے، جن لوگوں کو انہوں نے ظلم سے شہید کیا ان میں ایوب بن حلبس بھی شامل تھے۔

جب قاتلوں کو ان کی شخصیت کے بارے میں علم ہوا تو اپنے کیے پر سخت نادم ہوئے، اور بے اختیار رو دیے، امام ذہبی فرماتے ہیں: یہ واقعہ 132 ہجری میں پیش آیا۔ قارئین کرام! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو گھر بیٹھے شہادت سے نواز دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

125- سیدہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور خوف الٰہی

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے مرض الموت میں آنسو بہا رہے تھے۔ لوگوں نے پوچھا: ابوہریرہ! کون سی چیز آپ کو رلا رہی ہے؟ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

’مَا أَبْكِي عَلَى دُنْيَاكُمْ هَذِهِ، وَلَكِنْ عَلَى بُعْدِ سَفَرِي وَقِلَّةِ زَادِي، وَإِنِّي أَمْسَيْتُ فِي صَعُودٍ مُهْبِطَةٍ عَلَى جَنَّةٍ أَوْ نَارٍ، فَلَا أَدْرِي أَيَّتُهُمَا يُؤْخَذُ بِي‘

’’میں آپ کی اس دنیا پر آنسو نہیں بہا رہا بلکہ مجھے اس بات پر رونا آرہا ہے کہ سفر بہت لمبا اور زادِ راہ کم ہے۔ میری روح پرواز کرنے والی ہے مجھے نہیں پتا اسے جنت میں لے جایا جائے گا یا جہنم میں‘‘۔

وقت کا حکمران مروان بن حکم ان کی تیمارداری کے لیے آیا اور کہا: ابوہریرہ! اللہ تعالیٰ آپ کو شفا عطا فرمائے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ نے جواب میں کہا:

’اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّ لِقَائَكَ فَأَحِبَّ لِقَائِي‘

’’اے اللہ! میں تیری ملاقات کا مشتاق ہوں تو بھی میری ملاقات کو پسند فرما‘‘۔

مروان بن حکم ان کی تعزیت کے بعد ابھی بازار کے درمیان میں ہی پہنچا تھا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر آگئی۔

صفة الصفوة، لابن الجوزي۔

126- صدقہ مصائب ٹالتا ہے

یہ شیخ صالح تقی کے ساتھ پیش آنے والا سچا واقعہ ہے۔ انہیں کی زبانی سنیئے:

میرا بیٹا جس کی عمر پانچ سال تھی۔ اسے بخار ہو گیا۔ مختلف ادویات دینے سے بھی کوئی افاقہ نہ ہوا۔ وقت گزرنے کے ساتھ اس کے بخار کی شدت میں اضافہ ہوتا گیا۔ ڈاکٹروں نے ہدایت کی کہ اس بچے کے میڈیکل ٹیسٹ کروائے جائیں تاکہ مرض کی صحیح تشخیص ہو سکے۔ میڈیکل رپورٹس انتہائی پریشان کن تھیں۔ بچہ ایک ایسے موذی مرض میں مبتلا تھا جس کا علاج اگر ناممکن نہیں تو انتہائی مشکل ضرور تھا۔ ادھر بچے کی حالت دن بدن بگڑ رہی تھی۔ مجھ پر تو غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے۔ دن کو چین تھا نہ رات کو سکون۔ ہر وقت بچے کی اذیت بھری شکل نظروں میں گھومتی رہتی۔ پھر اچانک میرے ذہن میں روشنی کا ایک کوندا سا لپکا اور میری توجہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی طرف ہو گئی:

’دَاوُوا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ‘

’’اپنے مریضوں کا صدقہ کے ذریعہ علاج کرو‘‘۔

الصحيح الجامع۔

میں رات کے وقت حسب معمول تہجد کے لیے اٹھا۔ میں نے کہا: تاریکی میں صدقہ کرنا چاہیے تاکہ میرے صدقے کے بارے میں کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو سکے۔ میں کسی ضرورت مند کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ موسم انتہائی سرد تھا۔ لوگ اس وقت اپنے بستروں میں گھسے نیند کے مزے اڑا رہے تھے۔ مجھے تلاش بسیار کے باوجود کوئی شخص نظر نہیں آیا۔ صرف ایک خوبصورت سفید بلی تھی جو اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ وہ شکل سے بھوکی محسوس ہو رہی تھی۔ میں گھر گیا اور گوشت کے ٹکڑے لا کر اس کے سامنے ڈال دیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد میں فجر کی نماز ادا کرنے مسجد چلا گیا۔ فجر کے بعد میں تھوڑی دیر کے لیے لیٹ گیا۔ جلد ہی میری آنکھ لگ گئی میں نے ایک عجیب وغریب خواب دیکھا۔ ایک بہت بڑا سیاہ رنگ کا کوا میرے بچے پر حملہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ بچہ چیخ رہا ہے، چلا رہا ہے، مدد کے لیے پکار رہا ہے۔ اچانک ایک طرف سے یہی سفید بلی نکلتی ہے اور کوے پر حملہ آور ہو جاتی ہے اور پکڑ کر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے اور بچہ بالکل محفوظ رہتا ہے۔

میں بیدار ہوا اور سب سے پہلے بیٹے کے پاس گیا۔ مجھے اپنے بیٹے کے چہرے پر تازگی اور صحت کے آثار محسوس ہوئے اس کا بخار بھی اتر چکا تھا۔ میں اسے ڈاکٹر کے پاس لے گیا۔ ڈاکٹر بھی اس کی حالت دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اس بچے کے دوبارہ ٹیسٹ کیے گئے۔ اب کی بار سارے ٹیسٹ ٹھیک تھے۔ اس موذی مرض کا دور دور تک کوئی نام ونشان نہیں تھا۔ میں نے اس پر اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا۔

اب اللہ کی رحمت سے وہ بچہ جوان ہو چکا ہے۔ وہ حافظ قرآن اور بہت اچھا عالم بن چکا ہے۔ میں جب بھی اپنے بیٹے کو دیکھتا ہوں۔ میری نظروں کے سامنے یہ واقعہ گھوم جاتا ہے۔ میں یہ واقعہ اس لیے بیان کر رہا ہوں تاکہ ہر پڑھنے سننے والا اس سے مستفید ہو سکے اور اس روش کو اپنا کر دنیا وآخرت میں ابدی مسرت حاصل کر سکے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

'الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمَنُ، ارْحَمُوا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ'

''دوسروں پر رحم کرنے والوں پر رحمٰن بھی رحم کرتا ہے۔ تم اہل زمین پر رحم کرو آسمان والا تم پر مہربان ہوگا''۔

صحيح الجامع۔

رسول اللہ ﷺ نے مزید فرمایا:

'مَنْ لَا يَرْحَمْ لَا يُرْحَمْ'

''جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا''۔

127- گناہ گار بندے کی توبہ سے اللہ کی خوشی

موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا: اے اللہ! جب آپ کا کوئی نیک بندہ آپ کو پکارتا ہے آپ کیسے جواب دیتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں کہتا ہوں: 'لَبَّيْكَ يَا عَبْدِي'' اے میرے بندے میں حاضر ہوں''۔

موسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ پوچھا: اے میرے رب! جب کوئی گنہگار بندہ آپ کی طرف رجوع کرتا ہے تو آپ کیسے جواب دیتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں کہتا ہوں:

'لَبَّيْكَ يَا عَبْدِي، لَبَّيْكَ يَا عَبْدِي، لَبَّيْكَ يَا عَبْدِي'

''اے میرے بندے میں حاضر ہوں، اے میرے بندے میں حاضر ہوں، اے میرے بندے میں حاضر ہوں''

موسیٰ علیہ السلام نے تعجب سے کہا: اے میرے رب! جب کوئی نیک بندہ پکارتا ہے تو اسے تو ایک مرتبہ 'لَبَّيْكَ يَا عَبْدِي' سے جواب ملتا ہے جبکہ گنہگار بندے کو تین مرتبہ 'لَبَّيْكَ يَا عَبْدِي' کہہ کر جواب دیا جاتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نیک بندہ اپنی ضرورت (یعنی بلندی درجات) کے لیے مجھ سے دعا کرتا ہے جبکہ میرا گنہگار بندہ میری رحمت کی امید پر دعا کرتا ہے۔

ردُّ البلاء بالدعاء، ص: 28۔

ہم نے یہ روایت اس لیے یہاں نقل کی ہے کیونکہ اس کا مفہوم نبی کریم ﷺ کے ایک فرمان سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریباً ملتا جلتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ معاملہ ایک مثال دے کر سمجھایا: ایک بندہ کسی بیابان راستے پر جا رہا ہے۔ اس کے پاس کھانے پینے کا سامان اور ایک سواری ہے جس پر اس کا تمام سامان سفر لدا ہوا ہے۔ ایک جگہ وہ آرام کرنے کے لیے ٹھہرا، جب سو کر اٹھا تو اس کی سواری کھانے پینے کے سامان سمیت غائب تھی۔ وہ شخص انتہائی فکر مند ہوتا ہے کہ وہ کھائے پیے بغیر بھی زندہ نہیں رہ سکتا اور سواری کے بغیر بھی اتنا لمبا سفر طے نہیں کر سکتا۔ وہ انتہائی مایوس ہے۔ دل ہی میں دل میں سوچ رہا ہے کہ اب شاید میرا مقدر یہیں پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنا ہے۔ آپ اس کیفیت کا ذرا تصور کریں پھر سوچیں کہ اگر اسے سواری بھی مل جائے۔ کھانے پینے کا سامان بھی مل جائے تو وہ کس قدر خوش ہوگا؟ جب کوئی گنہگار بندہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالی کو اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے، جتنی خوشی اس مسافر کو سامان ملنے سے ہوئی۔

صحیح البخاري، حدیث:6308۔

128- عکاشہ سبقت لے گئے

اللہ کے رسول ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: ”میری امت کے 70 ہزار افراد بغیر حساب وکتاب کے جنت میں جائیں گے“۔ اللہ کے رسول ﷺ کے ایک صحابی سیدنا ”عُکّاشہ بن محصن“ فوراً کھڑے ہوئے اور کہنے لگے، اللہ کے رسول ﷺ میرے لیے بھی دعا فرمائیے کہ اللہ مجھے بغیر حساب کتاب جنت میں جانے والوں میں شامل فرما دے۔

ارشاد ہوا: ”تم انہیں میں سے ہو“۔

ایک اور صحابی کھڑے ہوئے، عرض کی: میرے لیے بھی دعا فرمائیں: میں بھی ان لوگوں میں شامل ہو جاؤں، ارشاد فرمایا: ’سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ‘ ”عکاشہ تم پر سبقت لے گیا“۔

صحیح البخاري، حدیث:5705 و صحیح مسلم، حدیث: 542

129- جنتی خاتون

عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے شاگرد خاص ہیں۔ ایک دن ابن عباس رضی اللہ عنہما عطاء بن ابی رباح سے کہنے لگے: میں آپ کو ایک جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ عطاء نے کہا: ضرور، کیوں نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ یہ سیاہ عورت ایک دن نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہا: مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے۔ مجھے اپنا کوئی ہوش نہیں رہتا اور نہ ہی میرا لباس ٹھیک حالت میں رہتا ہے۔ میرے لیے اللہ سے دعا کیجیے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

’إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ، وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللَّهَ أَنْ يُعَافِيَكِ‘

”تم صبر کرو تو اللہ تعالی اس کے بدلے میں جنت عطا کرے گا اور اگر تم چاہو تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہیں شفا عطا کر دے“۔

وہ خاتون کہنے لگی: پھر تو میں صبر ہی کروں گی۔ آپ صرف یہ دعا کر دیں کہ میں اس کیفیت میں بے پردہ نہ ہوا کروں۔ آپ نے اس کے لیے دعا فرما دی۔

صحیح البخاري، حدیث:5652۔

کس قدر عقل مند اور صابرہ وشاکرہ خاتون ہے۔ وہ جنت کے بدلے میں کچھ بھی لینے کے لیے تیار نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

130- فرض نماز کے بعد آیت الکرسی کا پڑھنا

قارئین کرام! سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر (255) کو آیت الکرسی کہا جاتا ہے۔ احادیث کے اندر اس کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے، مجھے یقین ہے کہ انشاءاللہ ہم میں سے ہر ایک کو آیت الکرسی زبانی یاد ہوگی۔ اگر بالفرض نہیں تو ابھی سے یاد کرلیں۔ اپنے گھر والوں سے بطورخاص بچوں سے ضرور سنیں۔ ہوسکتا ہے کہ انہوں نے یاد نہ کی ہو یا بھول گئے ہوں، اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آیت الکرسی کو ہر فرض نماز کے بعد پڑھنے کا کتنا اجر وثواب ہے۔

اس کے لیے میں آپ کو ایک حدیث سناتا ہوں، ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

'مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ
لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُولِ الْجَنَّةِ إِلَّا الْمَوْتُ'

''جس شخص نے ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی اسے موت کے سوا کوئی چیز جنت میں جانے سے نہیں روک سکتی''۔

قارئین کرام! آیت الکرسی کو پڑھنے میں کتنی دیر لگتی ہے، زیادہ سے زیادہ ایک منٹ یا شاید اس سے بھی کم، لیکن اس کا اجر وثواب کتنا ہے وہ آپ نے پڑھ لیا ہے، مجھے امید ہے کہ آپ فرض نمازوں کے بعد آیت الکرسی پڑھتے ہی ہوں گے، مگر اب اس حدیث کو پڑھنے کے بعد مزید اہتمام کیجیے۔ بیان کی گئی حدیث الحمدللہ صحیح ہے۔

السنن الكبرى للنسائي، حديث: 9928۔

131- مچھلی کی پیغام رسانی

ایک مرتبہ علی بن حرب رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ سامان خریدنے کے لیے اپنے شہر موصل سے سامُرّا جانے کا ارادہ کیا۔ اس وقت یہ سفر دریائے دجلہ میں کشتیوں کے ذریعہ طے ہوتا تھا۔ اس مقصد کے لیے وہ کشتی میں سوار ہوئے۔ سامان کے علاوہ اس کشتی میں پانچ افراد سوار تھے۔ موسم بڑا سازگار تھا۔ فضا بالکل صاف تھی۔ سب لوگ ذکر واذکار کرتے، کچھ نہ کچھ گنگناتے خوشی خوشی سفر کررہے تھے۔ پھر آہستہ آہستہ مسافروں پر نیند کا غلبہ ہونے لگا۔ علی بن حرب کے علاوہ باقی سب لوگوں کی آنکھ لگ گئی۔ علی بن حرب دونوں کناروں پر دور تک پھیلے خوبصورت مناظر سے لطف اندوز ہورہے تھے۔ علی بن حرب کہتے ہیں کہ: اچانک ایک مچھلی نمودار ہوئی۔ میں نے مچھلی کو دوبارہ پانی کے نیچے جانے سے پہلے دبوچ لیا۔ اس زور آزمائی میں باقی لوگ بھی ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھے۔ جب انہوں نے اتنی بڑی مچھلی دیکھی تو خوش ہوگئے اور اللہ کا شکر ادا کیا۔ ایک شخص نے کہا: یہ مچھلی تو ہم سب کے لیے کافی ہے۔ ہمیں کشتی کو کنارے پر لے جاکر اسے پکانا چاہیے۔ سب لوگوں نے اس کی بات سے اتفاق کیا۔ جب ہم کنارے پر پہنچے تو ایک چونکا دینے والا منظر ہمارا منتظر تھا۔ ایک لاش پڑی تھی۔ اسے چھری کے ساتھ ذبح کیا گیا تھا۔ آلہ قتل بھی پاس ہی پڑا تھا۔ لاش کے قریب ہی ایک دوسرا شخص پڑا تھا جسے مضبوط رسیوں سے باندھا گیا تھا اور اس کے منہ میں کپڑا ٹھنسا ہوا تھا تاکہ وہ چیخ وپکار کرسکے نہ کسی کو مدد کے لیے بلا سکے۔ ہم سارے ششدر تھے کہ یہ مقتول کون ہے؟ اسے کس نے قتل کیا ہے؟ اس بندھے ہوئے شخص کا ماجرا کیا ہے؟ سب سے پہلے ہم اس بندھے ہوئے شخص کے پاس پہنچے۔ اس کے منہ سے کپڑا نکالا۔ اس کی رسیاں کھولیں۔ وہ بہت گھبرایا ہوا اور خوفزدہ تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بمشکل اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلے: پیاس سے میری جان نکلی جا رہی ہے تھوڑا سا پانی ملے گا؟ ہم نے اسے پانی پیش کیا۔ پھر اس نے بتانا شروع کیا: یہ مقتول اور میں موصل سے بغداد جانے والے قافلے میں شامل تھے۔ اس شخص کو کسی طرح اندازہ ہوگیا: میرے پاس بہت مال ہے۔ یہ میرے قریب قریب رہنے لگا اور یہ موقع کی تلاش میں تھا۔ قافلہ نے رات کے وقت آرام کے لیے ایک جگہ پڑاؤ کیا۔ قافلہ رات کے آخری حصے میں دوبارہ روانہ ہوا۔ میں سویا ہوا تھا۔ کسی نے مجھے نہیں جگایا۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ یہ شخص بھی قافلے کے ساتھ نہیں گیا۔ میری جب آنکھ کھلی تو یہ مجھے باندھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں نے خود کو بچانے کے لیے زور آزمائی کی لیکن یہ اس وقت تک مجھے قابو کر چکا تھا۔ پھر اس نے میرے منہ میں کپڑا ٹھونس دیا تاکہ میں چیخ و پکار نہ کرسکوں۔ اس نے میرا سارا مال اپنے قبضے میں لے لیا۔

اس نے مجھے دھکا دے کر زمین پر گرا دیا۔ اس کے پاس ایک تیز دھار چھری تھی وہ لے کر مجھ پر چڑھ گیا تاکہ مجھے قتل کر سکے۔ یہ کہنے لگا: میں تمھیں زندہ نہیں چھوڑ سکتا۔ کہیں تم میرے پیچھے آ کر مجھے رسوا نہ کر دو اور اپنے مال کا مطالبہ نہ کرو۔ میں یہ خطرہ مول نہیں لے سکتا۔ اس نے یہ چھری اپنے تہبند میں اڑسی ہوئی تھی۔ اس چھری کا رخ اوپر کی جانب تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ چھری نکال کر مجھ پر حملہ کرتا، اپنی زندگی بچانے کی آخری امید نے میرے جسم میں بجلی سی دوڑا دی۔ میں نے زور سے اپنے جسم کو جھٹکا دیا اور وہ پیچھے جا گرا۔ اس سے پہلے کہ وہ اس ناگہانی حملے سے سنبھلتا میں نے اس کے کندھوں پر دباؤ ڈال کر اسے نیچے کی طرف موڑا۔ وہ تیز دھار چھری اس کے پیٹ میں گھس گئی اور خون کے فوارے نکلنے لگے۔ پہلے اس نے کچھ مزاحمت کی لیکن میں دباؤ بڑھاتا گیا اور زیادہ خون بہہ جانے سے اس کی مزاحمت بھی دم توڑ گئی اور یہ بے دم ہو کر گر پڑا۔ اس کو قتل کرنے کے باوجود مجھے اپنی بے کسی کے عالم میں موت کا پورا یقین تھا۔ نہ تو میں خود کو رسیوں سے آزاد کرا سکا نہ اپنے منہ سے

کپڑا نکال سکا۔ یہ ایک غیر آباد جگہ تھی جہاں کسی کے آنے کے امکانات نہ ہونے کے برابر تھے۔ میں نے اس بے بسی اور مایوسی کی کیفیت میں اللہ کو پکارنا شروع کر دیا۔ آپ لوگوں کو پتا ہے کہ مظلوم کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے میری مدد کے لیے آپ لوگوں کو بھیج دیا ہے۔ ہم نے اسے بتایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک مچھلی کے ذریعے ہمیں تم تک پہنچایا۔ اس سارے ماجرے میں ان کی توجہ مچھلی سے ہٹ گئی۔ انھیں یہ دیکھ کر انتہائی تعجب ہوا کہ مچھلی دوبارہ دریا میں جا چکی تھی۔ اس مچھلی کی ذمہ داری پوری ہو چکی تھی۔ اس نے اللہ کی مشیئت سے ان لوگوں کو ایک مظلوم شخص کی جان بچانے کے لیے مقررہ جگہ پر پہنچا دیا تھا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے کسی کام کے لیے اسباب مہیا فرما دیتا ہے۔

طبقات الأولياء: 180۔

132- سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بچے سے دعا کی درخواست

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی ایک گلی میں ایک بچے کو چلتے دیکھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نیچے جھک کر بچے سے کہا: ''بیٹے! اللہ سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے''۔ صحابہ نے پوچھا: امیر المومنین! آپ ایک بچے سے دعا کرنے کو کہہ رہے ہیں حالانکہ آپ خود عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں!؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں اس لیے اس سے دعا کی درخواست کر رہا ہوں کیونکہ ابھی یہ بلوغت کی عمر کو نہیں پہنچا اور ابھی اس کے نامہ اعمال میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

دليل السائلين، لأنس إسماعيل أبي داود، ص: 257۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

133- سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ قبیلہ اوس کی شاخ بنوعبد الاشہل کے سردار تھے، اسلام کے لیے ان کی خدمات بہت زیادہ ہیں۔ غزوہ احزاب میں تیر لگنے سے زخمی ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا خیمہ مسجد نبوی میں لگانے کا حکم دیا، تاکہ ان کی بذات خود تیمارداری کرسکیں۔ اس زخم سے بالآخر وہ مرتبہ شہادت پر سرفراز ہو گئے، اللہ کے رسول ﷺ کو شدید صدمہ ہوا، اپنے جانثار صحابی کا سر زانوئے مبارک پر رکھ لیا اور دل کا رنج وغم درج ذیل دعائیہ الفاظ میں ڈھل گیا:

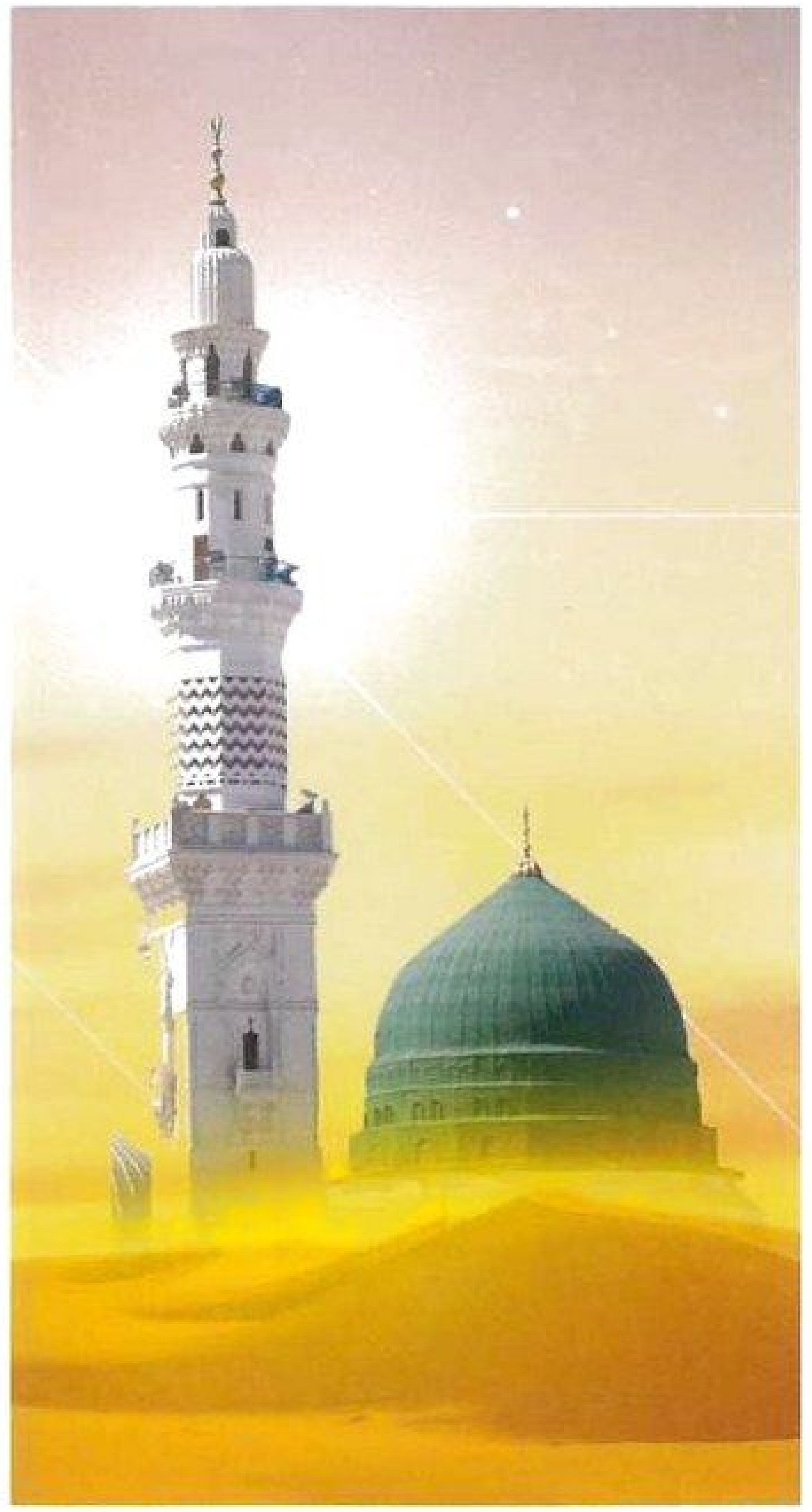

''الٰہی! تیری راہ میں سعد نے بڑی تکلیفیں اٹھائی ہیں، اس نے تیرے رسول کی تصدیق کی اور حقوق اسلام ادا کیے۔ الٰہی تو اس کی روح کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کر جیسا تو اپنے دوستوں کی ارواح کے ساتھ کرتا ہے''۔

قارئین کرام: اللہ کے رسول ﷺ کی یہ دعا قبول ہوئی، جنازے کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرام کو بتایا کہ 70 ہزار فرشتے سعد کے جنازے میں شریک ہوئے تھے۔

دعا کے مسائل صفحہ: 12۔
(تالیف محمد اقبال کیلانی)

134- اللہ کا رزق

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ ہمیں ایک شخص کے بارے میں بتایا۔ وہ شخص اپنے گھر گیا۔ اس کے گھر میں کھانے پینے کے لیے کچھ نہ تھا۔ اس سے اپنے گھر کی حالت دیکھی نہ گئی۔ وہ اضطراب وپریشانی کی حالت میں باہر نکل گیا۔ اپنے خاوند کی یہ حالت دیکھ کر بیوی کے دل پر چوٹ سی لگی۔ وہ اٹھی، چکی نکالی، تنور میں آگ جلائی اور اللہ کے حضور دست بدعا ہوگئی:

'اللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا' ''اے اللہ! ہمیں رزق عطا فرما''۔

اچانک چکی چلنے لگی۔ اس نے چکی کے پاس پڑے ہوئے برتن کو دیکھا وہ بھر چکا تھا۔ تنور کو دیکھا وہ بھی بھرا ہوا تھا۔ خاوند جب گھر آیا اسے اپنے گھر کی حالت بدلی ہوئی محسوس ہوئی۔ گھر سے کھانے کی مہک اٹھ رہی تھی۔ اس نے اپنی بیوی سے استفسار کیا: کیا میرے بعد تمہیں کچھ ملا ہے؟ وہ کہنے لگی:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاں! ہمارے رب نے ہمیں رزق فراہم کیا ہے۔ پھر اسے ساری بات بتائی۔

شوہر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا: ہمیں چکی کا پاٹ اٹھا کر دیکھنا تو چاہیے کہ کتنی گندم باقی ہے؟ جب اس نے پاٹ اٹھایا تو فراہمی رزق کا یہ سلسلہ اللہ تعالی نے بند کر دیا۔

اس سارے معاملے کی خبر جب نبی کریم ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

'أَمَا إِنَّهُ لَوْ لَمْ يَرْفَعْهَا، لَمْ تَزَلْ تَدُورُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ'

''اگر وہ چکی کو نہ اٹھاتا تو یہ قیامت تک اسی طرح گھومتی رہتی'' (اور خوراک فراہم کرتی رہتی)۔

مسند أحمد بإسناد صحيح، حديث: 10658۔

135- کابل پر فوج کشی کرنے والا مجاہد

جعفر بن زید العبدی بیان کرتے ہیں: میں ان مجاہدین میں شامل تھا جنہوں نے کابل پر فوج کشی کی۔ اس لشکر میں صلہ بن اشیم بھی تھے۔ جب ہم دشمن کے علاقے کے قریب ہوئے تو ہمارے امیر نے ہدایت کی: کوئی شخص اکیلا لشکر سے علیحدہ نہ ہو کہیں وہ دشمن کے ہتھے نہ چڑھ جائے۔ اتفاق سے صلہ بن اشیم کا خچر کھو گیا۔ ان کا سامان بھی خچر پر لدا تھا وہ بھی ساتھ ہی چلا گیا۔ صلہ نے وضو کیا، دو رکعت نماز پڑھی اور اللہ سے التجا شروع کر دی: اے اللہ! میرا خچر لوٹا دے۔ لوگوں نے انہیں بتایا کہ لشکر جا رہا ہے۔ لیکن انہوں نے اپنی دعا جاری رکھی۔ اور کہا: اے اللہ! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ میرا خچر مجھے واپس مل جائے۔ ابھی انہوں نے اپنی دعا ختم نہیں کی تھی کہ ان کا خچر سامان سمیت واپس آ گیا۔

ردُّ البلاء بالدعاء، ص: 95، 96۔

136- میں اپنا ثواب نہیں بیچوں گا

یعقوب بن جعفر بن سلیمان بیان کرتے ہیں کہ عموریہ کی جنگ میں وہ معتصم کے ساتھ تھے۔ عموریہ کی جنگ کا پس منظر بھی انتہائی دلچسپ ہے۔ ایک پردہ دار مسلمان خاتون عموریہ کے بازار میں خریداری کے لیے گئی۔ ایک عیسائی دکاندار نے اسے بے پردہ کرنے کوشش کی اور اس کے ساتھ چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔ وہاں پر موجود ایک مسلمان آگے بڑھا تو عیسائی دکانداروں نے مل کر اسے قتل کر دیا۔ عورت نے بے بسی کے عالم میں پکارا: 'وَامُعْتَصِمَاهُ' ہائے معتصم! میرے مدد کے لیے پہنچو۔ سب دکاندار ہنسنے لگے۔ اس کا مذاق اڑانے لگے کہ سیکڑوں میل دور سے معتصم تمہاری آواز کیسے سنے گا؟ ایک مسلمان یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ اس نے خود کلامی کے انداز میں کہا: میں اس کی آواز کو معتصم تک پہنچاؤں گا۔ وہ بغیر رکے دن رات سفر کرتا ہوا معتصم تک پہنچ گیا اور اسے یہ ماجرا سنایا۔ یہ سننا تھا کہ معتصم کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ وہ بے چینی سے چکر لگانے لگا اور اپنی تلوار ہاتھ میں لے کر اونچی آواز میں چلانے لگا:

'لَبَّيْكِ يَا أُخْتَاهُ، لَبَّيْكِ يَا أُخْتَاهُ'

''میری بہن میں حاضر ہوں۔ میری بہن میں حاضر ہوں''۔

اس نے فورًا لشکر تیار کرنے کا حکم دے دیا اور اتنا بڑا لشکر تیار کیا کہ اسلامی تاریخ میں اس سے پہلے اتنے بڑے لشکر کی مثال نہیں ملتی۔ یعقوب بن جعفر کہتے ہیں: فوجیوں کو پانی کی ضرورت پڑی تو معتصم نے چمڑے کے حوض بنا کر دس میل تک پھیلا دیے اور ان میں وافر مقدار میں پانی فراہم کر دیا۔ پھر پانی کی فراہمی کے اس سلسلے کو عموریہ تک وسعت دے دی۔ مسلمانوں کی آمد سے خوفزدہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

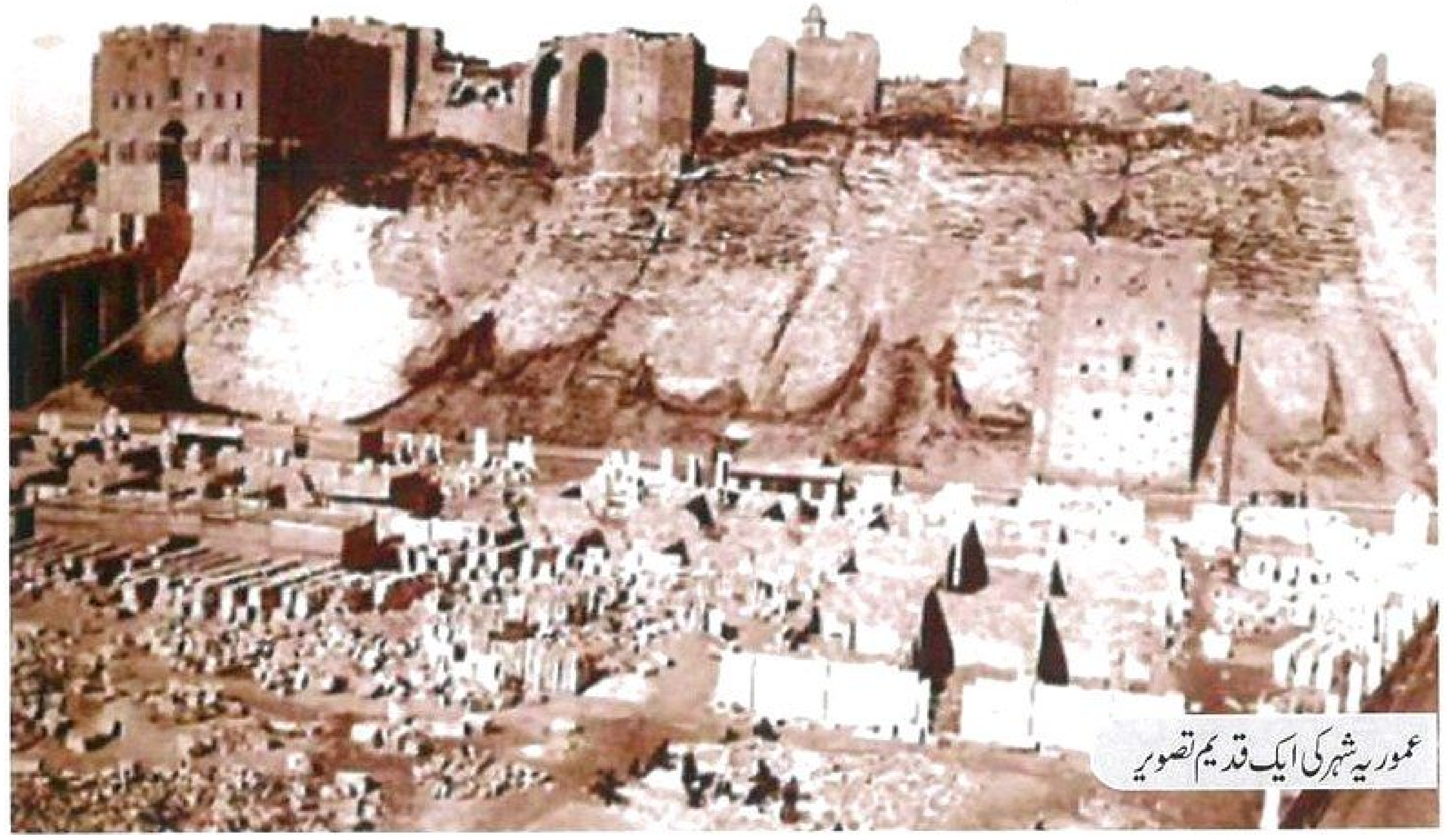

عموریہ شہر کی ایک قدیم تصویر

ہوکر رومی قلعہ بند ہوکر بیٹھ گئے۔ مسلمانوں نے عموریہ کا محاصرہ کرلیا۔ ایک بدبخت رومی ہر روز فصیل پر نمودار ہوتا۔ عربی زبان میں نبی کریم ﷺ کا نام ونسب ذکر کرکے گالیاں دیتا۔ مسلمانوں میں شدید اشتعال پھیل گیا۔ وہ اتنے فاصلے پر تھا کہ مسلمانوں کے تیر وہاں تک نہ پہنچ پاتے۔ مجبورًا اسے اس کے انجام سے دوچار کرنے کے لیے قلعہ کے فتح ہونے کا انتظار کرنا پڑا۔ جبکہ مسلمانوں کی خواہش تھی کہ ایک لمحے سے پہلے اسے جہنم رسید کردیا جائے۔

یعقوب بن جعفر کہنے لگے: ان شاء اللہ میں اسے واصل جہنم کروں گا۔ انہوں نے تاک کر ایسا تیر مارا جو سیدھا اس کی شاہ رگ میں گھس گیا۔ وہ تڑپا، گرا اور واصل جہنم ہوگیا۔ مسلمانوں نے بلند آواز سے اللہ اکبر کہا اور ان میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ معتصم بھی بہت خوش ہوا۔ اس نے کہا: تیر مارنے والے کو میرے پاس لایا جائے۔ یعقوب بن جعفر معتصم کے پاس پہنچے تو اس نے کہا: اپنا مکمل تعارف پیش کیجیے۔ یعقوب نے اپنا نام ونسب اور خاندانی پس منظر بتایا۔ یہ سن کر معتصم بہت خوش ہوا کہ یعقوب کا تعلق بھی بنوعباس سے ہے۔ اور کہا: اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اس عظیم کام کا اجر بھی بنو عباس کے ایک فرد کے لیے مختص کیا ہے۔

پھر معتصم کہنے لگا: گستاخ رسول کو جہنم رسید کرنے کے عمل کا ثواب مجھے فروخت کردیں۔ میں نے کہا: امیر المؤمنین! ثواب بیچا نہیں جاتا۔ وہ کہنے لگا: اگر آپ آمادہ ہوں تو میں ایک لاکھ درہم دینے کے لیے تیار ہوں۔ میں نے کہا: میں ثواب نہیں بیچوں گا۔ وہ مالیت بڑھاتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے مجھے پانچ لاکھ درہم کی پیشکش کردی۔ میں نے کہا: اگر آپ مجھے ساری دنیا بھی دیں گے تب بھی میں ثواب فروخت کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں گا۔ البتہ میں آپ کو اس کا نصف ثواب تحفے میں دیتا ہوں اور اس بات کی گواہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ معتصم کہنے لگا: اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اعلیٰ بدلہ عطا فرمائے میں راضی ہوں۔

پھر وہ کہنے لگا: تم نے تیراندازی کہاں سے سیکھی ہے؟ میں نے جواب دیا: بصرہ میں اپنے گھر کے اندر۔ وہ کہنے لگا: چلو اس مہارت کے انعام کے طور پر مجھ سے کچھ لے لو۔ میں نے کہا: یہ تو جو بھی سیکھنا چاہے اسے مفت میں میسر ہے۔ پھر اس نے اصرار کرکے مجھے ایک لاکھ درہم دے ہی دیے۔

رسالة في الصيد والرماية والخيل۔

137- عطا خراسانی کی دعا

عطا خراسانی رحمہ اللہ ہمیشہ اپنی مجلس کے اختتام پر اٹھنے سے پہلے یہ دعا مانگا کرتے تھے:

'اللَّهُمَّ هَبْ لَنَا يَقِينًا بِكَ حَتَّى تَهُونَ عَلَيْنَا مُصِيبَاتُ الدُّنْيَا، وَحَتَّى نَعْلَمَ أَنْ لَا يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كُتِبَ عَلَيْنَا، وَلَا يَأْتِينَا مِنْ هَذَا الرِّزْقِ إِلَّا مَا قَسَمْتَ بِهِ'

''اے اللہ! ہمیں ایسا یقین کامل عطا فرما کہ دنیا کی مصیبتیں ہمارے سامنے حقیر ہوجائیں۔ ہمارا ایمان ہو کہ ہمیں وہی تکلیف پہنچتی ہے جو ہمارے مقدر میں لکھی ہوئی ہے اور ہمیں وہی رزق ملے گا جو ہماری قسمت میں ہے''۔

الرقة والبكاء، لابن أبي الدنيا، ص: 119۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

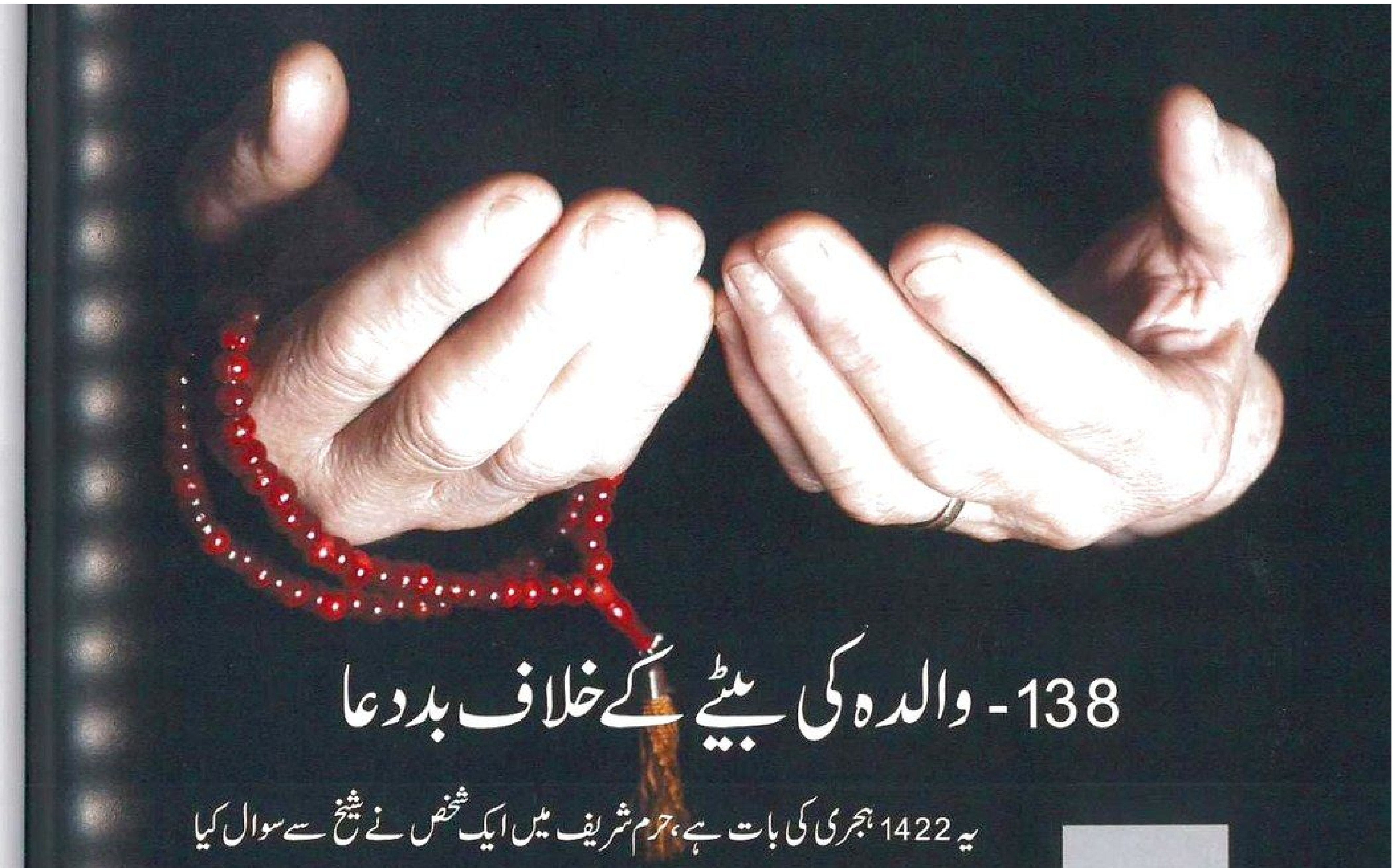

138- والدہ کی بیٹے کے خلاف بددعا

یہ 1422 ہجری کی بات ہے، حرم شریف میں ایک شخص نے شیخ سے سوال کیا کہ جب میں نے شادی کا ارادہ کیا تو میرا اپنی والدہ سے اختلاف ہو گیا، والدہ ناراض ہو کر کہنے لگیں: اللہ کرے تمہیں اس شادی سے خوشیاں نصیب نہ ہوں۔ واقعی شیخ صاحب! جب سے میں نے شادی کی ہے مجھے سعادت اور خوشی نصیب نہیں ہوئی، میں نے شادی کے بعد اپنی والدہ کو راضی بھی کر لیا تھا مگر اس کے باوجود وہ سکون، چین اور آرام جس کا میں متمنی تھا مجھے نصیب نہ ہوا۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

شیخ حرم نے جو جواب دیا اس کا مفہوم یہ تھا کہ تمہاری والدہ کی بددعا کے بعد اس کی رضامندی اس کی پہلی بددعا کو واپس نہیں لوٹا سکتی۔

اس لیے قارئین کرام! کسی صورت میں والدہ کو ناراض نہ ہونے دیں اور کوشش کریں کہ ان کی زبان سے آپ کے لیے کبھی بھی بددعا نہ نکلے۔ والدین کی دعا کو اولاد کے حق میں اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں۔

139- سیدنا دانیال علیہ السلام کی دعا

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دانیال علیہ السلام کو بخت نصر بادشاہ کے پاس لایا گیا۔ بخت نصر نے انہیں مارنے کے لیے دو بھوکے شیروں کے ساتھ بند کر دیا۔ پانچ دن بعد ان لوگوں نے قید خانے کا دروازہ کھولا، اس امید پر کہ شیروں نے ان کی تکہ بوٹی کر ڈالی ہوگی۔ انہیں یہ دیکھ کر انتہائی تعجب ہوا کہ دانیال علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور دونوں شیر قید خانے میں ایک جانب بیٹھے تھے جیسے ان کی رکھوالی کر رہے ہوں۔ بخت نصر اصرار کرنے لگا: آپ مجھے بتائیں آپ نے کیا پڑھا کہ ان بھوکے خونخوار شیروں نے آپ کا کچھ نہیں بگاڑا۔

دانیال علیہ السلام نے بتایا کہ میں نے کہا تھا:

”تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو اسے یاد کرنے والے کو کبھی نہیں بھولتا۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس سے امید لگانے والا کبھی نامراد نہیں ہوتا۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو اپنے اوپر بھروسہ کرنے والے کے بھروسے کو کبھی نہیں توڑتا۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں کہ جب سارے دنیاوی سہارے ختم ہو جاتے ہیں تو اسی کا سہارا باقی ہوتا ہے تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں کہ جب ہم اپنے اعمال کو دیکھتے ہیں تو اس کی رحمت کی ہی امید ہوتی ہے۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو ہماری مصیبتوں کو دور کرتا ہے۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو احسان کا بدلہ احسان سے دیتا ہے۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو صبر کرنے پر نجات دیتا ہے“۔

ردُّ البلاء بالدعاء، ص: 95، 96۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

140- سورۃ الاخلاص

سورۃ الاخلاص (قل ھواللہ احد) قرآن کریم کی چھوٹی سورتوں میں سے ایک ہے، یہ تو قریبا ہر مسلمان کو حفظ ہے، یہ چھوٹی سی سورت بہت افضل مرتبہ اور شان والی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے''۔

اس سورت میں عقیدہ توحید بیان ہوا ہے اللہ تعالیٰ کی شان وعظمت اور اس کی صفت بیان ہوئی ہے اسی لیے ایک صحابی اس سورت کو بہت پسند کرتے تھے، ایک مرتبہ ان کو اللہ کے رسول ﷺ نے ایک فوجی دستے کا امیر بنا کر بھیجا، اس سنہرے دور میں امیر ہی نماز میں امام ہوا کرتا تھا، جب وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتے تو (قل ھواللہ احد) کے ساتھ تلاوت ختم کرتے، جب یہ لوگ مدینہ طیبہ واپس آئے تو اللہ کے رسول ﷺ سے ذکر کیا کہ ہمارے امیر تو ہر دفعہ رکوع جانے سے قبل سورۃ الاخلاص کی تلاوت کر کے رکوع میں جاتے تھے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ان سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: اس میں رحمان کی صفت ہے میں اس کو پڑھنا پسند کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو بتا دیں کہ اس عمل کے باعث اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتا ہے، ایک اور حدیث کے مطابق یہ سورت اپنے سے محبت کرنے والے کے لیے جنت میں داخلے کا باعث بنتی ہے۔

قارئین کرام! ہم بھی کیوں نہ صبح وشام تین تین مرتبہ اس سورت کو پڑھنے کا اہتمام کریں۔ صرف ایک سے ڈیڑھ منٹ لگے گا اور ثواب کا آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا۔

141- دونوں طرف موت تھی

ایک شخص ہشام بن عبدالملک کے پاس آیا اور کہا: امیر المؤمنین! راستے میں میرے ساتھ ایک انتہائی عجیب ماجرا پیش آیا۔ عبدالملک نے پوچھا: وہ کیا؟ اس شخص نے بتایا کہ میں طیی کے دو پہاڑوں کے درمیان چل رہا تھا۔ یہ دیکھ کر میرا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا کہ ایک طرف سے شیر میری طرف بڑھ رہا تھا اور دوسری طرف سے ایک بہت بڑا اژدھا میری طرف آ رہا تھا۔ دونوں طرف مجھے موت منڈلاتی ہوئی نظر آئی۔ یہ نازک صورت حال دیکھ کر میں نے آسمان کی طرف امید بھری نظروں سے دیکھا اور کہا:

يَا دَافِعَ الْمَكْرُوهِ قَدْ تَرَاهُمَا   فَنَجِّنِي يَا رَبِّ مِنْ أَذَاهُمَا

وَمِنْ أَذَى مَنْ كَادَنِي سِوَاهُمَا   لَا تَجْعَلَنَّ شَلْوِي مِنْ قِرَاهُمَا

''اے مکروہات کو دور کرنے والے تو ان دونوں کو دیکھ رہا ہے کہ کس طرح مجھے نقصان پہنچانے کے لیے آ رہے ہیں۔ اے میرے رب! مجھے ان کی اذیت سے نجات عطا فرما۔ ان کے علاوہ بھی جو مجھے ایذا پہنچانے کی منصوبہ بندی کرے اس کی اذیت سے بھی مجھے محفوظ فرما۔ اے اللہ! میرے جسم کو ان کی ضیافت نہ بنا''۔

وہ دونوں میرے قریب آئے، مجھے سونگھا، انہیں اتنا قریب محسوس کر کے مجھے اپنی موت کا پختہ یقین ہو گیا۔ پھر اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔

الفرج بعد الشدة، للتنوخي: 305۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

142- سید الاستغفار

اللہ رب العزت نہایت رحیم اور کریم ہیں، اپنے بندوں پر شفقت کرنے والے اور مختلف بہانوں سے انہیں جنت دینے والے ہیں۔ امام بخاری سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

''جوشخص سید الاستغفار یقین کے ساتھ دن کے وقت پڑھے اور شام سے پہلے وفات پا جائے تو وہ جنتی ہوگا اور جس نے رات کے وقت یقین کے ساتھ یہ کلمات پڑھے اور صبح ہونے سے پہلے ہی انتقال کر گیا تو وہ بھی جنتی ہے۔

قارئین کرام: آیئے سید الاستغفار کو بمعہ ترجمہ پڑھتے ہیں۔ میں آپ کو یہ تجویز کیوں نہ دوں کہ اسے زبانی یاد کریں اور صبح وشام پڑھا کریں۔

'اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَاصَنَعْتُ، أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ'

''اے اللہ تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں تو نے ہی مجھے پیدا کیا، میں تیرا بندہ ہوں، تجھ سے کیے ہوئے عہد وپیمان پر اپنی استطاعت کے مطابق قائم ہوں، اپنے کیے ہوئے برے کاموں کے وبال سے تیری پناہ چاہتا ہوں، مجھ پر تیرے جو احسانات ہیں ان کا اعتراف اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں، مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں ہے''۔

143- امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی دعائیں

عباسی خلیفہ مامون الرشید نے معتزلہ کے اکسانے پر معتزلہ کے عقائد، نظریات اور فکر کو پھیلانے میں خاصے تشدد سے کام لیا۔ مامون الرشید کو بتایا گیا کہ امام احمد بن حنبل قابو نہیں آرہے، باقی لوگوں کو تقریباً رام کر لیا گیا ہے۔ مامون نے حکم دیا کہ انہیں گرفتار کرکے میرے پاس لایا جائے۔ امام صاحب کو جب گرفتار کر کے لے جایا جا رہا تھا تو ابھی راستے میں ہی تھے کہ مامون کا وقت ختم ہو گیا اور ملک الموت نے اللہ کے حکم سے اسے دنیا سے رخصت کر دیا۔

سير أعلام النبلاء، للذهبي: 11/241، 242۔

144- فاتحہ کی برکت

امام ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ ایک مرتبہ مکہ میں مقیم تھے۔ طواف کے دوران اچانک انہیں ایسی تکلیف شروع ہوئی کہ ان کا حرکت کرنا دشوار ہو گیا۔ انہوں نے درد والی جگہ پر ہاتھ رکھ کر سورۃ فاتحہ پڑھی، تکلیف فوراً رفع ہوگئی اور ایسے محسوس ہوا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ مزید بیان کرتے ہیں: میں نے کئی مرتبہ اس سورت کے بارے میں یہ تجربہ کیا۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ نے سورۃ فاتحہ کے علاوہ آب زمزم کی اہمیت کو بھی اجاگر کیا ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں: میں آب زمزم کا ایک پیالہ پکڑتا تھا۔ اس پر کئی مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھتا اور اسے پی جاتا تھا۔ اس عمل سے ایسی صحت مندی اور عافیت کا احساس ہوتا کہ دنیا کی ساری دوائیاں اس کے مقابلے میں ہیچ نظر آتی ہیں۔ یہ معاملہ یہیں تک محدود نہیں بلکہ اس سے کہیں بڑا ہے۔ ان چیزوں کے اثرات ہر شخص پر اس کی قوت ایمانی اور یقین کی پختگی کے مطابق ہوتے ہیں۔

مفتاح دارالسعادة، ص: 270، مدارج السالكين: 1/57۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

145- میں نے اللہ کو قسم دی تھی

ایک مرتبہ بصرہ میں آگ بھڑک اٹھی، بہت سی جھونپڑیاں جل گئیں، لیکن حیرت کی بات یہ تھی کہ ان جلی ہوئی جھونپڑیوں کے درمیان ایک جھونپڑی بالکل صحیح سلامت کھڑی تھی۔ اس وقت بصرہ کے گورنر معروف صحابی سیدنا ابوموسی اشعری ؓ تھے۔ انہیں اس جھونپڑی کے بارے میں بتایا گیا۔ انہوں نے اس جھونپڑی کے مالک کو بلا بھیجا۔ جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو سیدنا ابوموسی ؓ نے پوچھا: اس دہکتی ہوئی آگ میں تمہاری جھونپڑی کیسے سلامت رہی؟ جبکہ آس پاس کی سب جھونپڑیاں جل کر خاکستر ہوگئیں۔ اس شخص کا جواب بڑا حیرت انگیز تھا۔ اس نے بتایا: میں نے اللہ تعالی کو حلف دے کر کہا تھا: یا اللہ! تجھے تیری ذات کی قسم ہے، میری جھونپڑی نہ جلنے پائے۔

ابوموسی اشعری ؓ نے اس کا جواب سن کر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

’سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي رِجَالٌ طُلْسٌ رُؤُوسُهُمْ،
دُنْسٌ ثِيَابُهُمْ، لَوْ أَقْسَمُوا عَلَى اللَّهِ لَأَبَرَّهُمْ‘

”میری امت میں کچھ ایسے افراد بھی ہونگے جن کے سر غبار آلود ہوں گے۔ غربت کی وجہ سے ان کا لباس بھی بوسیدہ ہوگا لیکن اگر وہ اللہ کو قسم دے کر کوئی بات کریں گے تو اللہ تعالی اسے ضرور پورا کرے گا۔

صفة الصفوة: 1/ 400۔

146- گدھا واپس مل گیا

قاضی ابوبکر عبداللہ بن احمد قفال بغداد کے بہت مشہور عالم دین اور قاضی تھے۔ ان کے ایک شاگرد قاضی حسین کہتے ہیں: ایک دفعہ میں قاضی قفال کے پاس تھا کہ ایک دیہاتی آیا اور شکایت کی کہ سلطان کے کچھ لوگ اس کا گدھا چھین کر لے گئے ہیں۔

قاضی قفال ؒ نے اس شخص سے کہا: جاؤ غسل کرو مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھو اور اللہ تعالی سے دعا کرو کہ وہ تمہارا گدھا واپس لوٹا دے۔ دیہاتی بڑا حیران ہوا کہ قاضی صاحب مجھے میرا حق دلانے کی بجائے کس طرح کا مشورہ دے رہے ہیں۔ اگر یہی کرنا تھا تو عدالت میں آنے کی کیا ضرورت تھی؟! اس نے دوبارہ مطالبہ پیش کیا: مجھے میرا گدھا واپس دلوایا جائے۔ امام قفال نے دوبارہ وہی جواب دیا۔ دیہاتی ان کی تجویز پر عمل کرنے کے لیے چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد قفال نے اس کا گدھا لانے کے لیے ایک شخص کو بھیج دیا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے نکلنے لگا تو اس نے دیکھا کہ اس کا گدھا بھی مسجد کے دروازے پر موجود ہے وہ کہنے لگا: اللہ کا شکر ہے جس نے میرا گدھا واپس دلا دیا۔ جب وہ دیہاتی چلا گیا تو قفال سے پوچھا گیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ قاضی صاحب نے جواب دیا: میں اس کا اللہ تعالی کے ساتھ تعلق مضبوط کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ ہمارا شکریہ ادا کرنے کی بجائے اللہ تعالی کا شکر بجالائے۔

طبقات الشافعية، للإمام السبكي: 5/ 55۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

147- اللہ کا انصاف

ایک شخص تھا تو غریب لیکن انتہائی خوش بخت تھا۔ اس کا گھرانہ ایک بیوی، پانچ بچوں، دو بہنوں اور بوڑھی والدہ پر مشتمل تھا۔ اس شخص کی ایک غریب علاقے میں سبزی کی دکان تھی۔ نہ تو اس کے پاس مال تھا کہ کسی اچھی جگہ دکان لے سکتا، نہ اتنے وسائل تھے کہ اس سے بہتر سامان رکھتا۔

اس کا گھر بھی بوسیدہ اور ٹوٹا پھوٹا تھا۔ مجازی طور پر ہی اسے گھر کہا جا رہا ہے ورنہ صرف ایک کمرہ اور چھوٹا سا صحن تھا۔ سارا گھرانہ اسی ایک کمرے میں سوتا، بلکہ کچن نہ ہونے کے باعث وہ کھانا بھی اسی کمرے میں پکاتے تھے۔ جب وہ شخص شام کو گھر لوٹتا، اس کے ہاتھ میں سبزی، گوشت اور روٹیاں ہوتیں۔ اس کے گھر والے خوشدلی اور خندہ پیشانی سے اس کا استقبال کرتے۔ اس کے ہاتھ سے سامان پکڑتے اور کھانا تیار کرنے میں لگ جاتے۔ ہر روز انہیں گوشت میسر نہیں آتا تھا۔ جب سیل اچھی ہوتی تو وہ گوشت خریدتے ورنہ سبزیوں پر ہی گزارا کرتے۔ ان کے پڑوس میں اعلی عدلیہ کے ایک قاضی صاحب رہائش پذیر تھے۔ وہ اس خاندان سے بہت متاثر تھے کہ یہ لوگ غربت اور تنگی کے باوجود انتہائی صابر و شاکر تھے۔

قاضی صاحب اکثر ان لوگوں کی مثال دیتے کہ میں نے زندگی میں ان سے زیادہ سعادت مند گھرانہ نہیں دیکھا۔ جب شام کو صاحب خانہ دکان سے لوٹتے ہیں تو سب گھر والے پر جوش انداز میں ان کا استقبال کرتے ہیں۔ اس موقع پر اکثر ان کے گھر سے حمد و ثنا کے کلمات کی آوازیں آتی

ہیں۔ میری یہ خواہش ہوتی ہے کہ میں اس خوشنما منظر سے محظوظ ہو سکوں۔ پھر یہ لوگ کھانا تیار کرتے ہیں اور بڑے برتن میں ڈال کر سب مل کر کھاتے ہیں۔ ان کے کھانے کا اختتام بھی اللہ تعالی کی حمد و ثنا اور مسنون دعاؤں پر ہوتا ہے۔ آخر میں یہ اپنے بوسیدہ لیکن صاف ستھرے بستروں پر بڑی خوشی اور قناعت کے ساتھ آرام کرتے ہیں۔ یہ کسی بڑے دنیاوی مال و متاع کی تمنا نہیں رکھتے تھے۔ ان کی صرف یہی خواہش تھی کہ صحت و عافیت کے ساتھ ان کی زندگی گزرتی رہے اور انہیں کسی انسان کا محتاج نہ ہونا پڑے۔

موسم خزاں کی ایک شام تھی۔ یہ لوگ حسب معمول اپنے سربراہ خانہ کے منتظر تھے۔ دروازے پر دستک ہوئی۔ ان لوگوں نے دروازہ کھولا تو سامنے تین چار پولیس والے کھڑے تھے۔ ان کے ساتھ ایک ایمبولینس بھی تھی۔ پولیس والوں نے انہیں یہ افسوسناک خبر دی کہ صاحب خانہ ایک ٹریفک حادثے میں جاں بحق ہو گئے ہیں۔ ہوا کچھ یوں کہ اس شخص نے شام کے وقت اپنی دکان بند کی، پڑوس میں قصاب کی دکان سے گوشت خریدا، نانبائی سے روٹیاں لیں اور سبزیوں کا تھیلا، گوشت اور روٹیاں لے کر گھر کی طرف چل پڑا۔ سڑک عبور کرتے ہوئے ایک تیز رفتار گاڑی نے اسے کچل دیا اور یہ بیچارا موقع پر ہی جاں بحق ہو گیا۔

اس دلخراش سانحہ کی وجہ سے قرب و جوار کے لوگ بھی جمع ہو گئے۔ انہوں نے متوفی کی تجہیز و تکفین کا بندوبست کیا۔ اگلے دن صبح کے وقت اس کی نماز جنازہ ادا کر کے اسے دفن کر دیا گیا۔ سارے گھر کی کفالت کا انحصار اس اکیلے شخص کی آمدنی پر تھا۔ اب سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ گھر کیسے چلایا جائے؟ اس شخص کے سب سے بڑے بیٹے کی عمر پندرہ سال تھی۔ یہ ہائی اسکول میں زیر تعلیم تھا۔ اس نے تعلیم کو خیر باد کہا اور اپنے باپ کی دکان کھول لی۔ زندگی پھر اسی روٹین سے گزرنے لگی۔ لیکن اب ان کی مسکراہٹیں غائب ہو چکی تھیں۔ سب لوگ افسردہ رہتے، کھانا کھاتے وقت بھی اکثر ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی آنکھیں بھیگی رہتیں ۔ اس گھر کی سعادت اس گھر کے محبوب کے ساتھ ہی دفن ہوگئی تھی ۔

یہ انتہائی مشکل دن سست روی سے گزرتے رہے یہاں تک کہ تین سال گزر گئے اور بڑے بیٹے کی عمر 18 برس ہوگئی ۔ ایک دن اچانک اسے حکومت کی طرف سے فوجی خدمات کے لیے طلب کرلیا گیا ۔ والد کے بعد گھر کا سارا انحصار اسی لڑکے پر تھا ۔ گھر والے پھر بہت پریشان ہوئے کہ اب کیا کرنا چاہیے؟ وہ سب سوچ بچار کرنے لگے: کیا دوسرے بیٹے کو سکول چھڑوا کر دکان پر بٹھا دیا جائے؟ ایسی صورت میں اس کی تعلیم کا کیا بنے گا ۔ اگر وہ اپنی تعلیم جاری رکھتا ہے تو گھر والوں کا گزارا کیسے چلے گا ۔ بہت زیادہ سوچ بچار کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ انہیں یہ گھر فروخت کردینا چاہیے تاکہ اپنے بڑے بیٹے کی جبری فوجی خدمت کے عوض میں پیسے جمع کروائے جاسکیں ۔

قارئین کرام! یہ لوگ عراق میں رہائش پذیر تھے وہاں یہ قانون تھا کہ ہر گھر سے ایک نوجوان کو حکومت زبردستی فوج میں بھرتی کرلیتی اور اس پر معاوضہ بھی کچھ نہ دیتی تھی ۔ ہاں اگر کوئی اس جبری مشقت سے بچنا چاہتا تو اس کے لیے لازم تھا کہ وہ سرکاری خزانے میں چار ہزار دینار جمع کروائے ۔ چنانچہ اس رقم کی فراہمی کے لیے گھر والوں نے مکان فروخت کرنے کا فیصلہ کرلیا ۔

اگرچہ اس فیصلے میں بھی ان کی کیفیت اس بکری کی سی تھی جس کے بارے میں سوچا جارہا ہو کہ اسے ذبح کرکے اس کی کھال اتاری جائے یا ویسے ہی کھینچ لی جائے ۔

فوجی خدمات کے لیے دھر لیے جانے والے بیٹے کو ایک قریبی شہر میں تربیت کے لیے ایک عسکری ادارے میں بھیج دیا گیا ۔ وہ بادل نخواستہ ہی ادھر آیا تھا ۔ اسلحہ کی تربیت میں اس کا دل بالکل نہیں لگتا تھا ۔ انسٹرکٹر بولتے رہتے مگر یہ اپنے خیالوں میں گم رہتا ۔ اس کے ذہن میں اپنے گھریلو حالات

گھومتے رہتے ۔ اساتذہ نے کئی مرتبہ اس کی توجہ دلائی، وارننگز دیں لیکن اس کا جسم تو یہاں تھا، ذہن کہیں اور اٹکا ہوا تھا ۔

ایک دن استاذ نے اسے بٹھا کر اس کا اصل مسئلہ پوچھا: اس نے جواب میں اپنی ساری بپتا کہہ سنائی ۔ اب استاذ نے اصرار کرنا چھوڑ دیا اور اس کا مسئلہ اپنے آفیسر کے سامنے پیش کیا ۔ آفیسر نے اس کے مسئلے کا کوئی حل نکالنے کی بجائے اس کی ڈیوٹی کچن میں لگادی ۔ اب وہ یہاں برتن دھوتا، گوشت کاٹتا، آگ جلاتا اور کھانا تقسیم کرتا ۔ شب وروز اس کی یہی مصروفیات تھیں ۔

ادھر اس کی ماں کی بھی یہی کیفیت تھی ۔ وہ بظاہر تو چلتی پھرتی کھاتی پیتی اور سوتی جاگتی تھی لیکن اس کا ذہن کسی اور ہی دنیا میں گم رہتا تھا ۔ اس نے اپنے گھر کی رجسٹری گروی رکھ کر ایک پراپرٹی ڈیلر سے کچھ رقم گھریلو اخراجات کے لیے ادھار لی اور اپنا مکان فروخت ہونے کے لیے لگادیا ۔

مختلف خریدار ان کا مکان دیکھنے کے لیے آتے رہے آخر بیس دن کے بعد ان کا مکان چار ہزار دینار میں فروخت ہوگیا ۔ پھر مزید نو دن کاغذی کارروائی میں لگ گئے ۔ صرف ایک دن باقی بچا تھا ۔ ان کے ہاں یہ ضابطہ تھا کہ تیس دن کے اندر اندر اس جبری فوجی خدمت کے عوض میں چار ہزار دینار جمع کروائے جاسکتے تھے ۔ تیس دن گزرنے کے بعد یہ معاوضہ بھی قبول نہیں کیا جاتا تھا ۔ اس خاتون نے یہ معاوضہ جمع کروانے کے لیے اس شہر جانا تھا جس میں اس کا بیٹا تھا ۔ یہ شہر 240 کلومیٹر کے فاصلے پر تھا ۔ جب وہ بس سٹاپ پر پہنچی تو اس شہر جانے کے لیے اس کے علاوہ کوئی اور مسافر نہیں تھا ۔ اس نے کافی دیر تک سواریوں کا انتظار کیا، لیکن کسی کو آنا تھا نہ آیا ۔ وہ ہر پل انگاروں پر لوٹ رہی تھی ۔ اس کے سارے خاندان کی زندگی اور ناموس داؤ پر لگی ہوئی تھی ۔ اس نے بس والے سے کہا: تم گاڑی لے کر چلو میں ساری بس کا کرایہ ادا کروں گی ۔ ڈرائیور اس اکیلی خاتون کو لے کر چل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑا۔ راستے میں باتوں باتوں میں اس نے سادہ لوح خاتون سے یہ معلوم کرلیا کہ اس کے پاس چار ہزار درہم ہیں۔ ڈرائیور کی نیت بدل گئی۔ راستے میں ایک ویران جگہ پر جاکر ڈرائیور نے گاڑی کھڑی کرلی اور خنجر کی نوک پر اس خاتون سے نیچے اترنے کے لیے کہا۔ اس نے خاتون پر پے در پے وار کیے اور اسے نیم مردہ حالت میں چھوڑ کر چلا گیا۔ اس نے خاتون کا بیگ اپنے قبضے میں لے لیا۔ پھر وہ واپس آنے کی بجائے اسی شہر کی طرف روانہ ہوگیا جدھر جا رہا تھا تاکہ شک کی کوئی گنجائش نہ رہے۔ وہ گاڑی لے کر بس اسٹینڈ پر پہنچ گیا۔ اس کے ساتھیوں نے سمجھا شاید اس بس میں آنے والی سواریاں راستے میں اتر گئی ہیں۔ ایسا ہوتا رہتا تھا اس لیے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں تھی۔ واپسی پر ڈرائیور اسی راستے سے گزرا۔ جب وہ اس جگہ کے قریب پہنچا جہاں اس نے جرم کا ارتکاب کیا تھا۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ ایک مرتبہ اس عورت کی لاش پر نظر ڈال لوں۔ اس نے مسافروں سے بہانہ لگایا: میں قضائے حاجت کے لیے جانا چاہتا ہوں۔ چند منٹ بعد واپس آتا ہوں۔ وہ اس وادی کی طرف گیا اسے کراہنے کی ایک نحیف سی آواز سنائی دی۔ یہ دیکھ کر وہ غصے سے کہنے لگا: اے ملعون عورت! تم ابھی تک زندہ ہو۔ پھر وہ ایک بڑے پتھر کی طرف جھکا تاکہ اس کے ذریعہ اس خاتون کا سر کچل دے۔ جب اس نے پتھر اٹھایا تو پتھر کے نیچے سے ایک زہریلے سانپ نے اسے ڈس لیا۔ اس کے منہ سے ایک دلخراش چیخ نکلی اور اس نے تڑپنا شروع کردیا۔ مسافر اس کی آواز سن کر بھاگے بھاگے وہاں آئے۔ انہیں دیکھ کر بڑا تعجب ہوا کہ وہاں ایک جاں بلب خاتون بھی تھی۔ خاتون صرف اتنا ہی کہہ سکی: اس ڈرائیور سے میرا سامان واپس لو۔ وہ ڈرائیور اس پوزیشن میں نہیں تھا کہ زیادہ مزاحمت کرسکتا اس نے بتادیا کہ اس خاتون کا بیگ میں نے گاڑی میں فلاں جگہ پر چھپایا ہوا ہے۔ وہ بیگ وصول کرکے خاتون کے حوالے کردیا گیا۔ پھر مسافروں نے دوسری طرف سے آنے والی ایک بس کو روکا جو اسی شہر کو جارہی تھی جہاں خاتون جانا چاہتی تھی۔ انہوں نے اس گاڑی کے

ڈرائیور سے درخواست کی کہ اس خاتون اور ڈرائیور کو ہسپتال پہنچادے۔ ڈرائیور خوشدلی سے اس کام کے لیے آمادہ ہوگیا۔ وہ مجرم ڈرائیور تو جسم میں زہر پھیلنے کی وجہ سے راستے میں ہی دم توڑ گیا۔

اس خاتون کو البتہ ہسپتال پہنچادیا گیا۔ خبر ملنے پر پولیس والے بھی پہنچ گئے۔ عورت مسلسل بے ہوش تھی۔ اس کے سامان میں پولیس والوں کو اس خاتون کے بیٹے کا ایڈریس مل گیا۔ پولیس نے بیٹے کو خبر دی وہ بھی فوراً ہسپتال پہنچ گیا۔ ڈاکٹر اس خاتون کو ہوش میں لانے کی سرتوڑ کوشش کررہے تھے کیونکہ زیادہ دیر بے ہوش رہنا اس کے لیے جان لیوا ہوسکتا تھا۔ اگلے دن اسے ہوش آیا اس نے ہلکی سی آنکھیں کھولیں۔ بیٹے پر نظر پڑی تو ماں کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔ اس نے اپنے بیٹے سے صرف اتنا کہا: بیٹا! میں رقم لے آئی ہوں۔ جبری فوجی خدمات کا معاوضہ ادا کرکے فوری رخصت حاصل کرلو، پھر اس پر غنودگی سی طاری ہوگئی۔ لڑکے نے وہ رقم جمع کروادی اور اسے اجازت مل گئی۔ اس خاتون کی حالت آہستہ آہستہ سنبھلنے لگی۔ ایک دن آیا کہ وہ ہسپتال سے مکمل صحتیاب ہوکر فارغ ہوگئی۔

اس واقعہ کی شہرت ہر طرف پھیل گئی۔ اس واقعہ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کئی مظاہر تھے۔ ڈرائیور پہلی مرتبہ اسے نیم مردہ حالت میں چھوڑ گیا۔ واپسی پر اگر ڈرائیور وہاں نہ رکتا تو شاید کسی کو اس خاتون کے بارے میں بالکل پتا نہ چلتا کیونکہ اس وادی کی طرف کوئی جاتا ہی نہ تھا۔ زہریلے اور موذی جانوروں کی وجہ سے چرواہے بھی ادھر کا رخ نہیں کرتے تھے۔ اس عورت کی آواز اتنی نحیف تھی کہ کسی کو سنائی نہ دیتی۔ اگر ڈرائیور سانپ کے ڈسنے سے اتنی زور سے نہ چیختا تو کوئی اس عورت تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اگر اس عورت کو اسی شہر میں جو اس کی منزل تھا نہ پہنچایا جاتا تو وہ اپنے بیٹے تک نہ پہنچ پاتی۔ اگر اسے چند لمحوں کے لیے ہوش نہ آتا تو وہ اپنے بیٹے کو یہ نہ بتا پاتی کہ رقم کا انتظام ہوگیا ہے۔ نتیجتاً اس کے بیٹے کو جبری فوجی خدمات سے رہائی نہ ملتی۔ یہ سب اس علیم وقدیر ذات کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تدبیریں تھیں کہ ہر گتھی سلجھتی چلی گئی۔

جب اس قصے کا چرچا ہوا تو یہ بات ان کے سابقہ پڑوسی جج صاحب تک بھی پہنچ گئی۔انہوں نے اپنے دوست واحباب اور محلّہ داروں سے کہا کہ ضرورت اور آزمائش کی اس گھڑی میں ان لوگوں کی مدد کرنی چاہیئے۔ان لوگوں نے پیسے اکٹھے کر کے ان کا مکان خریدنے والے شخص سے رابطہ کیا۔اس تک بھی یہ واقعہ پہنچ چکا تھا وہ بھی خوشی خوشی یہ مکان واپس کرنے پر تیار ہو گیا۔رقم اتنی جمع ہو چکی تھی کہ چار ہزار دینار جمع کروانے کے باوجود تین ہزار دینار بچ گئے۔اس رقم کے ذریعے مکان کی حالت کو بہتر بنایا گیا۔

لڑکے نے دوبارہ والد کی دکان سنبھال لی۔اب صورت حال بدل چکی تھی۔اس کے پاس دور دراز سے گاہک آنے لگے تھے۔ہر وقت خریداروں کا تانتا بندھا رہتا۔کچھ عرصے بعد اس نے اپنی دکان نسبتا بہتر جگہ پر منتقل کر لی۔اس کا کاروبار خوب چل نکلا۔اب زندگی بڑی آسودگی سے گزر رہی تھی۔عسرت وتنگی میں بھی وہ لوگ اللہ کے ذکر اور شکر کو نہیں بھولے تھے۔اب آہستہ آہستہ فراخی آرہی تھی تو اب بھی وہ سپاس گزاری کے جذبے سے سرشار رہتے تھے۔کئی سال گزر گئے۔ان کے بچے یکے بعد دیگرے تعلیم سے فارغ ہونے لگے۔ایک بیٹا انجنیئر بن گیا، دوسرا ڈاکٹر اور تیسرا آرمی آفیسر بن گیا۔اب ان کا کھانا صرف چائے روٹی یا روٹی اور سبزی نہیں ہوتی۔حالات اب ایسے نہیں رہے کہ انہیں کبھی کبھار گوشت میسر آتا ہو۔ان کے دستر خوان پر انواع واقسام کے کھانے ہوتے ہیں۔یہ خاندان لوگوں کے لیے بہترین مثال ہے کہ یہ لوگ تنگی اور فراخی کسی حال میں بھی اللہ تعالی کو نہیں بھولے۔

1385 ہجری میں ایک وقت ایسا بھی آیا کہ یہ خاندان دجلہ کے کنارے بغداد کے بڑے پل کے

قریب ایک بہت بڑے محل نما گھر میں منتقل ہو گیا۔اب یہ خاندان چار خاندان بن چکے ہیں۔تینوں بڑے بیٹوں کی شادیاں ہو چکی ہیں اللہ تعالی نے انہیں اولاد کی نعمت سے بھی نواز رکھا ہے۔اب بھی اس گھر کے سب افراد محبت اور احترام کے اٹوٹ رشتے میں جڑے ہوئے ہیں۔کبھی انہیں ایک دوسرے سے شکایت پیدا نہیں ہوئی۔والد کی وفات سے لیکر ان کی والدہ ہی گھر کی سربراہ ہیں۔گھر کا ہر فرد ان کی رائے کا بے حد احترام کرتا ہے۔اس سے پہلے کہ ہم اس واقعہ کو ختم کریں اس کے سب سے اہم نقطے کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں۔اس خاتون سے پوچھا گیا: جب ڈرائیور نے خنجر کے پے درپے وار کر کے آپ کو ایک ویران بیابان میں پھینک دیا تھا۔اس وقت آپ کی کیفیت کیا تھی۔اتنا زیادہ خون بہہ جانے اور اتنے گہرے گھاؤ لگنے کے باوجود آپ کس طرح زندہ رہیں۔خاتون نے بتایا: اس ساری مدت کے دوران میری زبان پر بس یہی الفاظ تھے:

”اے آسمان وزمین کے مالک! تو میری حالت کو جانتا ہے۔اپنی قدرت سے میرے لیے بیٹے کی جبری فوجی خدمت کا معاوضہ صحیح وقت پر پہنچانے کے اسباب مہیا فرما دے تاکہ وہ گھر واپس آسکے اور اپنے گھر والوں کی کفالت کی ذمہ داری نبھا سکے“۔

اللہ تعالی نے اس خاتون کی دعا قبول فرما لی۔اس کا مال واولاد دونوں اسے دوبارہ مل گئے۔مالک حقیقی نے اس کے دشمن سے انتقام بھی لے لیا اور ان کی تنگی وعسرت بھی فارغ البالی اور آسودگی میں بدل گئی۔سچ فرمایا اللہ کے رسول ﷺ نے:

’اتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ، فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ‘

”مظلوم کی بددعا سے بچ کر رہو کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی“۔

عدالة السماء، للواء الركن محمود شيت خطاب، قصص واقعية مؤثرة، ص: 64-74

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

148- یا اللہ اسے اندھا کر دے

ابو مسلم خولانی بہت مستجاب الدعوات تھے۔ ان کے بارے میں یہاں تک کہا جاتا ہے کہ اگر کوئی ہرن گزر رہا ہوتا، بچے ان سے کہتے: اے ابو مسلم! اللہ سے دعا کیجیے ہم آسانی سے اس ہرن کو پکڑ لیں تو ابو مسلم دعا کرتے اور بچے بڑی آسانی سے ہرن پکڑ لیتے۔

عثمان بن عطا بیان کرتے ہیں کہ ابو مسلم جب اپنے گھر میں داخل ہوتے تو سب سے پہلے سلام کہتے۔ جب گھر کے درمیان میں پہنچتے تو اللہ اکبر کہتے۔ جواب میں ان کی بیوی بھی اللہ اکبر کہتی۔ پھر وہ اپنے کمرے میں داخل ہو کر چادر اور جوتا اتارتے، ان کی بیوی کھانا لگاتی اور وہ کھانا تناول فرماتے۔

ایک رات وہ گھر آئے۔ اللہ اکبر کہا لیکن بیوی کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ پھر انہوں نے کمرے کے دروازے کے پاس آ کر اللہ اکبر کہا۔ بیوی نے پھر بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ آج ان کی بیوی نے گھر میں کوئی چراغ بھی نہیں جلایا تھا۔ ابو مسلم نے دیکھا کہ ان کی بیوی افسردہ حالت میں بیٹھی ایک چھوٹی سی لکڑی کے ساتھ زمین پر آڑی ترچھی لکیریں کھینچ رہی ہے۔ ابو مسلم نے پوچھا: کیا ہوا؟

بیوی نے جواب دیا: لوگوں کے ہاں وسائل کی فراوانی ہے۔ آپ بھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس

جائیں اور ان سے غلام اور دیگر اسباب زندگی کے متعلق سوال کریں تاکہ ہماری زندگی میں بھی کوئی راحت آئے۔ ابو مسلم کو پتا چل گیا کہ میری بیوی کو کسی نے ورغلایا ہے۔ وگرنہ وہ تو اللہ پر توکل کرنے والی تھی۔ پھر وہ کہنے لگے: اے اللہ! جس نے میری بیوی کو ورغلایا ہے اسے اندھا کر دے۔

ان کی بیوی کے پاس ایک خاتون بیٹھی ہوئی تھی جس نے اسے ورغلایا تھا۔ ابو مسلم کی دعا کے بعد کہنے لگی: اچانک آپ کے گھر میں اتنی تاریکی کیوں چھا گئی ہے۔ مجھے کچھ سجھائی نہیں دے رہا۔ پھر جب اس نے آہ وزاری شروع کر دی تو ابو مسلم نے خاتون کے لیے بینائی کی واپسی کی دعا کر دی اور اس خاتون کی بینائی لوٹ آئی۔ وہ خاتون اپنے گھر چلی گئی اور ان کی بیوی پہلے کی طرح انتہائی صالحہ، اللہ کا تقویٰ رکھنے والی اور اللہ پر بھروسہ کرنے والی بن گئی۔

مجابو الدعوة، ص: 124۔

149- آپ بھی اس کے سامنے کمزور ہیں

مشہور عباسی خلیفہ ہارون الرشید کے عہد حکومت میں عبداللہ بن مسلم بن محارب سے کوئی خطا سرزد ہو گئی۔ انہیں گرفتار کر کے ہارون الرشید کے پاس لایا گیا۔ عبداللہ بن مسلم نے ہارون الرشید سے مخاطب ہو کر کہا: امیر المؤمنین! میں آپ کے سامنے جتنا کمزور اور بے بس ہوں ایک ذات ایسی ہے کہ آپ اس کے سامنے مجھ سے کہیں زیادہ بے بس اور کمزور ہیں۔ آپ مجھے سزا دینے کا جتنا اختیار اور طاقت رکھتے ہیں۔ وہ ذات میری اس کیفیت کے مقابلے میں کہیں زیادہ آپ کو سزا دینے کا اختیار رکھتی ہے۔ میں آپ کو اس عظیم ذات کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ مجھے معاف کر دیں۔ ہارون الرشید نے عبداللہ بن مسلم کو معاف کر دیا کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اختیار کا واسطہ دیا تھا۔

أدب الدنيا والدين، للماوردي، ص: 235-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

150- نیکی اور دعا کبھی ضائع نہیں ہوتی

قارئین کرام! زیرنظر واقعہ کویت کے ایک ایسے شخص کا ہے جو خیر خواہی اور نیک اعمال میں معروف تھا، وہ نیکی اور احسان کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو خوب مال و دولت سے نواز رکھا تھا۔

ہوا یوں کہ ایک دن اس نے گھر خریدنے کا ارادہ کیا اور جائداد کی خرید وفروخت کرنے والی ایجنسی کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے انہیں بتایا کہ اسے ایک گھر خریدنا ہے جس کی قیمت اتنی ہو اور وہ اتنا بڑا ہونا چاہیے، وغیرہ وغیرہ......

ایجنسی والوں نے اسے مرحبا کہا اور بتایا: ہمارے پاس آپ کی بتائی ہوئی شرائط کے مطابق ایک گھر بکنے کے لیے آیا ہوا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کو دکھا سکتے ہیں۔ اگر پسند آئے تو خرید لیجیے، اس نے کہا: ٹھیک ہے، ان کے درمیان طے ہو گیا کہ اگلے دن صبح سویرے یہ گھر دیکھیں گے۔ اگلے روز وقت مقررہ پر اس ریئل اسٹیٹ ایجنسی کا ملازم اس نیک شخص کو اس گھر میں لے گیا تا کہ وہ اس کا معائنہ کر سکے، گھر دیکھتے ہوئے اس شخص کی نگاہ اچانک گھر کے ایک کونے میں بیٹھی ایک خاتون پر پڑی جس کے ارد گرد چھوٹے چھوٹے بچے تھے اور وہ روتے ہوئے دعا کر رہی تھی، اس شخص نے سنا کہ وہ کہہ رہی تھی:

'حَسْبِيَ اللّٰهُ عَلَى الَّذِي يُرِيدُ إِخْرَاجَنَا مِنَ الْبَيْتِ غَصْبًا'

''ہمیں اس شخص کے خلاف اللہ کافی ہے جو ہمیں زبردستی اس گھر سے نکالنا چاہتا ہے''۔

وہ شخص اس گھر سے فوراً ہی باہر آ گیا، ریئل اسٹیٹ کا آدمی بھی اس کے پیچھے پیچھے بھاگا بھاگا آیا اور کہنے لگا: ہاں جناب آپ کو گھر پسند آ گیا؟

وہ کہنے لگے: پسند ناپسند کی بات تو بعد میں کریں گے پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ اس عورت اور اس کے بچوں کی کیا کہانی ہے؟

وہ گویا ہوا: جناب اس عورت کا خاوند کچھ عرصہ قبل وفات پا گیا ہے، اس کی دو بیویاں تھیں، پہلی بیوی کی اولاد بڑی ہے، وہ اس گھر کو فروخت کر کے ورثہ تقسیم کرنا چاہتے ہیں، اس خاتون کے پاس کوئی دوسرا گھر نہیں ہے، اب یہ پریشان ہے کہ اگر اس کا گھر فروخت ہو گیا تو یہ چھوٹے چھوٹے یتیم بچوں کو لے کر کہاں جائے گی، مگر دیگر ورثاء مصر ہیں کہ اس گھر کو فوراً فروخت کیا جائے۔

اس فاعل الخیر نے ایک ٹھنڈی آہ بھری ذرا غور کیا اور پھر کہنے لگا: اس کی قیمت کتنی ہے؟ اس نے قیمت بتائی تو کہنے لگا: میں اسے خریدتا ہوں، اور کل تمہیں مطلوبہ رقم مل جائے گی، تم لوگ اس کی نقل ملکیت کے اوراق تیار کرو۔

چند دنوں میں یہ گھر اس کی ملکیت میں آ گیا اس نے اس کی قیمت بھی ادا کر دی، رقم ورثاء میں تقسیم بھی ہو چکی تھی، جبکہ اس خاتون اور اس کے بچوں کو بھی قانون شریعت کے مطابق حصہ مل گیا تھا۔

پھر ایک دن یہی شخص جو اس گھر کا نیا مالک تھا اپنے گھر میں داخل ہوا۔ جب بیوہ عورت نے اس شخص کو دیکھا تو سخت پریشان ہو گئی، اسے یقین تھا کہ اب وہ مجھے اپنی اولاد سمیت اس گھر کو فوراً خالی کرنے کا حکم دے گا۔ اس کے پاس سوائے رونے اور اللہ سے خیر کی دعا کرنے کے کوئی چارہ نہ تھا۔

اب وہ رو بھی رہی تھی اور دعائیں بھی مانگ رہی تھی۔

وہ شخص اس سے کہنے لگا: بہن رونے اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے، یہ کاغذات پکڑو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے یہ گھر تمہارے نام منتقل کر دیا ہے اب تم اس گھر کی بلا شرکت غیرے مالک ہو۔

خاتون کو اس نیک انسان کے الفاظ پر یقین نہیں آ رہا تھا اور جب اسے یقین ہو گیا کہ اس کی بات درست ہے تو اس نے روتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا دیا، وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہی تھی اور اس شخص کے لیے دعائیں کر رہی تھی، اس کی صحت کے لیے، عافیت کے لیے، کاروبار، مال و جان میں رزق میں فراخی کے لیے دعائیں کیے جا رہی تھی اور کہہ رہی تھی: اللہ کے بندے! تمہیں اللہ تعالیٰ بے حد و حساب اور ایسی جگہ سے رزق دے جو تمہارے وہم و گمان میں بھی نہ ہو۔

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ نے اس بیوہ کی دعائیں سن لیں۔ اس واقعہ کا راوی بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو بے حد و حساب رزق سے نوازا اور وہ کویت کے امیر ترین لوگوں میں سے ہو گیا۔ یہی نہیں بلکہ اس کی اولاد، اس کے پوتے، اس کے ورثاء کویت کے مشہور اور امیر لوگوں میں سے ہیں۔ ان میں اب بھی خیر و صلاح باقی ہے۔

قارئین کرام! یہ بات تو طے شدہ ہے کہ

﴿هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۚ ﴿60﴾﴾

''احسان کا بدلہ تو احسان ہی ہوتا ہے''

الرحمٰن: 60۔

اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے ایک حدیث پڑھیے آپ کو مزا آئے گا۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

يَـا عَلِيُّ، إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ الْمَعْرُوفَ وَخَلَقَ لَهُ أَهْلًا فَحَبَّبَهُ إِلَيْهِمْ وَحَبَّبَ إِلَيْهِمْ فِعَالَهُ، وَوَجَّهَ إِلَيْهِ طُلَّابَهُ كَمَا وَجَّهَ الْمَاءَ فِي الْأَرْضِ الْجَدِبَةِ، لِتَحْيَا بِهِ وَيُحْيِي بِهِ أَهْلَهَا، إِنَّ أَهْلَ الْمَعْرُوفِ فِي الدُّنْيَا هُمْ أَهْلُ الْمَعْرُوفِ فِي الْآخِرَةِ'

الدر المنثور: 4/235۔

سیدنا علی بن ابی طالب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے بھلائی کو پیدا فرمایا اور بھلائی کرنے والے لوگ بھی پیدا فرمائے۔ اللہ نے ان کے دلوں میں بھلائی کے لیے محبت پیدا فرما دی اور ان کے لیے بھلائی کے کاموں کو محبوب بنا دیا۔ بھلائی کے طلب گاروں کو وہ اس طرح بھلائی کی طرف چلاتا ہے جس طرح خشک بنجر زمین کی طرف پانی کو چلاتا ہے، تا کہ وہ اس سے زندہ ہو جائے اور پھر اس زمین والے بھی خوشحال ہو جائیں۔ دنیا میں جو لوگ بھلائی والے ہیں، آخرت میں بھی وہی بھلائی والے ہوں گے''۔

اللہ تعالیٰ اپنی کتاب مقدس قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ ﴿20﴾﴾

''جو بھلائی تم اپنے لیے آگے بھیجو گے اسے اللہ کے پاس موجود پا لو گے، وہ بہت ہی بہتر اور عظیم تر اجر عطا فرمانے والا ہے''۔

المزمل: 20۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

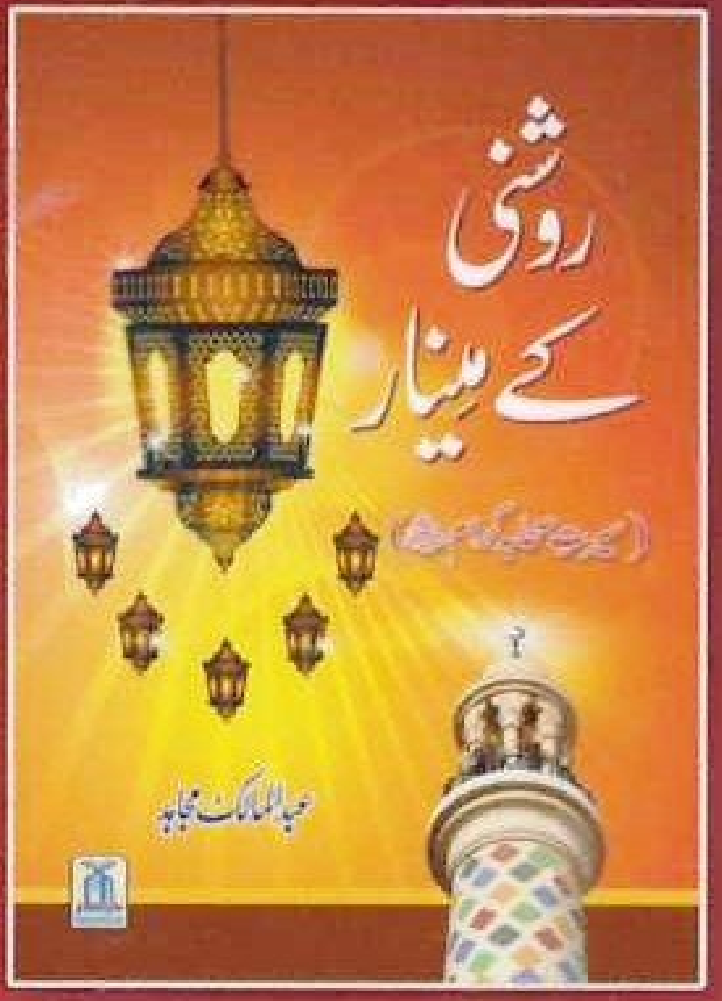

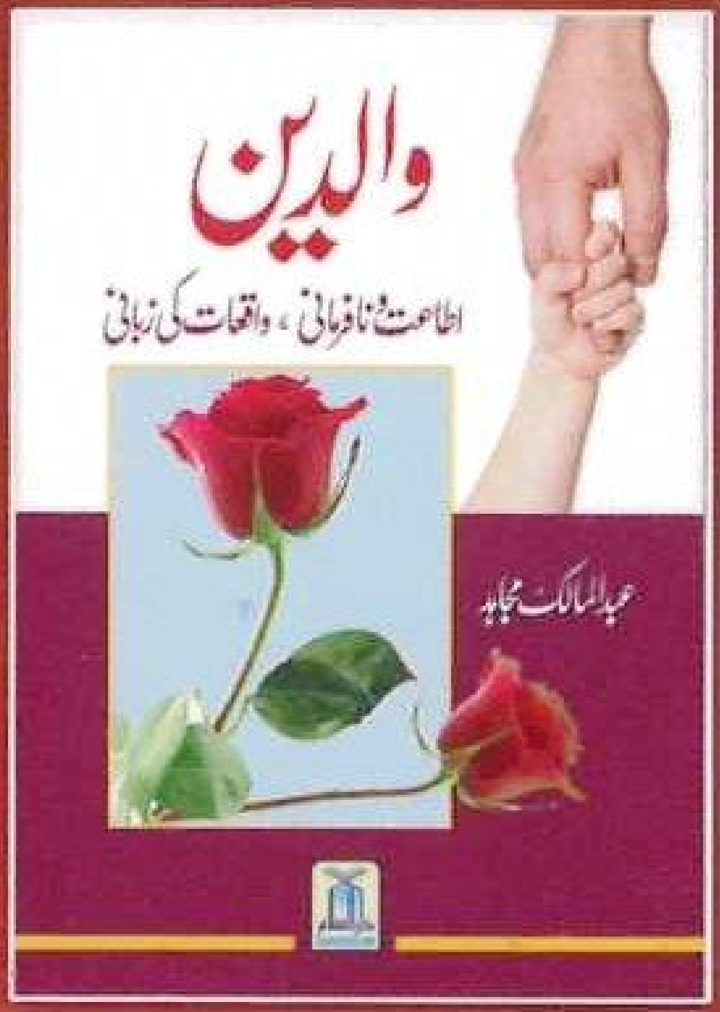

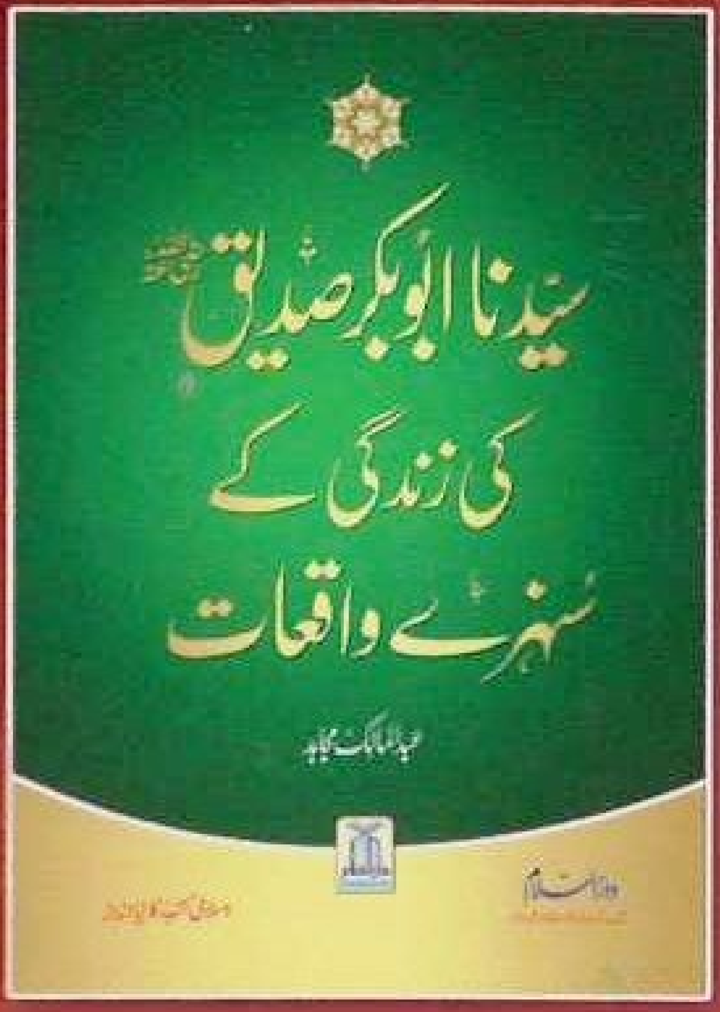

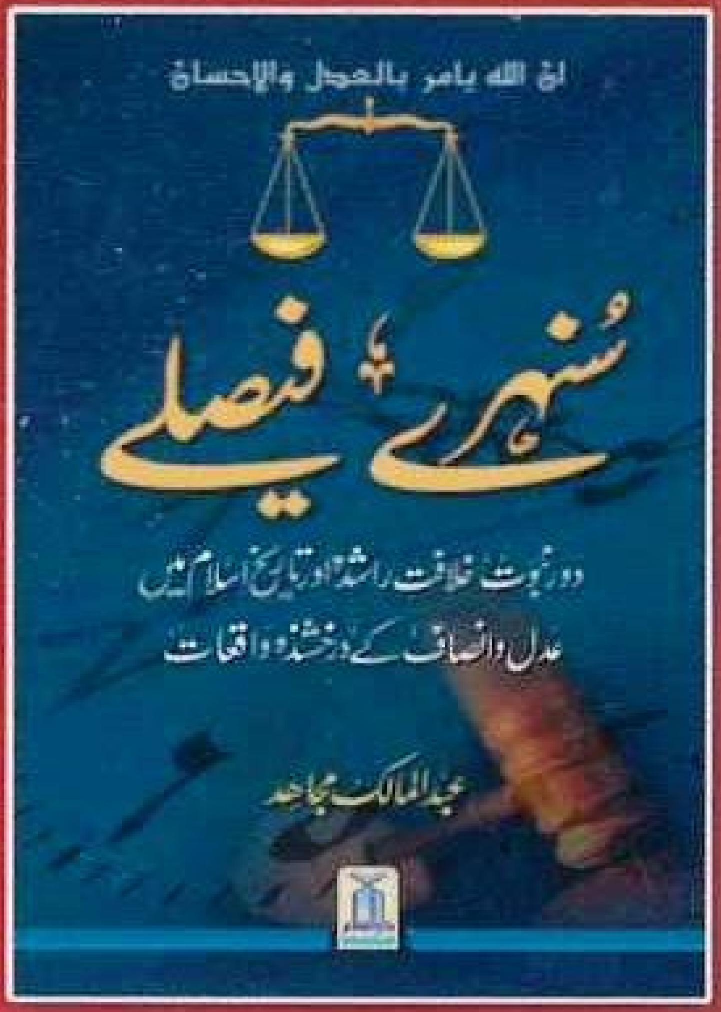

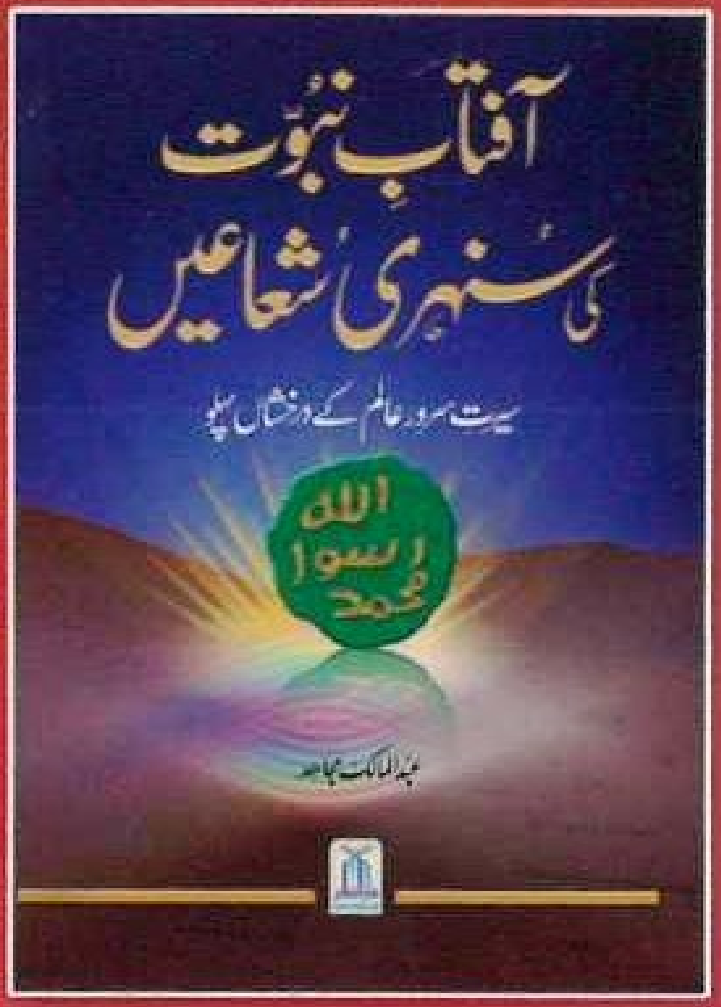

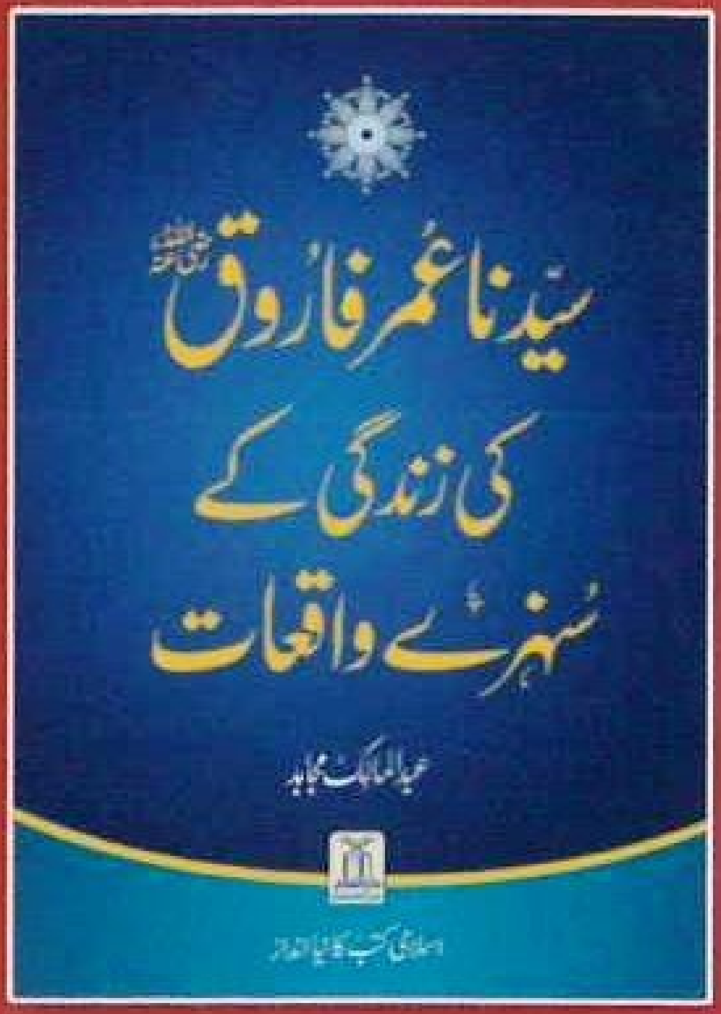

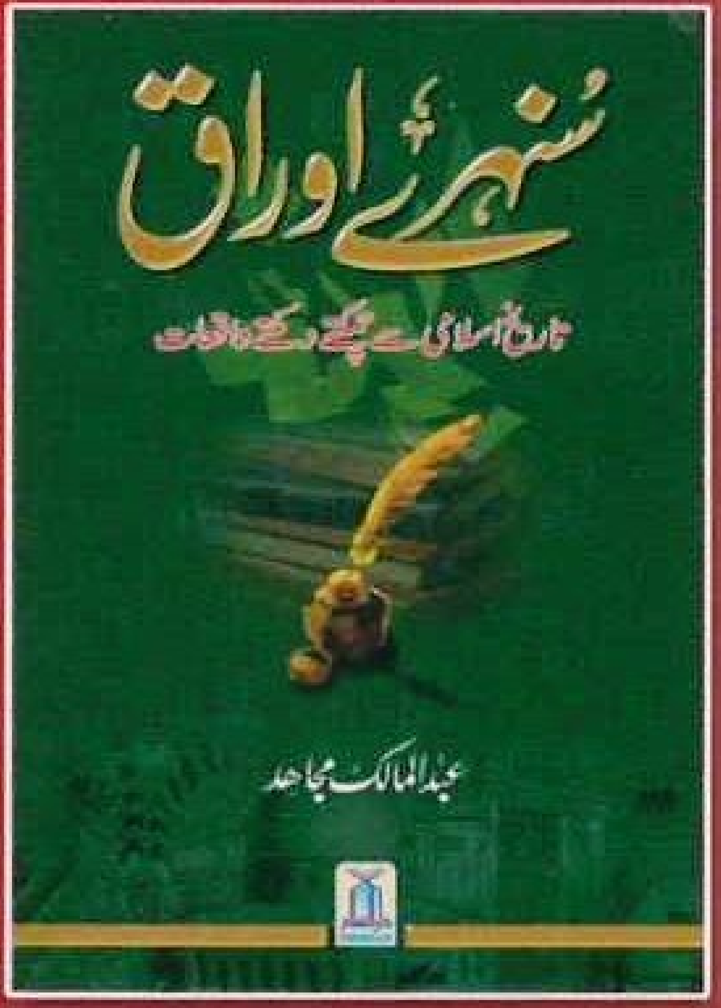

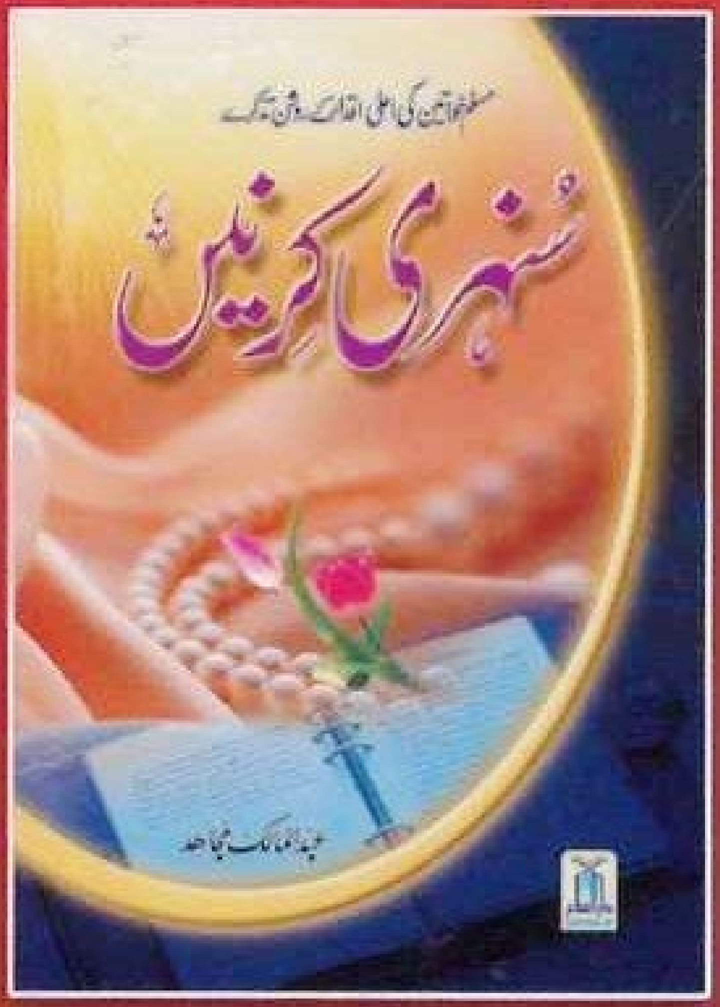

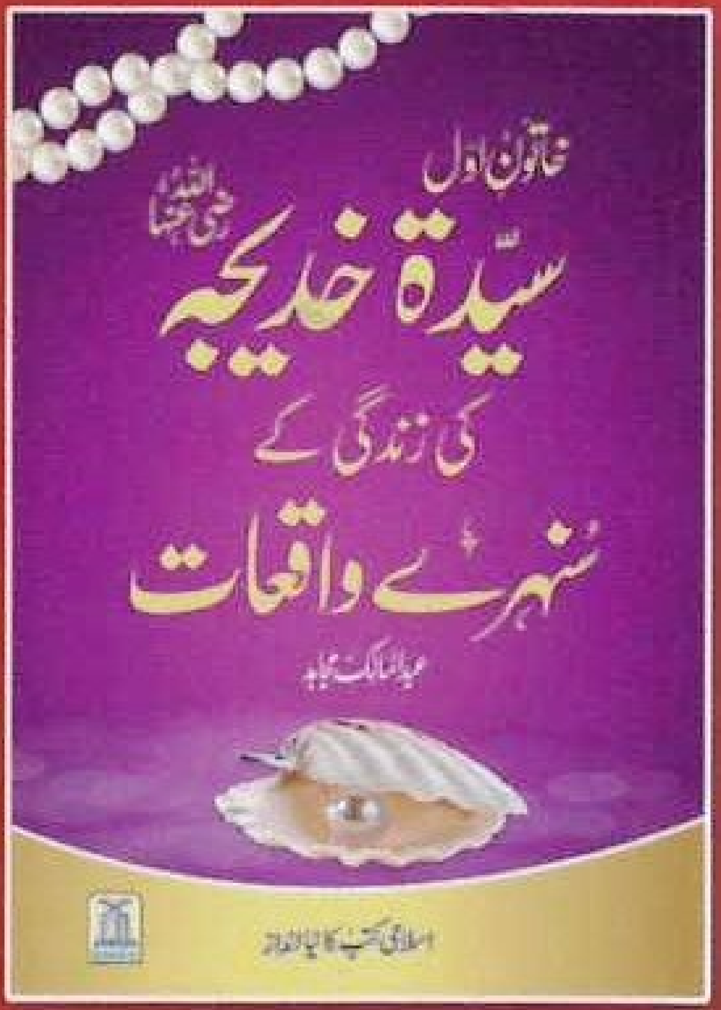

دار السلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

9786035000703

DARUSSALAM

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ